

میں کوئی



بقلم تبسم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مکمل ناول)

تم کون پیا

از تبسم

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



اگلے سینگر کو دیکھنے کے لیے لوگوں کی درکنیں کبھی تیز کبھی کم ہو رہی تھی لوگوں
بیتاب ہو رہے تھے شو میں آخری حصہ لینے والے کو دیکھنے کے لیے

اب میں دعوت دیتی ہوں سو پلینز ویلکم مسٹر ہادی علی شاہ

"ہادی—ہادی—ہادی" حاضرین کا جوش و خروش قابل دید تھا بے تحاشا تالیوں کے
شور میں اس کی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب لوگ اس کی نیلی آنکھوں کے سحر میں
ڈوبے سینکڑوں دیوانوں میں ایک ایسا وجود بھی تھا جو بے زار بیٹھا دھردھر دیکھ رہا تھا
وہ اپنی دوست کے کہنے پر اس سٹوڈنٹس فنکشن میں آتو گئی تھی مگر اب پچھتا رہی تھی
اسی لمحے ایک تیز رفتار بائیک سٹیج کے سامنے آکر رکی۔ بائیک پر سوار نوجوان ہزاروں
دلوں کی دھڑکن خوبصورتی و وجاہت میں اپنی مثال آپ، پانچ فٹ نوانچ قد کسرتی بدن
تیکھے نقوش کا حامل چہرہ سرخ و سفید رنگت بے تحاشا چمک لیے نیلی شفاف سحر انگیز
آنکھیں بلیک جینز رائل بلو شرٹ میں ملبوس ہر دل عزیز شاید نہیں یقیناً وہ ہادی ہی تھا
بائیک سے اتر کر شان سے چلتا ہوا سٹیج کی جانب بڑھا

دونوں ہاتھ اٹھا کر دل کو موہ لینے والی مسکراہٹ سے سر کو خم دے کر شائقین کی
تالیوں کا جواب دیا اور اپنے مخصوص انداز میں بائیک تھامے آنکھوں کو گھما کر ہولے

سے گانا شروع کیا

جو نہی گانا ختم ہوا سا معین نے جوش و خروش سے تالیاں بجا کر اپنی محبت کا اظہار کیا اس نے سابقہ مخصوص انداز میں ہاتھ اٹھا کر داد و وصول کی اور بغیر ادھر ادھر دیکھے سٹیج سے اتر کر بائیک کی جانب بڑھا جب اسکے کان بائیک سے ذرا فاصلے پر موجود لڑکی کی بات سے فیض یاب ہوئے

"ہو نہہ ایسا بھی کیا ہے اس میں جو تم لوگ اتنے دیوانے ہو ستانا س کر دیا اس نے اتنے خوبصورت گانے کا"

لڑکی نے ناگواری سے سر جھٹک کر تبصرہ کیا جب آنکھیں گھماتے غیر متوقع طور پر اس کی نظر اپنی طرف متوجہ ہادی پر پڑی وہ مزید گل فشائی کا ارادہ ترک کر کے زبان اپنے دانتوں تلے دبا گئی ہادی پوری آنکھیں کھولے اس بد تمیز کو گھورتا رہا پھر ایک دم سے مسکرایا آبرو کو ہولے سے جنبش دے کر سیٹی بجائی۔۔ آنکھ ماری۔۔ پلٹ کر بائیک پر بیٹھا اور بھگالے گیا وہ منہ کھولے اسکی پشت دیکھتی رہ گئی

"ایڈیٹ" اور پھر وہ دیر تک جلتی بھونتی رہی



"میں کہتا ہوں نکل جاؤ یہاں سے" وہ دھاڑا آواز اتنی ضرور تھی کہ نیچے لاؤنج میں بیٹھے نفوس تک باسانی پہنچ سکتی کنیز بیگم نے دہل کر اپنے شوہر کو دیکھا جو لب بھینچے بیٹھے تھے وہ سرعت سے اٹھ کر اس کے کمرے کی طرف بڑھیں

"بڑے صاحب کا حکم ہے کہ آپ کو کھانا کھلا کر آؤں" ملازم نے ہمت کر کے دھیمی آواز میں کہا مگر وہ آج پھر غوصہ ہوا تھا برتن اٹھا کر نیچے پٹخنے شروع کر دیئے "بتا دینا اپنے صاحب کو نہیں مانوں گا ان کی بات نہیں کھاؤں گا میں کھانا جاؤ بتاؤ ان کو" اس نے آخری پلیٹ بھی زمین پر پٹخی

تبھی کنیز بیگم دروازہ کھول کر اندر آئیں ملازم سر جھکائے کھڑا تھا

"یہ کیا کر رہے ہو بیٹا" انہوں نے کانچ کو دیکھتے ہوئے کہا وہ کوئی جواب دیئے بغیر رخ پھیر گیا کنیز بیگم پریشانی سے اس کی طرف بڑھیں

"بیٹا کیوں کر رہے ہو ایسا ماں ہوں میں تمہاری" وہ اس کے سامنے آگئیں اور دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام لیا

"ادھر دیکھو بیٹا اپنی ماں کو دیکھو ترس نہیں آتا کیا تمہیں" ان کے لہجے میں آنسو کی آمیزش تھی مغیث خاموشی سے انہیں دیکھے گیا انکے بہتے آنسوؤں نے نہ جانے اس پر کیا اثر کیا وہ تڑپ کر ان کے گلے لگ گیا

"ماما کیا کروں میں مجھ سے جیا نہیں جاتا میں جینا نہیں چاہتا ماما" وہ سران کے کندھے پر رکھ کر بچوں کی طرح بلک رہا تھا اور وہ بے بسی کی تصویر بنیں اپنے کڑیل جوان بیٹے کو ٹوٹا دیکھ رہی تھیں

وہ جیسے ہی کمرے سے نکلی سامنے والے کمرے سے آتی دھیمے سروں میں دل چھو لینے والے خوبصورت الفاظ پر مشتمل آواز پر اسکے قدم بے اختیار ٹھٹکے تھے ادھر ادھر دیکھا راہداری میں کوئی بھی نہ تھا

"یہ کمرہ توحید رکا ہے اس جلا د کو بھی موسیقی سے لگاؤ ہے حیرت ہے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی اسکے کمرے کی طرف بڑھنے لگی

جب تک وہ دروازے تک پہنچی ریکارڈ بجا بند ہو چکا تھا کمرے میں اب مکمل خاموشی

تھی اس نے دھیرے سے دروازے کو ناک کیا

"یس "گھمبیر آواز کمرے میں گونجی وہ جھجکتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی وہ سامنے
ہی صوفے پر بیٹھا دکھائی دے گیا

اسے آتے دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا "خیریت ہے" حیرانی سے استفسار کیا گیا

"ہاں بالکل خیریت ہے کیا میں تمہارے کمرے میں بغیر کسی وجہ کہ نہیں آسکتی" اس
نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور بے تکلفی سے بیڈ پر بیٹھ گئی اسکی حرکت پر حیدر کے ماتھے
ہر بل پڑ گئے بامشکل ضبط کرتے ہوئے اس نے ٹیبل پر سے اخبار اٹھا کر اپنے سامنے
کر لیا وہ اسے نظر انداز کر رہا تھا یوں جیسے وہ وہاں اکیلا ہو

نمل کا مارے غصے کے برا حال ہو گیا وہ طیش سے آگے بڑھی اور اسکے ہاتھ سے اخبار
چھین کر زمین پر پٹخ دیا

"تم نے میری بات کا جواب دینے کی بجائے اخبار اٹھا کر منہ کر لیا کیا ثابت کرنا چاہتے
ہو؟؟؟" وہ بولی

"یہی ناکہ تمہیں میری موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا نہیں ایسا نہیں ہے تم خود سے

بھاگ رہے ہو تم چھپتے پھر رہے ہو مجھ سے بھی اور خود سے بھی تم ڈرتے ہو کہ کہیں میرے حسن کے سامنے کمزور نہ پڑ جاؤ معلوم ہے مجھے تم جیسوں کی کمزوری ہے حسن اس کی پر حیدر کو اپنی کنپٹیاں سلگتی محسوس ہوئیں وہ سرعت سے کھڑا ہوا اور اسے بازو سے دبوچ کر اپنے قریب کیا

"بند کرو اپنی بکو اس" اس کی شہدرنگ آنکھیں قہر برسا رہی تھیں
 "تم جیسی لڑکیاں آگے پیچھے پھرتی ہیں میرے اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم اس گھٹیا لباس-
 (اس نے تنفر سے اسکے سلیو لیس سوٹ کی طرف دیکھا) اور اپنی واہیات اداؤں سے
 مجھے اسیر کر لو گی تو تمہاری بھول ہے تمہیں میں صرف بی اماں کی وجہ سے برداشت کر
 رہا ہوں ورنہ تم جیسی لڑکیوں پر میں ایک کے بعد دوسری نظر ڈالنا گوارا نہیں کرتا
 "اسکے اتنے سخت الفاظ پر وہ ساکت رہ گئی اس نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا اور
 دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے مخصوص دھیمے مگر رعب دار لہجے میں بولا
 "گیٹ لاسٹ فرام ہیئر" اتنی تذلیل پر نمل کی آنکھیں بھر آئیں وہ بھاگتی ہوئی اسکے
 کمرے سے نکلتی چلی گئی



حویلی میں شام کا کھانا جلدی کھایا جاتا تھا اب بھی شام کے کھانے کی تیاری ہو رہی تھی ستارہ تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھیں کھانا تیار ہو چکا تھا وہ کھانا ٹیبل پر لگانے لگیں وہ پلیٹیں رکھنے جارہی تھیں جب اچانک قدم لڑکھڑائے سنبھلنے کے چکر میں پلیٹیں نیچے گر کر کرچی کرچی ہو گئیں ٹوٹنے کی آواز پر نایاب بیگم دوڑی ہوئی آئیں ٹوٹی پلیٹیں دیکھ کر ان کی آنکھیں صدمے سے پوری کھل گئیں یہ ان کے جہیز کی پلیٹیں تھیں "وہ باجی س سچم میں غلطی سے" ابھی ستارہ کی بات منہ میں ہی تھی کہ نایاب بیگم نے انہیں چوٹی سے پکڑ کر زمین پر پٹخا اور اندھا دھند کے تھپھر برسائے لگیں ساتھ ساتھ طعنے و کوسنے بھی جاری تھے

"ہائے اللہ اتنا نقصان کر دیا ہاتھوں میں جان نہیں ہے کیا منحوس عورت پیسے درختوں پر نہیں لگتے" شور کی آواز سن کر کنیز بیگم بھی وہاں آگئیں سامنے کا منظر ان کے لیے نیا نہیں تھا ستارہ خاموشی سے مار کھا رہی تھیں

"چھوڑو نایاب کیا کر رہی ہو" وہ اسے چھڑوانے لگیں

"بھابھی آپ کو نہیں پتہ میرے جہیز کے برتن توڑ دیئے اس نے... جلتی ہے یہ مجھ

سے" وہ ہاتھ چھڑوا کر پھر ستارہ کی طرف بڑھیں

"کوئی بات نہیں جانے دو چھوڑو اسے جاؤ ستارہ تم کمرے میں جاؤ" انہوں نے زمین پر

گری ستارہ کو منظر سے ہٹایا وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھیں اور ملازمہ کا سہارا لے کر

کمرے کی طرف چل دیں نایاب بیگم ابھی بھی اسے کوس رہی تھیں وہ کمرے میں آ کر

کتنی دیر ساکت بیٹھی رہی

"ہیلو ہادی" وہ جو مگن سے انداز میں فیس بک یوزر کر رہا تھا نسوانی آواز پر چونک کر ادھر

ادھر دیکھا مگر یہ کیا یہاں تو کوئی بھی نہیں تھا

"اف خدایا مجھے تو ہر وقت چڑیلوں کی آوازیں ہی سنائی دیتی ہیں" وہ سر جھٹک کر پھر

سے موبائل پر بزی ہو گیا تبھی اسے اپنے کندھے پر ہاتھ کا لمس محسوس ہوا اس نے سر

اٹھا کر ہاتھ کہ تعاقب میں دیکھا سامنے اس کی سویٹی (آمنہ) کھڑی تھی بے حد حسین

ریڈ ٹاپ اور بلیک جینز میں وہ غضب ڈھا رہی تھی اسے دیکھ کر ہادی دلکشی سے مسکرایا

"ارے جانو تم آؤ آؤ بیٹھو" وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولا وہ اس وقت ٹی شرٹ پنک اور بلیو جینز میں ملبوس تھا آمنہ کی آنکھوں میں ستائش اتری

"کہاں تھے تم اتنے دن سے کالز کر رہی ہوں تم پک کیوں نہیں کرتے" وہ خفگی سے کہنے لگی

"اور یہ کیا کر رہے ہو یہاں" اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا

"ارے میری جانو جان تمہیں اتنا مس کیا میں نے پر وہ میرے بھیا نے میرا موبائل لے لیا تھا میں تم سے رابطہ نہیں کر سکا" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ساتھ بٹھاتے ہوئے محبت سے بولا "اب بھی تمہیں ہی یاد کر رہا تھا" اس نے مزید مسکا لگایا

"تو یہ موبائل ہے تو تمہارے پاس" وہ اس کے ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی

"دکھاؤ زرا" اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس نے موبائل کھینچ کر اپنے آگے کر لیا

سکرین دیکھتے ہی اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی وہ کسی لڑکی سے چیٹ کر رہا تھا ایک میسج پر تو اس کی نظریں ٹھہر کر رہ گئیں

"ارے میری جان تمہارے علاوہ مجھے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا اتنی لڑکیاں مڑتی ہیں مجھ پر اور مجھے دیکھو رات دن تمہاری یاد میں آہیں بھرتا ہوں"

اگلا میسج "بتاؤ کب آؤ گی ملنے اپنے اس دیوانے سے"

وہ ابھی اتنا ہی پڑھ پائی تھی جب ہادی نے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹتے ہوئے جیب میں ڈال لیا

"ارے یہ کیا لے کر بیٹھ گئی ہو چھوڑو اسے اتنے دنوں بعد ملیں ہیں کہیں لہجہ کرتے ہیں

"وہ اسکے گال سہلاتے ہوئے بولا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں نہیں... کیا ہے یہ سب؟؟؟ اور یہ میسج یعنی تم چیٹ کر رہے ہو مجھے" وہ تپ گئی

"ارے نہیں یار" وہ جھنجھلایا

"کیا نہیں تم نے مجھے چیٹ کیا تم تم... " وہ غصے سے کھڑی ہو گئی

"اچھا اچھا سنو تو میری بات یہاں بیٹھو میں تمہیں پوری بات بتاتا ہوں" وہ ہاتھ اٹھا کر

صلح جو انداز میں بولا وہ تن کر کھڑی اسے گھورتی رہی

"دیکھو وہ جو لڑکی ہے نا وہ میرے پیچھے خود پڑی تھی جان ہی نہیں چھوڑ رہی تھی گھر

تک چلی گئی تھی

وہ روتی صورت بنا کر بتانے لگا

"جب بھیا کو پتہ چلا انہوں نے مجھے دھو ڈالا یہ دیکھو" اس نے اشارے سے ناک کے

پاس کوئی پرانا زخم کا نشان دیکھا یا وہ پریشان سی ہو کر اس کے پاس بیٹھ گئی

"پھر؟؟؟"

"پھر کیا میں اسے بلا کر بدلا لینا چاہتا ہوں ارے وہ دیکھو آگئی" وہ سامنے سے آتی مومنہ

کو دیکھ کر خوشی سے چہکا جو بلیک میکسی میں سیدھا اس کے دل کے اندر گھسی جا رہی تھی

آمنہ نے اسے گھورا وہ گڑ بڑا گیا

"میں تو بس ایسے ہی" وہ منمننا کر رہ گیا مومنہ چلتے ہوئے ان کے پاس آگئی

"ہیلو ہادی ڈیر ہاؤ آر یو؟" وہ خوش دلی سے مسکرائی ہادی اٹھ کر کھڑا ہو گیا وہ بے تکلفی

سے اس کے گلے لگ گئی ہادی کا منہ کھل گیا (گلے لگنے پر نہیں جانو کی موجودگی میں گلے

لگنے پر) جانو کی غصے بھری نظریں اس کی پشت پر تھیں

"یہ دیکھو تمہارے لیے بریانی لائی ہوں تم نے کہا تھا نا تمہیں پسند ہے" وہ اس سے الگ

ہو کر ٹفن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی ہادی نے خوشی خوشی ٹفن تھام لیا اور وہیں
بچپڑ بیٹھ کر کھولنے لگا

"یہ کون ہے؟؟" آمنہ نے مومنہ کو دیکھ کر تیوری چڑھا کر پوچھا ہادی اطمینان سے
ٹفن کھولنے میں مصروف تھا اس نے کوئی جواب نہ دیا تو سویٹی خود ہی اٹھ کر اس کے
سامنے آگئی

"میں ہادی کی منگتیر ہوں" اس نے دھماکہ کیا

"وہاٹ" مومنہ کی پوری آنکھیں نکل پڑیں
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"لیس" آمنہ نے اتر کر کہا

"جسٹ شٹ اپ انگیجمنٹ رنگ ہادی نے مجھے دی ہے انڈر سٹینڈ کیوں ہادی بتاؤ نا" وہ
ہادی کی طرف گھومی مگر وہ متوجہ ہوتا تو جواب دیتا موصوف بریانی کھانے میں بُری
طرح غرق تھے

"بلو اس بند کرو تمہاری وجہ سے اس کے بھائی نے اسے مارا تم بلیک میل کرتی ہو اسے
"جو ابا آمنہ چیخ کر بولی لوگ ان کی طرف متوجہ ہونے لگے

"ارے جاؤ جاؤ کبھی شکل دیکھی ہے تم نے اپنی سفید چوہیا" مومنہ نے بھی حساب برابر کیا آمنہ کے تو تلوں پر لگی سر پر بجھی وہ غصے سے اسکی طرف بڑھی اور اس کے خوبصورت سلکی بال اپنی مٹھیوں میں جکڑ کر غرائی

"تم جیسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو کبھی کسی کا گھر نہیں بسنے دیتیں پھپھے کٹنی"

"وہاٹ تم نے میرے بال.... میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی یونچ" اس نے پرس پھینک کر دونوں ہاتھوں سے اس کے بال پکڑ لیے اب وہ دونوں گتھم گتھا ہو چکی تھیں ہادی نے بریانی ختم کر کے جو نہی سر اٹھایا آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں

"اومائی گاڈ اوویری نائس" اس نے ہونٹ سیٹی کے انداز میں سکیرٹے ٹفن سائیڈ پر

رکھ کر موبائل نکالا اور جلدی سے ایک تصویر کھینچ لی جس میں آمنہ نے مومنہ کے بال اور مومنہ نے اسکی گردن دبوچی ہوئی تھی لوگوں کا اچھا خاصہ ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی اور بغیر ادھر ادھر دیکھے نکلتا چلا گیا



رات کا نجانے کون سا پہر تھا وہ کسی گہری سوچ میں گم راکنگ چیئر پر جھول رہا تھا

سگریٹ اسکے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں دبا ہوا تھا نجانے وہ اور کتنی دیر سوچوں کے
 بھنور میں ڈوب رہتا اگر ٹیبل پر پڑا اس کا موبائل نہ بجنے لگتا وہ سر جھٹک کر موبائل کی
 طرف متوجہ ہو گیا

"ہاں کہو کیا خبر ہے" اسکا لہجہ کرخت تھا جانے دوسری طرف سے کیا کہا گیا
 "کتنے بندے ہیں"

"تین" ایک لفظی جواب آیا

"وہی کرو جو پہلے کرتے ہو میں ابھی نہیں آسکوں گا"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے کہہ کر دوسری طرف سے لائن کاٹ دی گئی وہ اٹھ کر بیڈ پر آ بیٹھا آج پھر اس کا
 زہن ماضی کی لمبی اڑانیں بھر رہا تھا اسکے کانوں میں کسی کی کھلکھلاہٹیں گونج رہی تھیں
 اور سامنے کا منظر دھندلا رہا تھا

"ارے ارے مہر و چوٹ لگ جائے گی مت بھاگو" وہ اسے پکڑنے کے لیے اس کے
 پیچھے بھاگ رہا تھا اور وہ ہنستی ہوئی تتلی کے پیچھے بھاگ رہی تھی بے دھیانی میں بھاگتے
 ہوئے ٹھوکر لگنے سے وہ زمین پر گر پڑی اسکے پاؤں پر چوٹ آئی تھی وہ بری طرح

رونے لگی

"مجھے تتلی پکڑنی ہے جو جو" وہ روتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی وہ گھٹنوں کے بل

اس کے سامنے بیٹھ گیا

"میں تمہیں پکڑ دوں گا تم رومت" وہ اپنی چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کے آنسو

پونجھنے لگا

"دیکھا لگ گئی ناچوٹ چلو اٹھو چاچی ڈانٹیں گی" وہ اسکے ننھے پاؤں پر لگی چوٹ کو دیکھ

کر پریشانی ہو گیا تھا وہ سر نئی میں ہلا کر وہیں بیٹھی رہی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھ سے نہیں چلا جا رہا جو جو میں کیا کروں" موٹے موٹے آنسو پھر سے بہنے لگے

"آم م م" وہ ماتھے پر انگلی رکھے کچھ سوچنے لگا پھر چٹکی بجا کر بولا

"ایسا کرو تم میری کمر پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں لے جاتا ہوں"

"تم گر جاؤ گے" وہ ڈری

"ارے نہیں گرتا دیکھو کتنا صحت مند ہوں میں" اسنے بازو دکھا کر کہا اور زمین پر بیٹھ

گیا وہ اس کی کمر پر سوار ہو گئی ایک دس سالہ بچہ چھ سال کی مہر کو کمر پر سواری کر وار ہاتھا

اس کی کھلکھلاہٹوں کی آواز آج بھی اس کی یادداشت میں تازہ تھی اور جب یہ یاد اس پر
 حاوی ہونے لگتی وہ اذیتوں کی حدوں کو چھو جاتا تھا اب بھی ایسا ہی ہونا تھا وہ سگریٹ پر
 سگریٹ سلگا رہا تھا

اس نے وحشت کے عالم میں سائیڈ ٹیبل پر پڑا گلاس اٹھا کر سامنے دیوار میں دے مارا
 گلاس ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا

"یو نہی ٹوٹا ہوں یو نہی توڑا ہے تم لوگوں نے مجھے میں بھی توڑ دوں گا تم لوگوں کو
 توڑ دوں گا" وہ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے خود کلامی کر رہا تھا کھٹکے کی آواز پر اس
 نے مڑ کر دیکھانی اماں کمرے میں داخل ہو رہیں تھیں اسکی حرکت دیکھ کر دنگ رہ
 گئیں

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے" وہ پریشانی سے اسکی
 طرف بڑھیں

وہ شاید گلاس ٹوٹنے کی آواز پر آئیں تھیں

"ارے بی جان آپ.. اس وقت" وہ بوکھلا گیا

"ہاں میں تہجد کے لیے اٹھی تھی تمہارے کمرے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تو ادھر چلی آئی... لیکن یہ کیا ہے سب" وہ از حد پریشان ہو چکی تھیں

"کچھ نہیں بی جان بس نیند نہیں آرہی تھی" وہ خود پر قابو پاتے انکے ہاتھ تھام کر نرمی سے بولا

"اور یہ گلاس بس ہاتھ لگنے سے ٹوٹ گیا غلطی سے" اصل بات وہ گول مول کر گیا

"اچھا چلو کوئی بات نہیں میں تو پریشان ہو گئی تھی" وہ مطمئن ہو گئیں

"چلو تم بھی اب نماز پڑھ لو دل کو سکون ملے گا ہوں"....

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی پڑھ لیتا ہوں" حیدر نے تابعداری سی سر ہلایا

"جیتے رہو خوش رہو" بی اماں نے اس کی پیشانی چوم کر دعادی

"تمہیں دیکھ کر دل کو سکون مل جاتا ہے اور ایک یہ ہادی ہے ہر وقت مستی میں رہتا ہے ذرا جو عقل کر لے یہ لڑکا کسی کام میں سنجیدہ نہیں کیا بنے گا اس کا

اللہ اسکو ہدایت دے" وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتی باہر جا رہی تھیں وہ دھیرے سے مسکرایا



صبح حویلی میں کافی رونق تھی سب اپنے اپنے کام پر جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے آٹھ بجے سب ناشتے کی میز پر اکٹھے ہوئے تھے یہ برسوں سے حویلی کا اصول تھا یا سرجب تیار ہو کر نیچے آیا تو سب ٹیبل پر پہلے سے موجود تھے اس نے سب پر طائرانہ نظر ڈالی اور سلام کرتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا

تبھی بڑے بابا کی گرجدار آواز گونجی اس کا جوس کی طرف جاتا ہاتھ رک گیا وہ بہت کم بولتے تھے مگر جب بھی بولتے تھے سب کی بولتی بند کر دیتے تھے

"عادل کہاں ہے؟؟" تائی اماں نے بے بسی سے انہیں دیکھا آنکھوں میں التجا تھی

"ہم نے بہت رعایت دے دی اسے اب اور نہیں نیچے بلاؤ اسے یہاں" انہوں نے حکم صادر کیا کنیز بیگم (تائی اماں) نے سکینہ کو آواز دی

"جاؤ عادل کو کہو بابا بلارہے ہیں" انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کچھ سمجھایا وہ پلٹ کر چلی گئی کچھ ہی دیر میں عادل سیڑھیاں اترتا دکھائی دیا اس کے نقوش تنے ہوئے تھے بال ماتھے پر لاپرواہی سے پڑے تھے چہرہ زرد تھا سلوٹ زدہ سوٹ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ سیدھا اٹھ کر نیچے ہی آیا ہے خود سے بھی لاپرواہ وہ اسے کہیں سے بھی ڈیشننگ اینڈ چارمنگ عادل نہ لگایا سر کا دل تا سفس سے بھر گیا وہ آکر خاموشی سے بڑے

بابا کے سامنے کھڑا ہو گیا

"تمہیں اب سلام کرنے کی بھی تمیز نہیں رہی" وہ پھر سے برہم ہوئے عادل نے ایک

خاموش نگاہ ان پر ڈالی

"کیا چاہتے کیا ہو تم؟؟؟ سیدھی طرح بتاتے کیوں نہیں ہو کیوں تماشہ بنایا ہوا ہے تم

نے چھوٹے سے بچے نہیں ہو تم 25 سال کے باشعور انسان ہو ایسی حرکتیں زیب نہیں

دیتیں تمہیں" وہ غصے سے کھڑے ہو گئے وہ لب بھینچے کھڑا تھا اس کی آنکھوں کی

سرخی بڑھنے لگی

"آرام سے ابھی تو آیا ہے وہ اسے ناشتہ تو کرنے دیں" کنیز بیگم نے شوہر کو ٹھنڈا کرنا چاہا

اتنے دنوں بعد اسے کمرے سے باہر دیکھ کر ان کا دل خوش فہم ہو رہا تھا

"نہیں کرنا مجھے ناشتہ" وہ درشتی سے بولا بڑے بابا نے ٹھٹھک کر اس کا گستاخانہ رویہ

دیکھا ایسا تو وہ ہرگز نہ تھا

"یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم؟؟؟ یہ ہی سکھایا ہے ہم نے تمہیں؟؟؟ یہ تربیت کی

ہے ہم نے تمہاری؟؟ بڑوں سے بات کرنے تمیز بھولتے جا رہے ہو تم... تم جانتے

بھی ہو ہمارے خاندان میں بڑوں سے بات کرنے کی کیا حدود ہیں اک آوارہ بد چلن لڑکی کے عشق نے تمہیں ہمارے سامنے لاکھڑا کیا ہے " وہ گرج رہے تھے سب خاموش تماشائی بنے ان باپ بیٹا کو دیکھ رہے تھے کنیز بیگم نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا مگر وہ بھی انکا ہی بیٹا تھا تمیز و ادب سب بالائے طاق رکھ کر جو اب ان سے بھی زیادہ اونچی آواز میں بولا

"کون سی تمیز کون سی روایات کون سی حدود کی بات کر رہے ہیں آپ باباجان؟؟؟ یہ حدودیں آپ کو آج تو یاد آگئی تب کیوں بھول جاتی ہے جب چھوٹی چچی پھوپھو کے ساتھ زیادتی کرتی ہیں " وہ چائے لاتی ستارہ کو دیکھ کر بولا ان کے ہاتھ سے ٹرے لڑکھڑا گئی

"تب کہاں جاتی ہیں آپکی روایتیں جب ادینہ اور ثمرینہ اپنے سے دو گنی عمر کی عورت سے نو کرانیوں والا سلوک کرتی ہیں تب آپ اپنی آنکھیں کیوں بند کر لیتے ہیں جب اس گھر کی بیٹی کو دو وقت کی روٹی کے لیے ترس ترس کر جینا پڑتا ہے تب آپ کیوں خاموش تماشائی بن جاتے ہیں جب کسی بے بس کی سسکیاں اس درو دیوار میں گونج رہی ہوتی ہیں "

آج وہ سب حساب بے باق کرنے کے موڈ میں تھا وہ انہیں آئینہ دیکھا رہا تھا جو شاید کوئی بھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا ستارہ حیرت زدہ تھی سانس انکے گلے میں اٹکنے لگا

"بکو اس بند کرو تم اپنی" ان کے اشتعال میں مزید اضافہ ہوا چھوٹی چچی نے بھی ناگواری سے اسے دیکھا انہیں اس سے اتنے کھلے طنز کی توقع ہی کہاں تھی

"کیوں کیوں بند کروں... سچ سنیں باباجان.... سامنا کریں سچ کا"

اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی وہ سمجھ نہ پائے وہ کس کا مقدمہ لڑنے آیا تھا اپنا

یاستارہ کا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صورت حال بگڑتی دیکھ کر صولت آگے بڑھا اور بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا

"کیا کر رہے ہو عادل بابا ہیں وہ" انہوں نے سختی سے ٹوکا مگر وہ بغیر کان دھرے اپنا

بازو چھڑاتا پھر سے بابا کی طرف گھوما

"اس جائیداد میں ستارہ پھوپھو اور انکی بیٹی کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا درت پھوپھو کا اس

گھر پر ان کا حق اتنا ہی ہے جتنا ہمارا.... آپ حق تلفی کر رہے ہیں باباجان... نا انصافی

کر رہے ہیں.... کتنے افسوس کی بات ہے نواب افضل درانی اس قبیلے کا سردار

...پنچائیت کا سر بیچ.... لوگوں کے بیچ جھوٹ کا فیصلہ کرنے والا... انکو حق دلانے والا.... اپنے ہی گھر میں ہونے والی زیادتی کا ہاتھ نہ روک سکا"

"چٹاخ" "بڑے بابا کا ہاتھ اٹھا اور اسکے گال پر نشان ثبت کر گیا عادل کی چلتی زبان کو ایک دم بریک لگا وہ منہ پر ہاتھ رکھے انہیں دیکھنے لگا

"خاموش ہو جاؤ خاموش" بڑے بابا کا انداز ہار اہوا تھا انہوں نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر زبان نے ساتھ نہ دیا وہ خاموشی سے کمرے کی طرف بڑھ گئے

عادل نے ایک تلخ نگاہ ساکت کھڑی ستارہ پر ڈالی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا یا سر اس کے پیچھے لپکا مگر وہ گاڑی نکال کر جا چکا تھا ستارہ بیگم کی آنکھیں برسے لگیں کیا کچھ یاد نہ آیا تھا آج پھر سے ماضی انکے سامنے آکھڑا ہوا تھا وہی لب و لہجہ وہی انداز وہ شکست خوردہ قدموں سے واپس پلٹ گئیں



صبح وہ ایک نارمل انسان کی طرح تیار ہو رہا تھا رات کی، تخریب کاری کا کوئی شائبہ تک نہ تھا پولیس یونیفارم میں نک سکا سے تیار ہونے کے بعد آئینہ میں اس نے خود کو

دیکھا تو ایک تلخ مسکراہٹ ہو نٹوں پر آٹھری گھنے سیاہ بال سلیقے سے سر پر جمے تھے چھ
 فٹ سے نکلتا قد مضبوط جسم چوڑا سینہ گہری شہد رنگ آنکھیں جن میں مقناطیسیت
 تھی ایک حزن تھا اسی تھی پر اسراریت تھی اس کے چہرے کا ہر نقش مردانہ وجاہت
 کا شاہکار تھا کھڑی مغرور ناک بھرے بھرے ہونٹ سفید کلین شیوڈ متناسب چہرہ وہ
 شخص مردانہ حسن اور وجاہت کا مجسمہ تھا دائیں گال پر پڑنے والا ڈمپل دیکھنے والوں کو
 ٹھٹکنے پر مجبور کر دیتا تھا اسے دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ وہ اندر سے دیمک زدہ انسان ہے
 سوچوں کو جھٹکے ہوئے وہ شیشہ کے سامنے سے ہٹا اس نے اپنا بلیک لیڈر بریف کیس لیا
 والٹ اٹھا کر جیب میں رکھا تبھی موبائل کی بیل نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا سکرین
 پر یاسر کا نام جگمگا رہا تھا اس نے عجلت میں کال ریسیو کی

"ہاں بس نکل رہا ہوں دس منٹ تک پہنچ جاؤں گا اوکے" تیزی سے کہہ کر اس نے
 کال کاٹی اور گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر کی جانب چل دیا ناشتہ کی میز پر بی بی جان کے ساتھ
 نمل بھی موجود تھی وہ دوسرے وجود کو یکسر نظر انداز کرتا بی بی جان کے سامنے جھکا
 "اچھا اماں اجازت دیں آج جلدی میں ہوں رات کا کھانا آپ کے ساتھ کھاؤں گا
 "ارے ایسے کیسے بیٹھو یہاں کم از کم جو س تو پیو نا"

انہوں نے بازو سے پکڑ کر اسے کرسی پر بٹھایا

"بی اماں آپ تو جانتی ہیں میں اس وقت جو س نہیں پیوں گانا شتہ میں آفس سے کر لوں
گا ابھی لیٹ ہو رہا ہوں" اس نے ٹالنا چاہا نمل بغور اسے دیکھ رہی تھی اسکی نظروں سے وہ
ڈسٹرب ہونے لگا

"اچھا ٹھیک ہے مگر یاد سے کر لینا اور مجھے کال کر کے بتا دینا بلکہ میں خود ہی پوچھ لوں گی
"وہ خلاف توقع جلدی مان گئیں وہ ان کے جلدی ماننے پر دل ہی دل میں شکر ادا کرتا

اٹھ کھڑا ہوا

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

وہ بی جان سے پیار لے کر جانے کے لیے مڑا پھر کچھ سوچ کر پلٹا

"یہ ہادی کہاں ہے؟"

"ابھی سو رہا ہے لیٹ آیا تھا" جواب نمل کی طرف سے آیا اس کے ماتھے پر بل پڑ

گئے

"ابھی تک سو رہا ہے؟ یہ کون سا طریقہ ہے اسے کہیے گا شام میں گھر ہی رہے بات کرنی

ہے اس سے" اس کا لہجہ سخت تھا بی جان نے سر ہلادیا

"ٹھیک ہے کہہ دوں گی تم آرام سے جاؤ صبح صبح غصہ نہیں کرتے" بی جان نے اسے

ٹھنڈا کرنا چاہا وہ خدا حافظ کہتا باہر نکل گیا نمل کی پر سوچ نگاہوں نے دروازے تک

اس کا پیچھا کیا تھا



وہ بے مقصد گاڑی سڑکوں پر دوڑا رہا تھا اس کا ذہن بے حد الجھا ہوا تھا ہفتے بھر کی ذہنی
 چپقلش نے اسے مکمل طور پر تھکا ڈالا تھا لیکن اپنی ضد سے پیچھے ہٹنے کو وہ قطعی تیار نہ تھا
 اسے ہر صورت نور اور عادل کو حویلی لے کر جانا تھا نور کا خیال آتے ہی اس کے ہونٹوں
 پر دلکش سی مسکراہٹ پھیل گئی اس کی خوبصورت شبیہ آنکھوں کے سامنے لہرائی تو
 دل اس پری پیکر کو دیکھنے کے لیے مچلنے لگا اس نے گاڑی کا رخ فلیٹ کی جانب کر لیا 15
 منٹ میں وہ فلیٹ کے باہر کھڑا تھا اس نے دروازے پر ہاتھ رکھا تو وہ کھلتا چلا گیا وہ
 حیران ہوتا اندر چلا آیا اندر سے کسی کے ہسنے کی آوازیں آرہی تھیں بیڈروم کے سامنے
 پہنچ کر اسکے قدموں کو بریک لگا دھ کھلے دروازے سے اندر کا منظر اس کے ہوش
 اڑانے کو کافی تھا عمر خان بیڈ پر آڑھے ترچھے لیٹا تھا اور اس کی محبوب بیوی نور اسکے بے
 حد قریب بیٹھی تھی انہیں اس حال میں دیکھ کر اس کے دماغ کی رگیں تن گئیں

"ہاہا ہا بے فکر رہیے خاں صاحب میرے نواب صاحب ابھی نہیں آئیں گے وہ اپنے باپ کو منا کر ہی آئیں گے ہم جانتے ہیں وہ وعدے کے بہت پکے ہیں" وہ ہنستی ہوئی کہتی عادل کے تن بدن میں آگ لگا گئی

"تو کیا تم چلی جاو گی؟؟" خان کے لہجے میں مایوسی تھی

"ارے نہیں کچھ دن کے لیے جائیں گے اسکی اولاد پیدا کی ہے کچھ حق تو بنتا ہے" اس نے مسکرا کر تسلی دی

"ویسے کتنا بٹور چکی ہو اب تک اس نواب زادے سے؟" خان نے خباثت سے آنکھ مار کر پوچھا جو اب انور کھلا کر ہنسی

"آپ کی سوچ سے بھی زیادہ ویسے ماننا پڑے گا نواب صاحب ہیں بڑے کھلے دل کے

"ارے ہم تو آپ پر اپنا آپ وارنے کو تیار ہیں ذرا خدمت کا موقع تو دیں" خان نے

اسے مزید قدیب کیا نور بڑے ناز سے ہنسی وہی ہنسی جس کا وہ دیوانہ تھا

"ایسی عورتیں گھر نہیں بساتیں اسے بس پیسے سے غرض ہے تمہارے پیسے سے" باپ

کی آواز اس کے آس پاس گونجی "جس لڑکی سے چاہو شادی کر لو مگر اس بد کردار سے

ہر گز نہیں " ایک اور جملہ اس کے کانوں میں پڑا

وہ طیش کے عالم میں آگے بڑھا اور خان کی بانہوں میں جھولتی نور کو بالوں سے پکڑ کر
کھینچا دونوں چونک کر متوجہ ہوئے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر نور کی ہوائیاں اڑنے
لگیں

"آ-آپ"

"بے غیرت عورت یہ تھی تیری اوقات" عادل نے اسکے منہ پر تھپڑ مارا وہ الٹ کر
نیچے جاگری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹھیک کہتے تھے بابا تم۔" اس کے منہ سے معذات نکلنے لگے وہ دونوں ہاتھوں سے

اسے پیٹ رہا تھا اس کا جنونی روپ دیکھ کر خان کا سارا نشہ ہرن ہو گیا وہ گھبرا کر بھاگ
کھڑا ہو نور کی چیخوں کی آواز سن کر لوگ آکھٹے ہونے لگے چند لوگوں نے آگے بڑھ کر
اسے پکڑنے کی کوشش کی اور اسے کھینچ کر باہر لے جانے لگے وہ انکے ہاتھ جھٹکتا ہوا پلٹا
اس نے بے بی کارٹ سے روتے ہوئے علی کو اٹھایا اور ایک نفرت بھری نگاہ نیم بے

ہوش وجود پر ڈالتا باہر نکل گیا



وہ جو بڑے پرسکون انداز میں میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہا تھا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اس نے آنکھیں کھول کر کچھ سمجھنے کی کوشش کی پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی مگر کچھ سمجھ نہ آئی آواز کہاں سے آئی تھی

"لگتا ہے کمرے میں بھوت ہیں" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا

"ابے کیا یار سوئے ہوئے بندے کو اس طرح اٹھاتے ہیں" وہ بلند آواز چلایا اور جواب کا انتظار کرنے لگا کمرے میں چند منٹ خاموشی رہی پھر وہی دل دہلا دینی والی آواز آئی وہ اچھل کر بیڈ سے کھڑا ہو گیا

"واقع یار بھوت ہی ہیں وہ بھی بھیا جیسے" اب کی بار وہ خوفزدہ ہونے لگا اس نے آرام سے کمرے سے کھسکنے کا سوچا

"اے بھائی بھوت دیکھ تو جو کوئی بھی ہے تو یہاں رہ لے میں جا رہا ہوں،.... ہاں" وہ ہاتھ اٹھا کر چاروں طرف گھوم کر بولا آہستہ آہستہ پیچھے کو کھسکتے وہ جوتے تک پہنچا بھی اس نے ایک ہی جوتا پہنا تھا کہ آواز پھر سے گونجی اس نے پھرتی سے دوسرا جوتا ہاتھ

میں اٹھایا اچانک اسے محسوس ہوا آواز اس کے پیچھے سے آرہی ہے اس نے ڈرتے

ڈرتے گردن گھمائی سامنے پڑی چیز کو دیکھ کر جو تا اس کے ہاتھ سے گر گیا

"اف حد ہے یار" اس نے ناگواری سے ٹیبل پر پڑے موبائل کو دیکھا جو وائس ریٹ کر

رہا تھا

"میں اتنی دیر سے اس مصیبت سے ڈر رہا تھا" اس کا جی چاہا اپنا سر پیٹ لے خود کو مزید

کو سنے کا ارادہ ترک کرتے اسے موبائل اٹھایا "نایاب کالنگ

"اس منحوس کو بھی صبح ہی صبح کال کرنا تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بڑبڑاتے ہوئے اس نے کال پک کی

"ہاں بولو" اس کا موڈ بگڑا ہوا تھا۔

"ارے ارے اتنا غصہ خیریت۔ نایاب کی چہکتی ہوئی آواز آئی اس نے دانت کچکچائے

"نہیں کچھ نہیں تم بتاؤ صبح صبح کیسے فون کیا" اب کے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی

گئی

"صبح صبح نہیں جناب ہادی شاہ دیکھیں ذرا گیارہ بج رہے ہیں اور آپ شاید بھول رہے

ہیں آج جامعہ کے تقریری مقابلہ میں آپ نے شرکت کرنا تھی "نایاب نے اسے
یاد دہانی کرائی

"اوفوہ یار میں کیا کروں گا مجھے ایسے مقابلے زرا بھی نہیں پسند کچھ سمجھ آتا ہی نہیں پلیز
تم کسی اور کے ساتھ چلی جاو" اس نے جان چھڑانی بچا

"بالکل نہیں میں ویٹ کر رہی ہوں تمہارا جلدی پہنچو ورنہ میں تم سے بالکل بات نہیں
کروں گی" اس نے دھمکی دے کر فون بند کر دیا

"کیا مصیبت ہے یار" ہادی نے غصے سے فون بیڈ پر اچھالا "ایک تو یہ گرل فرینڈ کو
سنجھالنا عذاب ہے" وہ بڑبڑاتا ہوا واش روم میں گھس گیا۔

"اے ایس پی یا سردرانی آن ڈیوٹی ہیں؟؟؟" کرسی پر بیٹھتے ہی ایس پی حیدر شاہ نے
اپنے ماتحت سے پوچھا

"ایس سر"

"اوکے انہیں بھیجیں" ایک سر سری سی نگاہ انسپیکٹر زین پر ڈال کر کہتا وہ فائل کی
جانب متوجہ ہو گیا

"او کے سر" زین سیلوٹ کرتا باہر نکل گیا چند لمحے بے دھیانی سے صفحے پلٹنے کے بعد اسے فائل بند کر دی خود کو ڈھیلا چھوڑ کر اسے کرسی کی پشت سے سرٹکایا اور پلکیں موند لیں

ماضی کے جھرونگوں سے جھانکتا ایک تکلیف دہ منظر اسے پھر سے غافل کر گیا

"جو جو مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے بیٹا" بابا نے پیار سے اسکی پیشانی چومتے ہوئے کہا

"جی بابا" وہ خوش ہوتا ان کے ساتھ سیڑھیوں پر بیٹھ گیا

"لیکن آپ کو مجھ سے دو وعدے کرنا ہیں جو جو پکے والے وعدے" وہ اسکے سامنے اپنی چوڑی پیشانی پھیلاتے ہوئے بولے

"اور آپ کو پتہ ہے ناپکا والا وعدہ وہ ہوتا ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا کسی بھی حال میں نہیں

"جی بابا" اس نے تابعداری سے سر ہلاتے ہوئے اپنا ننھا ہاتھ ان کی ہتھیلی ہر رکھ دیا وہ اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کافی دیر سوچتے رہے جیسے لفظوں کو ترتیب دے رہے ہوں اور پھر مسکرا کر اسکی طرف دیکھنے لگے

"آپ تو میرے بہت بہادر بیٹے ہیں نا"

"جی بابا" وہ معصومیت سے بولا

"آپ وعدہ کریں جو جو آپ ہادی کا بہت خیال رکھیں گے اسے کبھی نہیں بتائیں گے کہ

-وہ-

کسی کے سختی سے جھنجھوڑنے پر اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں

غائب دماغی سے آنکھیں ملتے اسنے ادھر ادھر دیکھ کر ماحول کو سمجھنے کی کوشش کی وہ
منظر غائب ہو چکا تھا اسکی دائیں طرف یاسر کھڑا تھا اور تشویش زدہ نظروں سے اسے ہی

دیکھ رہا تھا خود کو کمپوز کرتا وہ سیدھا ہو بیٹھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہوا یا ر طبیعت تو ٹھیک ہے نا" یاسر نے پریشانی سے پوچھا

"آ..ہاں میں.... شاید سو گیا تھا رات بھر سو نہیں سکا نہ تو۔" اس نے بہانہ بنایا

"کیوں رات کو کیوں نہیں سوئے؟" اس نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پھر سے پوچھا

حیدر کو نظریں چرائی پڑیں وہ اپنا آپ کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا

"ارے کچھ نہیں میری ماں آؤ بیٹھو" وہ اب خود کو سنبھال چکا تھا تبھی ہلکے پھلکے انداز

میں بولا

یاسر تیکھی نظروں سے اسے گھورتا کر سی پر جا بیٹھا اس سے پہلے کہ وہ مزید تفتیش کرتا
حیدر نے گفتگو کا رخ بدل دیا

"اچھا بتاؤ اس کیس کا کیا بنا" اس نے فائل کھول کر اپنے سامنے کر لی

2 "دن پہلے وہاں پھر سے وہی واقعہ ہوا 3 لوگ غائب ہیں رات کے اندھیرے میں
زبردستی گھروں سے اٹھائے گئے ہیں تم سے رابطہ نہیں ہو پارہا تھا اس لیے بتانہ سکا
"یاسر کے تفصیلی جواب پر اسے جھٹکا لگا

"واٹ؟؟ اتنی سخت سیکورٹی کے باوجود؟" وہ از حد حیران ہوا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں یہی بات تو سب سے زیادہ قابل تفتیش ہے ان کی پلاننگ بہت سیف ہے یوں لگتا
ہے جیسے اس گروہ کا سرغنہ بہت ہی ماسٹر مائنڈ انسان ہو۔"

"ہوں۔" حیدر دونوں کہنیاں میز پر ٹکا کر آگے کوچھکا اور ہاتھ تھوڑی پر رکھ کر کچھ
سوچتے ہوئے بولا

"تم جائے وقوع پر گئے کوئی سراغ ملا؟

"ہاں کل گیا تھا وہاں کوئی کچھ بھی نہیں جانتا اس بارے میں اور جو تین ماہ پہلے بد قسمتی

سے ان ظالموں کے ہاتھ لگے تھے ان کے گوشت کے ٹکڑے دس دن پہلے مقامی لوگوں کو جھیل کے کنارے ملے ہیں "یا سرنے جھر جھری لے کر بتایا حیدر کی ماتھے کی سلوٹوں میں یکدم اضافہ ہوا

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ ٹکڑے انہی لوگوں کے ہیں؟؟؟" اس نے ایک اور نقطہ اٹھایا

"ارے میرے بھائی وہ یہ سب بہت ہی کوئی باقاعدہ پلاننگ سے کر رہے ہیں مختلف پیکٹس میں بدن ان کے ٹکڑوں پر ان کا نام تک لکھے ہوئے تھے بہت شاطر کھلاڑی ہے جو بھی ہے"

"تم تو اچھا خاصہ امپریس ہو چکے ہو اس سے "حیدر نے اسے گھور جوا باؤہ مسکرایا

"امپریس نہیں ہوں یا پر پتا نہیں مجھے کیوں لگتا ہے وہ جلد ہی دوبارہ پھر سے کوئی ایسی کوشش کرے گا"

وہ سنجیدہ تھا مگر حیدر کی مشکوک نظروں سے خائف ہوتا فوراً ہاتھ اٹھا کر دفاعی انداز میں بولا

"اب یوں کیوں گھور رہے ہو؟ سچ میں میرا کوئی تعلق نہیں اس گروہ سے"

اس کے انداز پر حیدر کو ہنسی تو بہت آئی مگر وہ اتنی سیریس ڈیسکشن کے دوران ہنس نہیں سکتا تھا پو نہیں سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا

"ویسے عادل ٹھیک کہتا ہے" یاسر کے لہجے میں خفگی تھی

"کیا کہتا ہے عادل؟؟؟" عادل کے ذکر پر اسے انجانی سی خوشی ہوئی

"یہی کہ محترم حیدر علی شاہ زبان کی بجائے آنکھوں سے بات کرنے میں حد درجہ مہارت رکھتے ہیں" یاسر نے اس کے الفاظ اسی کے انداز میں دہرائے تو وہ کوشش کے باوجود اپنی مسکراہٹ نہ روک سکا

"چلو اب سیریس ہو جاؤ یہ مشکل اور مختلف کیس اگر ہمیں دیا گیا ہے تو اس پر سنجیدگی سے پلان کر کے ہمیں ہر حال میں مجرموں تک پہنچنا ہے میں کچھ سوچتا ہوں تم یوں کرو سیکورٹی مزید سخت کر دو اور مجھے پل پل کی رپورٹ دو... مجرم چاہے جتنا بھی شاطر ہو قانون کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا" اس کا لہجہ بے حد سخت تھا یاسر سر ہلاتا باہر نکل گیا



"کتنی دیر سے انتظار کر رہی ہوں تمہار کہاں رہ گئی تھی تم؟؟" وہ اسے دیکھتے ہی برس پڑی حور کھلکھلا کر ہنس پڑی

"ارے کیا ہو گیا یار؟؟" اس نے مہک کی سرخ ہوتی ناک کھینچی

"ہاتھ ہٹاؤ" وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بیچ پر بیٹھ گئی حور بغور اسے دیکھنے لگی چاکلیٹ کلر کی لمبی فرائک وائٹ پاجامے میں چاکلیٹ ہی کلر کا حجاب لیے ڈوپٹہ شانوں پر پھیلائے وہ معمول سے ہٹ کر اچھی لگ رہی تھی حور ستائشی نظروں سے اسے دیکھتی اسکے ساتھ جا بیٹھی

"اف اتنی اچھی لگ رہی ہو آج تو" حور کے تعریفی الفاظ پر مہک نے اسے شکایتی

نظروں سے دیکھا

"ارے کیا ہوا"

"جھوٹ مت بولا کرو حور" اس کا لہجہ تلخ تھا حور کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا

"اب اس میں جھوٹ کیا ہے" وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی جو سر جھکائے بیٹھی تھی

"کیا کمی ہے تم میں میں مہک کیوں سوچتی ہو تم ایسا اچھی بھلی شکل دی ہے اللہ نے تمہیں

"میں کچھ نہیں سوچتی تم بس میری تعریف نہ کیا کرو مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم مجھ پر طنز کر رہی ہو" بات کرتے کرتے اس کا لہجہ بھرا گیا حور کو مزید غصہ آ گیا

"پتہ نہیں کس نے تمہارے دماغ میں یہ خناس بھر دیا ہے کبھی تم نے خود کو غور سے دیکھا ہے اپنی آنکھیں کو دیکھا ہے کتنی خوبصورت ہیں میں تو اکثر سوچتی ہوں کہ کاش میری آنکھیں تم جیسی ہوتیں" وہ اسے سمجھا رہی تھی مہک تلخی سے ہنس دی

"تمہارے لیے یہ کہنا آسان ہے کیوں کہ تمہیں وہ طعنے سننے کو نہیں ملتے جو مجھے سننے پڑتے ہیں کالی چڑیل، کالی بلی، منحوس ماری جیسے تلخ الفاظ تمہارا سینہ چھلانی نہیں کرتے اس لیے تم کہہ سکتی ہو ہاں حوری تم کہہ سکتی ہو " حور کو سمجھ نہ آئی اسے کیا کہنا چاہئے جس سے اسکی حساس سی دوست کے چہرے پہ خوشی آ جائے

مہک اس کی طرف رخ کر کے مسکرا دی

"تم سوچ رہی ہونا تمہیں مجھے خوش کرنے کے لیے کیا کہنا چاہئے" وہ شاید اس کی سوچ

پڑھ چکی تھی مہک نے حیرت سے اسے دیکھا

"تم کچھ مت کہو حوری میں ٹھیک ہوں بس کبھی کبھی مجھ پر مایوسی کا دورہ پڑ جاتا ہے
 کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ میرا رنگ بھی تمہارے جیسا ہوتا دودھ جیسا سفید...
 میرے ہاتھ بھی تمہارے جیسے ہوتے" مہک نے اس کے خوبصورت ہاتھوں پر نظر ڈالی
 "اگر میرا رنگ سانولانہ ہوتا تو شاید بابا بھی مجھ سے پیار کرتے مجھے دیکھ کر اپنا رخ نہ
 بدلا کرتے یہ دنیا خاص طور پر خالہ اور ان کا وہ آوارہ بیٹا مجھے کبھی کالی نہ کہہ پاتے بس
 اسی ایک لفظ سے دور بھاگ جانا چاہتی ہوں میں جہاں یہ لفظ مجھے کبھی سنائی نہ دے" وہ
 اپنے دل کا غبار نکال رہی تھی حوری خاموشی سے ادے دیکھتی رہی جب وہ رو کر ہلکی
 پھلکی ہو چکی حور اس کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی

"چلو ایک نظر اپنی سپیچ دیکھ لو آج تمہیں فرسٹ پرائز جیتنا ہے" مہک نے مسکراتے

ہوئے اثبات میں سر ہلادیا



"مومنہ کہاں جا رہی ہو؟؟" شکیلہ بیگم نے لپ اسٹک لگاتی مومنہ سے پوچھا

"پارٹی میں جا رہی ہوں ماما" وہ جواب دیتی دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہوگی

"کتنی بار کہا میں نے تمہیں کہ یہ پارٹی والے شوق ختم کرو اب کچھ گھر داری سیکھو

بھابھی بیگم کا دل چیتنے کی کوشش کرو اچھا بھلا لڑکا ہاتھ سے نکل رہا ہے ساری عمر روتی

رہو گی تب بھی ایسا لڑکا نہیں ملے گا" انہوں نے آہستہ آواز میں اسے سمجھانا چاہا۔

"مما وہ شادی کر چکا ہے اس کا ایک بیٹا بھی ہے میری اتنی کوششوں کے باوجود بھی اس

کا جھکاؤ میری طرف نہیں ہو اظاہر اتنا شریف نظر آنے والا خوش شکل ڈیشننگ

پریسنالٹی والے انسان کے دل میں جگہ بھی بنائی تو کس نے ایک طوائف نے ہو نہہ"

اس نے تنفر سے سر جھٹکا

"ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا بھائی صاحب کبھی بھی اس لڑکی کو اپنی بہو تسلیم نہیں کریں

گے" شکلیہ بیگم نے اسے ایک نئی راہ دیکھائی وہ بے نیازی سے شانے جھٹک کر پلٹی

"مما شاید آپ عادل کو جانتی نہیں ہیں وہ بہت ضدی ہے اپنی ضد منوا کر ہی دم لے گا

آپ نے دیکھا نہیں کیسے مجنوں بنا ہے۔

"تم دونوں آخر چاہتی کیا ہو چلو عادل تو ہاتھ سے نکل گیا لیکن یا سر کا آپشن تو ابھی موجود

ہے نا" اسکی بحث نے شکیلہ بیگم کو غصہ دلادیا

"سوری ماما گر آپ چاہتی ہیں کہ، میں اس فیملی میں سے کسی سے شادی کروں تو وہ عادل ہے اور بس" مومنہ نے تو گویا بات ہی ختم کر دی

"کیوں یا سر میں کیا برائی ہے اتنی اچھی پوسٹ پر ہے محنتی اور شریف بچہ ہے ذرا جو اونچی آواز میں بات کرے اتنا کہا میں نے اس آمنہ کو کہ کچھ عقل کرے مگر میری کوئی سنتا کہاں ہے" اب ان کی توپوں کا رخ ناول پڑھتی آمنہ کی طرف ہوا اسکے منہ کے زاویے بگڑنے لگے

"مما پلیز اس کالے بندر کو میں ایک منٹ برداشت نہیں کر سکتی کجا کہ ساری زندگی" اس نے یا سر کی سانولی رنگت پر چوٹ کی اس سے پہلے کہ شکیلہ بیگم اسے جھاڑتیں گاڑی کے ہارن پر وہ سب چونکیں یہ عادل کی گاڑی کا ہارن تھا

"لگتا عادل آگیا چلو مومنہ تم باہر آؤ اور آمنہ تم بھی حلیہ درست کر کے باہر آؤ" وہ دونوں کو اشارہ کرتی باہر نکل گئیں



میں اپنی آئی پہ آؤں تو چھوڑ دوں تجھ کو

میں ضد پہ اپنا نہیں تو، تو، تو ٹھہر

انتہائی غصے میں ریش ڈرائیونگ کرتا وہ سیدھا گھر پہنچا تھاروتے ہوئے علی کو کندھے

سے لگائے وہ جب لاؤنج میں آیا تو اس کی پہلی نظر کنیز بیگم پر پڑی جو مومنہ اور چھوٹی

چچی سے باتوں میں مصروف تھیں وہ چلتا ہوا کنیز بیگم کے سامنے آکھڑا ہوا

"مما یہ علی ہے میرا بیٹا اب یہ یہی رہے گا" اس نے علی کو ان کے ہاتھوں میں دینا چاہا جو

حیرت زدہ سی کبھی اسے دیکھتیں کبھی دروازے کو

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیکن بیٹا اس کی ماں۔"

"وہ مرگئی ہے" وہ درشتی سے انکی بات کاٹ کر بولا وہ جو سمجھ رہی تھیں کہ نور یقیناً

گاڑی میں ہوگی ایک دم اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹیں "اللہ رحم"

"اگر آپ اس کی دیکھ بھال نہیں کر سکتیں تو بتادیں میں اپنے بیٹے کے لیے کوئی اور

بندوبست کر لوں گا" وہ سرخ انگارہ آنکھوں سے انہیں دیکھتا بولا لہجہ ہر قسم کے احساس

سے عاری تھا

انہوں نے سرعت سے آگے بڑھ کر علی کو اسکے ہاتھوں سے لے کر سینے سے لگا لیا وہ
 بغیر کچھ بولے تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا اور وہ جو مزید پوچھنے کا
 ارادہ رکھتی تھیں بے بسی سے اسے جاتا دیکھتی رہیں

چھوٹی چچی نے فاتحانہ نظروں سے مومنہ کو دیکھا انہیں اپنی منزل بہت قریب محسوس
 ہو رہی تھی

پاکستان اس لحاظ سے دنیا کا منفرد ملک ہے کہ اس کا قیام دنیا کی عام روش سے ہٹ کر
 ایک نظریے کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا... دو قومی نظریہ کی بنیاد پر۔ مسلم قومیت کے
 نظریے پر۔

جہاں اس مطالبے کو دنیا سے منوانے کے لیے انتھک جدوجہد کرنے کی ضرورت تھی
 وہاں اس سے زیادہ ضرورت اس بات کی تھی کہ جب مسلمانوں کو ایک آزاد مملکت
 ملے تو اس کی تعمیر اس انداز میں کی جائے کہ اس کی ایک ایک اینٹ میں مسلم قومیت کا
 نظریہ رچہ بسا ہو.....

لیکن افسوس ایمان کی حرارت والوں نے پہلا مرحلہ تو بڑے جوش و خروش کے ساتھ
 طے کر لیا لیکن جب اس کی تعمیر و ترقی کا مرحلہ آیا تو یہ فراموش کر بیٹھے کہ ہم کہاں سے

چلے تھے...؟ کیوں چلے تھے..؟ اور اس ملک کے قیام کا اصل مقصد کیا تھا؟ قیام
 پاکستان کے بعد مسلم قومیت کا نظریہ محض ایک ہوائی نعرہ ثابت ہوا جسے صرف بے
 انصافیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ورنہ عمل کی دنیا میں اس کے تقاضوں
 کو قدم قدم پر کچلا گیا زبان سے ہی کہا جاتا کہ یہ ملک مسلمانوں کی بقا کے لیے ہے لیکن
 عملی طور پر اسلام کی ایک ایک قدر کو مٹا دیا گیا رفتہ رفتہ وطنیت کا تصور غالب آتا گیا اور
 آخر اس نے ملک کا سب سے زیادہ حصہ کاٹ کھایا

کیسی پیشین گوئیاں تھیں جو اس مردِ حُر نے سالوں پہلے اپنے الفاظوں میں اقوامِ عالم کے
 سامنے کھول دی تھیں ان کی ہر غزل ہر نظم اور ہر شعر اپنے اندر گہرے سمندر چھپائے
 ہوئے ہیں سالوں پہلے وہ جانتے تھے کہ مسلمان اپنی کاہلی، بزدلی اور ناعاقبت اندیشی کے
 سبب ذلت و رسوائی کا شکار ہونے والے ہیں ساری دنیا میں دہشت پھیلانے والے
 انگریز مسلم ممالک کے سالاروں کو اپنے جال میں پھنسا کر معصوم ایشیائی مسلمانوں پر
 کیسے قہر توڑنے والے ہیں

دنیا میں 196 ممالک میں سے 58 مسلم ممالک ہیں چھ ارب کے قریب انسانوں میں
 سے ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں دنیا کے معدنی ذخائر میں سے 75 فیصد کے مالک مسلمان

ہیں سب سے اچھا محل وقوع مسلمانوں کا ہے محنتی کسان ہیں جان کی بازی لگانے والے
فوجی ہیں اعلیٰ دفاع باصلاحیت افراد موجود ہیں اور سب سے بڑھ کر بہترین مذہب ہے
سب کچھ ہے ہمارے پاس نہیں ہے تو نڈر اور بہادر قیادت

افغانستان، عراق، شام، لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں کیا ہوا؟؟؟

چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو یوں بے دردی سے مارا گیا کہ انسانیت بلبلا اٹھے
صدیوں پہلے جو فرعون نے کیا تھا وہ آج امریکہ کر رہا ہے چین چین کے مسلمانوں کو
موت کے گھاٹ اتار رہا ہے

عیسائی اور یہودی نہایت بے رحمی سے مارنا چاہتے ہیں تو صرف مسلمانوں کو آخر کیوں؟؟؟

بھاری رقوم خرچ کر کے اگر خریداجا رہا ہے تو صرف عربی کے غلاموں کو آخر کیوں
؟؟؟

دنیا کے ہر ملک ہر خطے میں اگر قتل عام کر کے نسل کشی کی جا رہی ہے تو صرف
مسلمانوں کی آخر کیوں؟؟؟ کیا ہے کسی کے پاس اس کیوں کا جواب؟ یہ بڑے بڑے
دعوے کرنے والے مسلم حکمران کیا دے سکتے ہیں اس کیوں کا جواب؟؟؟

ساری دنیا میں مسلمان مر رہے ہیں مگر دنیا کے سکوت میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا اگر کسی مسلم کے ہاتھوں کسی غیر مسلم کی موت ہو جاتی ہے تو ہمارے ہاں بھونچال آجاتا ہے ہمارے نام نہاد مسلم حکمران خود پکڑ پکڑ کر بے گناہ شہریوں کو ان کے حوالے کرتے ہیں ہم ایسے دور میں پیدا ہوئے ہیں جہاں ہمارے حکمران خود ہم ہمارے لیے ہی عذاب ہیں کوئی نہیں جو حقوق کی بات کرے کوئی نہیں جو کسی بے گناہ کے خون کا حساب لے کوئی نہیں جو ان ظالموں کا گریبان پکڑ کر انسانیت کی تذلیک کا حساب لے سکے

ہم اخلاقی پسماندگی میں گر چکے ہیں ایک اسلامی ملک میں غیر اسلامی روایات کو پروان چڑھا کر اللہ کے قہر کو آواز دے رہے ہیں ہم بھول رہے ہیں کہ حاکم اعلیٰ صرف اللہ ہے وہ چاہے تو سمندر کا سینہ کھول کر ایک پل میں سب کو غرقاب کر دے جس بد عملی کی ہمیں سزا ملی ہے اس میں دوسرے فسق و کے علاوہ ہماری یہ بد عملی بھی شامل ہے کہ ہم نے اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے کما حقہ تیاری نہیں کی ستر سال کے عرصے میں ہمارے بچے بچے کو سپاہی بن جانا چاہئے تھا یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اگر ہم سائنسی ترقی کے بام عروج پر پہنچ جائیں یہاں اسلحہ بم اور میزائل ہی نہیں ایٹم بم

اور ہائیڈروجن بم بھی بنا لیں ہم اپنی فضائی اور بحری قوت کو آج سے دس گنا زیادہ کر لیں لیکن اسلام کے دوسرے احکام کو خیر باد کہہ کر یہاں سے اعمال و اخلاق کا نام و نشان تک مٹادیں تو پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ ہمیں ذلت و شکست کا منہ ہی دیکھنا پڑے گا

ہال میں ایک سکوت سا طاری تھا اسکے ہلتے لب جو نہی خاموش ہوئے ہال تالیوں سے گونج اٹھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی حور کے ساتھ آبیٹھی اس سے بے خبر کہ

نایاب کے ساتھ بیٹھے وجود کی نظریں اس ہی پر جمی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آخر یہ لڑکا چاہتا کیا ہے؟؟" افضل صاحب پریشانی سے لاؤنج میں چکر لگاتے ہوئے بولے وہ کنیز بیگم کی کال پر گھر پہنچے تھے اور سارا معاملہ جان کر از حد پریشان ہو گئے تھے انہوں نے عادل سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے سختی سے ملازم کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ وہ ابھی کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا

"وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی ماں مر گئی" چھوٹی چچی نے پہلی بار لب کشائی کی

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ الجھ گئے اسی لمحے یا سر تیز تیز قدم اٹھاتا لاؤنج میں داخل
ہوا وہ کوئی ضروری فائل لینے آیا تھا لیکن بڑے بابا کو اس وقت گھر پر دیکھ کر وہیں رک
گیا

"کیا بات ہے بڑے بابا؟ سب خیریت ہے نا؟" اس نے سب کے چہروں پر نظر ڈالتے
ہوئے سوال کیا

"اس لڑکے کے ہوتے خیریت ہو سکتی ہے ہر روز نیا شوشہ آج علی کو لے آیا گھر
انہوں نے تلخ لہجے میں جواب دیا

"علی کو؟ مگر وہ نور؟"

"کہہ رہا تھا وہ اب اس دنیا میں نہیں رہی" کنیز بیگم نے گود میں لیٹے علی کو دیکھتے ہوئے
بتایا وہ کافی صحت مند اور خوبصورت بچہ تھا

"یقیناً اپنی ماں پر ہے" انہوں نے اسکے نقوش دیکھ کر دل ہی دل میں سوچا ملازم کی آواز
پر ان کا ارتکاز ٹوٹا

"نواب صاحب باہر پولیس آئی ہے عادل صاحب کو گرفتار کرنے ساتھ میں دو عورتیں بھی ہیں"

"کیا عادل کو گرفتار کرنے کنیز بیگم تڑپ کر اٹھی

"انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ ہم آتے ہیں" نواب صاحب پر سوچ انداز میں بولے
 "یاسر عادل کو بلاؤ اس لڑکے کی وجہ سے آج یہ دن بھی دیکھنا پڑ رہا ہے" غصے سے کہتے
 وہ باہر کی جانب بڑھے جب دور وتی دھوتی عورتیں وہیں آدھمکیں ان کے ساتھ

انسپیکٹر بھی تھا
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 ایک کو تو وہ بخوبی پہچانتے تھے وہ بلاشبہ نور تھی چہرے پر جا بجا نیل کے نشان بال
 بکھرے ہوئے ہونٹ پھٹ چکا تھا جس میں سے خون رس رہا تھا اسکی اتنی ابتر حالت
 کے باوجود وہ اسے پہچان چکے تھے

"کہاں ہے آپ کا بیٹا بلاؤ اسے دیکھو کیا حال کر دیا میری بیٹی کا بلاؤ اس خبیث کو" وہ
 شاید اس کی ماں تھی سرخ ساڑھی کھلے بال میک اپ سے مزین چہرہ افضل صاحب نے
 ناگواری سے اسے دیکھا

"انسپیکٹر صاحب کیا ہے یہ سب؟؟؟" انہوں نے جواب دینے کی بجائے انسپیکٹر سے

پوچھا

"ان عورتوں کا کہنا ہے کہ عادل افضل درانی نے ان کی بیٹی نور پر بے تحاشا تشدد کیا ہے

اور ان کا بیٹا اغواہ کر کے لے گیا ہے ہم اسی سلسلے میں آئے ہیں"

"تم جانتے ہو کس کے گھر میں کھڑے ہو" افضل صاحب گرج کر بولے

"جی جناب میں تبھی ان محترماؤں کو لے کر یہاں آیا ہوں تاکہ آپ لوگوں کا گھریلو

معاملہ یہیں ختم ہو جائے ان کا کہنا ہے کہ یہ مغیث درانی کی زوجہ ہیں"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے سیرھیاں اترتا عادل غصے سے نور کو دیکھ کر چلایا

"تم- کیوں آئی ہو یہاں؟؟ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے- میرے گھر میں تمہارے جیسی

غلاظت کی کوئی جگہ نہیں" سب دم بخود رہ گئے کیا یہ وہی عادل تھا جو نور کا دیوانہ ہوا

کرتا تھا یا سرنے اسے بازو سے پکڑ کر آگے بڑھنے سے روکا

"تم شاید بھول رہے ہو بیوی ہوں میں تمہاری نام دیا ہے تم نے مجھے اپنا تمہارے بیٹے

کی ماں ہوں میں اگر میں غلاظت ہوں تو تم بھی گندگی کا ڈھیر ہو" نور بھی بغیر لحاظ کے

چینچی اس وقت وہ انتقام کی آگ میں اندھی ہو چکی تھی عادل نے جھٹکے سے اپنا بازو

چھڑوایا اور کھینچ کر ایک تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا

"بھول تھی میری جو بدنام زمانہ کو عزت کی چادر دینے کی کوشش کی تم جیسیوں کی

فطرت نہیں بدل سکتی کوئی رشتہ نہیں تم سے میرا دفعہ ہو نکلو یہاں سے"

عادل نے اسے دھکا دے کر باہر کی جانب دھکیلا اسکی ماں یکدم ہوش میں آئی

"اے لڑکے زبان سنبھال کے بات کر۔ انسپیکٹر کھڑے کیا ہو گرفتار کرو اسے یہ

مجرم ہے" انسپیکٹر نے بے بسی سے افضل صاحب کی طرف دیکھا حوالب بھینچے کھڑے

تھے اسے چپ رہنے کا اشارہ کرتے وہ نور کی طرف پلٹے

"دیکھیں آپ لوگ جو بھی چاہتے ہیں ہمیں آرام سے بیٹھ کر بتائیں" انہوں نے حتی

المقدور لہجے کو نرم رکھنے کی کوشش کی تھی عادل نے گردن گھما کر انہیں دیکھا

"اتنی سستی نہیں ہے میری بیٹی کہ اتنی آسانی سے چھوڑ دوں گی معافی مانگے یہ سب

کے سامنے نور سے" اس نے عادل کی طرف اشارہ کیا "اور اسے اپنی بہو تسلیم کریں

آپ لوگ بس اور ہم کچھ نہیں چاہتے" اس کی ماں نے بڑی اداکاری سے داؤ کھیلا جس پر

عادل مزید طیش میں آگیا

"جسٹ شٹ اپ لعنت بھیجتا ہوں میں تم پر اور تمہاری بیٹی پر کوئی رشتہ نہیں ہے میرا
اسے میں اسے ابھی اسی وقت طلاق دیتا ہوں نکلو دفعہ ہو جاؤ یہاں سے" وہ چیختا چنگھاڑتا
اسے دھکے دینے لگا یا سرنے بمشکل اسے پکڑ کر قابو کیا نور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے
دیکھتی رہی

"دیکھ لوں گی تمہیں عدالت میں گھسیٹوں گی اچھا نہیں کیا تم نے" اس کی ماں اسے
دھمکیاں دیتیں نور کا بازو کھینچتے نواب ولا کی دہلیز پار کر گئی عادل سرخ چہرہ لیے پھر سے
کمرہ نشین ہو گیا



وہ دونوں جو نہی باہر نکلیں سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر ان کے قدم ٹھٹھکے وہ بہت
سی لڑکیوں کے جھرمٹ میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا
"یہ یہاں کیا کر رہا ہے" مہک کے لہجے میں ناگواری تھی حور بغیر اسکے لہجے پر دھیان
دیے پر جوش انداز میں بولی

"ارے یہ تو وہی ہے تمہیں پتا اس دن اس نے فرسٹ پرائز جیتا تھا"

"اب اس سے سلام دعا کرنے نہ کھڑی ہو جانا آرام سے"

چلو گھر "مہک نے سختی سے کہتے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھینچنے لگی جب بے

دھیانی میں پلٹتے ہادی کی نگاہ ان پر پڑ گئی ایک دلکش مسکراہٹ اسکے لبوں پر آٹھری

"اوہو" اس نے سیٹی کے انداز میں ہونٹ سیٹھ کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مہک

بغیر دھیان دیئے اسے نظر انداز کرتی سیٹھھیوں کی طرف بڑھی وہ تیزی سے قدم اٹھاتا

ان کے راستے میں جمائل ہو گیا ناچار انہیں رکنا پڑا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہیلومس" اس نے اپنا ہاتھ غصے سے لال پیلی ہوتی مہک کی طرف بڑھایا وہ ایک تنفر

بھری نگاہ اس پر ڈال کر رخ پھیر گئی حور نے سرعت سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام

لیا

"ہائے ہاؤ آریو؟ یور وائس از سو بیوٹی فل ایم ریٹلی امپریسڈ" حور خوش دلی سے مسکرا کر

بولی مہک نے گھور کر اسے دیکھا مگر اسے پرواہ کہاں تھی

"اوہ تھینکس" وہ سر کو ہلکا سا خم دے کر مسکرایا

"لیکن کچھ لوگوں کا خیال تو آپ سے بالکل مختلف ہے جیسے کہ آئینہ میں بہت فضول گاتا ہوں اچھے بھلے گانے کا ستیاناس کر دیتا ہوں" وہ مہک کے سرخ چہرہ پر نگاہیں جما کر مزے سے بولا اس نے بمشکل لب بھینچ کر خود کو کچھ سخت سست کہنے سے روکا وہ سب کی موجودگی میں کوئی تماشہ نہیں چاہتی تھی تبھی خاموشی سے سائٹیڈ سے نکلنے لگی اس کا ارادہ جان کر وہ مزید پھیل کر کھڑا ہو گیا

"ہے مس چلی کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں آپ کو مجھ سے کیا دشمنی ہے" اب وہ براہ راست اس سے مخاطب تھا جو غصے سے اسے گھور رہی تھی

"راستہ چھوڑو ہمارا مجھے کوئی شوق نہیں تمہارے منہ لگنے کا" اس کے درشتی سے چبا چبا کر کہنے پر وہ کھکھلا کر ہنس دیا

"انٹر سٹنگ..... ویسے نام کیا ہے تمہارا؟" اس کی حالت سے حنپا اٹھاتے وہ اسے مزید تپانے لگا مہک نے بڑی ہمت سے اسے دھکا دے کر سائٹیڈ پر کیا اور بغیر ارد گرد دیکھے نکلتی چلی گئی حور بھی اس کے پیچھے ہی لپکی ہادی ہنستے ہوئے اسے جانا دیکھنے لگا

"کون تھی یہ؟"

"میری کلاس فیلو ہے مہک" نایاب کے بتانے پر اس نے گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

"کافی ذہین ہے مگر لگتی پینڈوسی ہے" ہادی چونکا

"ارے تم جیلس ہو رہی ہو ہا ہا ہا" وہ ہنسنے لگا "میں تو بس یونہی پوچھ رہا تھا تمہیں کیا لگا؟"

"مجھے لگا کہ شاید۔" نایاب نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا

"ارے نہیں ایسا ویسا کچھ نہیں ہے چلو آؤ تم سب کو لچ کرو اتا ہوں" وہ بات کا رخ بدل چکا تھا مگر نایاب کا ذہن اب بھی وہیں اٹکا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



وہ گھر پہنچی تو شام کے چھج رہے تھے دروازہ زویانے ہی کھولا

"اتنی دیر کیوں کر دی آج؟" وہ تیوری چڑھا کر پوچھنے لگی

"ہاں جامعہ میں فنکشن تھا تو دیر ہو گئی پھر ٹیوشن پڑھانے چلی گئی" وہ چادر اتار کر بیڈ پر

بیٹھتے ہوئے بولی

"ایک گلاس پانی پلا دو آج تو بہت تھکن ہو گئی"

"نو کرانی نہیں ہوں تمہاری خود پی لو اٹھ کر... سارا دن کونساہل چلاتی رہی ہو" وہ

بد تمیزی سے کہتی بیڈ پر لیٹ گئی ناچار اسے خود ہی اٹھنا پڑا

"کہاں سے دو اتنے پیسے اسے قرض دو گنا ہو گیا ہے تو اتنا بھی نہیں کر سکتی میرے

لیے کیسی عورت ہے تو احسان فراموش ساری عمر تیرے ہی تو نخرے اٹھائے ہیں" یہ

اسکے باپ کی آواز تھی اس کے قدم دہلیز پر ہی جم گئے

"یہ سب میرے لیے نہیں کیا تو نے... جوئے میں ہارا ہے... تیرے شوق کی خاطر

کیوں برباد کر دوں میں اپنی بیٹی... تیری بھی تو جوان بیٹی ہے اسے بیچ دے اس سیٹھ

کو"  Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں بھی جو ابائتیز آواز میں بولیں حور اس بات کا پس منظر بخوبی سمجھ چکی تھی

"بکو اس بند کر" ابادھاڑے ساتھ ہی تھپڑ کی آواز بھی گونجی وہ تڑپ کر ان کے کمرے

کی طرف لپکی

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ؟؟"

"بس بہت ہو گیا... بہت سمجھالیا پیار سے... اب میں بھی دیکھتا ہوں کیسے نہیں مانتے

تم لوگ... ایک ہفتہ.... ایک ہفتہ ہے صرف... تیاری کر لے اپنی رخصتی کی "آخری
بات براہ راست حور کو کہی گئی تھی

"نہیں ہونے دوں گی میں ایسا... اپنے ہاتھوں سے مار دوں گی اسے.... مگر ایک
جواری کو اپنی بیٹی نہیں دوں گی" اماں رونے لگی تھیں وہ بغیر کچھ کہے سنے کمرے سے
نکل گئے

"اماں اماں چپ کر جائیں اماں طبیعت خراب ہو جائے گی" وہ اماں کے ہاتھ پکڑ کر انہیں
چپ کروانے لگی

"نہیں ہونے دوں گی میں ایسا... تو بھاگ جا حور چلی جا یہاں سے" وہ اس کے چہرے
کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر بولیں ان کے لہجے میں اک آس تھی

"میں بھاگ جاؤں اماں مگر کہاں؟" وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی

"کوئی کوئی تو ہو گا تا تیرے کالج میں کوئی ایسا ہو گا نا دیکھ مجھ سے نہ چھپا" اور مطلب جان
کر وہ ساکت رہ گئی تھی

"نہ۔ نہیں اماں ایس کوئی نہیں ہے" وہ بمشکل اتنا ہی بول پائی

"دیکھ حور یہ بہت ظالم ہے یہ تجھے اس بڈھے کو بیچ دے گا تو چلی جا حور دیکھ میں تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں" انہوں نے روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے

"اماں کہاں جاؤں میں کوئی بھی نہیں ہے اور اگر میں گھر سے چلی بھی گئی تو ابا آپ کو مار دیں گے میں نہیں جاسکتی" وہ ان کے ہاتھ چومنے لگی اپنی ماں کی گریہ وزاری اور اپنی بے بسی پر اس کا دل پھٹنے لگا تھا

"کیسی بد نصیب ماں ہوں میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تیرے لیے... کاش... کاش میں

نے وہ سب نہ کیا ہوتا..."

اے میرے مولا میرے گناہوں کی سزا میری بیٹی کو نہ دینا" وہ بلک بلک کر روتے اس کے گلے لگ گئیں ضبط کے باوجود حور کی ہچکی بندھ گئی وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر روپڑی تھی اسے اس حال میں دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی زندہ دل حور فیضان ہے جو دوسروں کو خوش رہنے کے سبق پڑھایا کرتی ہے



"ہائے بی جان" وہ مسکرا کر کہتی ان کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

"آؤ آؤ کب سے انتظار کر رہی ہوں تم دونوں کا چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے" انہوں نے میز کی طرف اشارہ کر کے کہا جہاں چائے کے ساتھ مختلف لوازمات بھی تھے مگر وہ تو لفظ دونوں پر ہی اٹک کر رہ گئی

"ارے حیدر کی بات کر رہی ہوں بلوایا ہے اسے میں نے بس آتا ہی ہوگا" وہ شاید اس کی الجھن سمجھ گئی تھیں تبھی مسکرا کر وضاحت کی

"اوہ" اس دشمن جان کے ذکر پر وہ کھل اٹھی تھی دل خوشگوار انداز میں دھڑکنے لگا نظر سامنے سے آتے حیدر پر پڑی گھریلو سے حلیے میں بھی وہ غضب ڈھارہا تھا اس دن کی تلخ کلامی کے بعد وہ دل ہی دل میں اس سے ناراض تھی اسے امید تھی کہ وہ اسے منائے گا مگر—

"السلام علیکم" اونچی آواز میں سلام کہتے ہوئے اس نے جھک کر نبی جان کے سر پر بوسہ دیا

"کب سے انتظار کر رہی ہوں کبھی تو دو گھڑی بیٹھ جایا کرو میرے پاس" انہوں نے خفگی سے شکایت کی وہ مسکراتا ہوا ان کے مقابل بیٹھ گیا اس کے مسکرانے سے اس کے ڈمپل بھی مسکرانے لگے تھے وہ جب سے آئی تھی آج پہلی بار اسے مسکراتا دیکھا تھا

جانے یہ اتنا کم کیوں مسکراتا ہے "وہ دل ہی دل میں سوچتی اس کے خیالوں میں مکمل طور پر گم تھی چونکی تو تب جب بی جان نے اسکا بازو ہلایا
 "ارے کہاں کھو گئی چائے بناؤ" وہ اپنی جگہ چورسی ہو گئی
 "جی بی جان"

"یہ ہادی کہاں ہے آیا نہیں کیا؟؟" اس کی سنجیدہ سی آواز ابھری
 "آجائے گا تم بتاؤ کیا مصروفیت ہے آج کل؟؟" انہوں نے بڑی مہارت سے اسکا
 دھیان بٹایا
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کل کچھ خاص نہیں کل سنڈے ہے نا ایک دوست کی طرف جانا ہے"
 "کون سے دوست کی طرف" بی جان نے چشمہ درست کرتے ہوئے پوچھا
 "یاسر کی طرف جانا ہے عادل سے بھی مل لوں گا کافی عرصہ ہو گیا اس سے ملے" وہ
 کرسی سے پشت ٹکا کر بولا

"اچھی بات ہے انہیں بھی بلاؤ نا کسی دن گھر پہلے تو بی جان بی جان کہتے تھے اب تو کبھی
 خیال بھی نہیں آیا" ان کے سادگی سے کہنے پر وہ دھیرے سے مسکرایا

نمل نے کپ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے دیکھا ایک لمحے کو دونوں کی نظریں ملیں
تھیں وہ فوراً ہی نظروں کا رخ پھیر گیا

"میں آپ کی شکایت من و عن انکے خوش گزار کردوں گا" وہ شرارت سے بولا بی
جان ہنس دیں

"خوش رہو جیتے رہو" ہارن کی آواز پر انہوں نے حیدر کو دیکھا

"لگتا ہے ہادی آگیا اب ڈانٹنے مت لگ جانا آتے ہی آرام سے پیار سے سمجھانا"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیجیے جناب آپ کا گھر آگیا" وہ گاڑی اس کے گھر کے سامنے روکتے ہوئے بولی

"تھینکس میری جان" وہ مسکرا کر بولا

"کس لیے"

"ڈراپ کرنے کے لیے"

"دوبارہ مت کہنا" اس نے گھور کر کہا وہ ہنس دیا

"ہاہاؤ کے"

"اندر نہیں بلاؤ گے؟" اس کے پوچھنے پر وہ سوچ میں پڑ گیا گھڑی پر ٹائم دیکھا چھ بج رہے

تھے

"کیا ہوا اتنا کس لیے سوچ رہے ہو؟" وہ اسے سوچ میں ڈوبادیکھ کر بولی "اینی پرو بلم

"؟؟"

"ارے نہیں میں تو سوچ رہا تھا بھیا گھر پر ہوں گے اگر انہوں نے تمہیں دیکھ لیا تو میری

شامت آجائے گی ہو سکتا ہے تمہارا بھی لحاظ نہ کریں"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اتنا ڈرتے ہو تم اپنے بھائی سے" اس نے ماتھے پر بل ڈال کر حیرت سے پوچھا

"ارے نہیں ڈرتا نہیں ہوں ویسے بھی وہ آٹھ بجے آتے ہیں ابھی نہیں آئے ہوں گے

چلو میں تمہیں بی جان سے ملواتا ہوں بہت اچھی ہیں میری بی جان" وہ دروازہ کھولتے

ہوئے بولا بی جان کے لیے اسکے لہجے میں محبت ہی محبت تھی

"اچھا اور تم نے یونیورسٹی جوائن کرنے کی بھی بات کرنی ہے نا" نایاب نے یاد دہانی

کرائی

"ارے ہاں بھئی کر لوں گا تم آؤ تو سہی" وہ دونوں باہر نکل آئے ہادی نے اس کے حلیے

پر نظر دوڑائی وہ اس وقت بلیک جینز اور پریل سلیم ٹاپ پہنے ہوئے تھی

"اب کیا ہے" اسے یوں دہلیز پر کھڑا دیکھ کر وہ چڑی

"تمہارے پاس کوئی دوپٹہ نہیں ہے؟" ہادی کے سوال پر اسے جھٹکا لگا

"واٹ..... دوپٹہ"

"ہاں آئی مین.... وہ جو لڑکیاں لیتی ہیں... کپڑے کا.... اتنا بڑا" اس نے وضاحت کے

ساتھ ہاتھ پھیلا کر دوپٹہ کا نقشہ بھی کھینچ دکھایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے پتہ ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو" نایاب اکتائی

"بی جان تمہیں اس حال میں دیکھ کر۔" وہ سر کھجانے لگا "چلو خیر کوئی بات نہیں آؤ

تم " اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اندر کی طرف بڑھا وسیع و عریض لان عبور کر کے وہ جو نہی

لاؤنج کے دروازے پر پہنچا اس کے قدموں کو بریک لگ گیا ہادی نے فوراً اس کا ہاتھ

چھوڑا اور دروازے کی اوٹ میں ہو گیا نایاب نے تعجب سے اسے دیکھا

"کیا ہوا؟"

"سامنے بھیاہیں آہستہ بولو" وہ آنکھیں نکال کر بولا

"ارے تم اتنا ڈرتے ہو امیزنگ" وہ ہنسنے لگی آواز اتنی ضرور تھی کہ سامنے بیٹھے شخص کو گردن موڑ کر دیکھنے پر مجبور کر گئی

اسی لمحے نایاب نے بھی اسے دیکھا نظروں کے تصادم پر مقابل کی آنکھوں میں حیرت اتری وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی ہوش میں تو تب آئی جب بی جان اٹھ کر اسکے قریب پہنچ گئیں

"بیٹا آپ کون ہیں اور یہاں کیوں کھڑی ہیں؟؟" ان کے لہجے میں نرمی کے ساتھ ساتھ تشویش بھی تھی وہ ناچاہتے ہوئے بھی جھجک گئی ہادی نے دیوار کے پیچھے سے سر نکال کر بی جان کو دیکھا

"بی جان یہ میری گرل فرینڈ ہے آپ سے ملنے آئی ہے مگر وہ بھیا کو دیکھ کر ڈر گئی ہے" وہ سرگوشی کے انداز میں بول رہا تھا آخری بات پر نایاب نے اسے گھورا

"ارے کچھ نہیں کہتا بیٹا آؤ آؤ اندر آؤ" بی جان مسکرا کر پیار سے کہتیں اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئیں ہادی بھی ہمت کر کہ ان کے پیچھے ہی چلا آیا

"ارے بھی حیدریہ ہادی کی دوست ہے تمہیں دیکھ کر جھجک گئی تھی بچی" بی جان کی تفصیل پر اس نے ابرو اچکا کر اس حیا دار بچی کے حلیے پر تنقیدی نگاہ ڈالی اس کے ماتھے پڑ بل پڑ گئے جو کسی اور کو تو محسوس ہوئے تھے یا نہیں لیکن ہادی کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکے اس نے فوراً سب سے نظر بچا کر کان پکڑ کر دکھائے جو اشارہ تھا خفیہ معذرت کا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا

وہ جتنی دیر بیٹھا رہا نایاب کی والہانہ نظروں کا مرکز بنا رہا غصے کو دبا تا وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بی جان کے لاکھ روکنے پر بھی نہ رکا تھا

وہ کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں گھپ اندھیرا تھا یا سرنے آگے بڑھ کر لائٹس آن کیں کمرہ روشنوں میں نہا گیا کمرے کی حالت ابتر تھی اس کی نظروں نے فوراً اس وجود کو تلاشنا چاہا جس کی حالت شاید نہیں یقیناً کمرے سے بھی ابتر ہونا تھی وہ اسے کارپٹ پر ہی بیٹھا دکھائی دے گیا سر گھٹنوں میں دیئے وہ شاید رو رہا تھا وہ کچھ اندازہ نہ لگا پایا وہ چلتا ہوا اس تک آیا

"عادل" اس نے پکارا جواب نہ دار دوہ اس کے پاس ہی دو زانو بیٹھ گیا "عادل" یا سرنے

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے بلایا

"ہوں" عادل نے چونک کر سر اٹھایا جیسے کسی گہرے خیال سے جاگا ہو بکھرے بال
 زردیاں چھلکاتی رنگت سرخ آنکھیں یا سر کو اس لمحے نور جہاں سے سخت نفرت
 محسوس ہوئی

"یہ کیا حال بنایا ہوا ہے تم نے" یاسر نے اس کے بال سمیٹ کر نرمی سے پوچھا
 "میں اس قابل ہی ہوں یا سر ایک لڑکی کی خاطر میں نے اپنی ماں باپ کے ساتھ بد
 تمیزی کی ان سے ضد باندھی بابا جان بالکل ٹھیک کہتے تھے بالکل ٹھیک کہتے تھے بابا
 جان" مہربان شانہ پاتے ہی اس کا ضبط ٹوٹ گیا یاسر نے اسے گلے لگا لیا

"میں یہ نہیں کہوں گا کہ جو ہوا اسے بھول جاؤ میں جانتا ہوں وہ سب بھلانا تمہارے
 لیے بہت مشکل ہے لیکن وہ سب یاد رکھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں جو یادیں تکلیف دیتی
 ہوں انہیں دفن کر دینا چاہئے آگے بڑھو تمہارے سامنے پوری زندگی پڑی ہے زندگی
 کو نئے سرے سے جیو اپنے لیے ماما بابا کے لیے اور سب سے بڑھ کر علی کے لیے" یاسر
 نے اسے رساں سے سمجھایا

"علی۔ علی کہاں ہے؟"

"وہ ماما کے پاس ہے" اس کے بتانے پر اس نے سر ہلا دیا

"میرا خیال ہے تمہیں بابا کے ساتھ آفس جانا چاہئے" عادل نے اسے اچنبھے سے دیکھا

پھر گہری سانس بھرتا سیدھا ہو بیٹھا

"بابا تو ناراض ہیں مجھ سے" اسے پھر اپنا خسارہ یاد آیا

"تو انہیں س منانا کون سا مشکل کام ہے آفس جوائن کر لو دیکھنا کتنا خوش ہوں گے اور

تمہیں پتا کل حیدر بھی آرہا ہے تم سے ملنے" یا سرنے اسے خوش کرنا چاہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو کیا تم نے اسے۔"

"ہاں میں نے اسے سب بتا دیا تو کیا تم چھپانا چاہتے تھے؟؟"

"ارے نہیں اس سے کیا چھپانا لیکن دیکھنا ملتے ہی اپنا لیکچر شروع کر دے گا" وہ ہنس کر

بولتا اس کا دھیان بٹ چکا تھا وہ اب یا سرنے سے گزرے دنوں کی باتیں کر رہا تھا یا سرنے

دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔

نواب سجاد درانی کا شمار ملک کے بڑے جاگیر داروں میں ہوتا تھا ان کے تین بیٹے تھے

افضل درانی، مجیب درانی اور سکندر درانی شدید ترین خواہش کے باوجود اللہ نے انہیں بیٹی جیسی نعمت سے محروم رکھا تھا مگر اس وقت ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جب ان کے چھوٹے اور لاڈلے بھائی کے ہاں ستارہ نے جنم لیا نواب ریحان کی تین اولادیں تھیں بیٹا وقار درانی اور دو بیٹیاں ستارہ ریحان اور ندرت ریحان

نواب سجاد نے ندرت کی پیدائش کے بعد ستارہ کو گود لے لیا تھا ریحان صاحب بھی اپنے بڑے بھائی کی اس دیرینہ خواہش سے باخبر تھے خوش دلی سے ان کی خواہش کا خیر مقدم کیا اور یوں دو سالہ ستارہ چھ سالہ سکندر درانی کی انگھوٹی پہنے ماریہ سجاد کی گود میں آگئی ایک ہی گھر میں ہونے کی وجہ سے بیگم فضلہ ریحان کو بھی کوئی مسئلہ نہ تھا وقت پر لگا کر اڑنے لگا سب بچپن کی حدود سے نکل کر جوانی میں داخل ہو رہے تھے اس وقت نے بہت کچھ بدل دیا تھا مگر نواب ولا کی محبتوں میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا ریحان صاحب دل کا دورہ پڑنے سے چل بسے تھے ان کی وفات کی بعد فضلہ بیگم بھی بیمار رہنے لگیں حیات اور مجیب کی شادیاں ہو چکی تھیں

حیات صاحب کے دو بیٹے تھے مقیت اور عادل جبکہ مجیب صاحب کا ایک ہی بیٹا تھا یاسر
درانی

ستارہ لاڈلی ہونے کی وجہ سے بے حد شہرتی اور منہ پھٹ تھی سجاد صاحب کے لاڈ پیار نے اسے اچھا خاصہ بگاڑ دیا تھا سکندر پڑھائی کے سلسلے میں بیرون ملک مقیم تھا ستارہ فور تھ ایئر میں تھی جب گھر میں شادی کے ہنگامے گونج اٹھے وقار کے لیے فضلہ بیگم نے اپنی بھانجی ماہین کو پسند کیا تھا جبکہ ماہین کے ہی بھائی ہاشم منظور سے ہی ندرت کا رشتہ طے پایا تھا فضلہ بیگم کی خواہش پر شادی کی ڈیٹ جلدی فکس کر لی گئی تھی سکندر بھی اپنے دوست فیضی کے ہمراہ پاکستان آیا تھا سب بہت خوش تھے قیامت تو تب آئی جب فضلہ بیگم کے اسرار اور موقع محل کی مناسبت سے سجاد صاحب نے سکندر سے ستارہ اور اس کے نکاح کی بات کی وہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گیا اس نے دو ٹوک انداز میں نہ صرف انکار کر دیا بلکہ یہ بھی باور کروا دیا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے اور اسی سے شادی کرے گا سجاد صاحب کی لاکھ منتوں پر بھی جب وہ نہ مانا تو طیش میں انہوں نے ندرت کی بجائے ستارہ کو ہاشم کے ہمراہ رخصت کرنے کا فیصلہ سنا دیا سب دم بخود رہ گئے لیکن انکار کی جرت کسی میں نہ تھی بچپن سے سکندر کے سپنے دیکھنے والی ستارہ کو اس کے انکار نے اندر تک ہلا کر رکھ دیا ندرت تو پہلے ہی ستارہ سے حسد کا شکار تھی ہاشم کو اس کا ہوتا دیکھ کر اندر ہی اندر سلگنے لگی ہر کوئی گم صم اور غمزہ تھا ایک قیامت آچکی تھی اور ایک آنے والی تھی



وہ تیار ہو کر نیچے آیا تو ہادی اور بی اماں کو باتیں کرتا دیکھ کر وہیں چلا آیا

"السلام علیکم کیا باتیں ہو رہی ہیں؟؟ اور تم آج گھر پر کیسے؟؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا

"اس نے سارے سوال ایک ہی سانس میں کر ڈالے

"جی بھیا وہ آج سنڈے جو ہے" وہ کھسیا کر بولا

"اچھا تمہارا سنڈے بھی ہوتا ہے.... سٹریچ" حیدر کے طنز پر وہ ڈھٹائی سے ہنسا۔

"ویسے آپ یہ اتنا تیار شیار ہو کر کدھر جا رہے ہیں" اس نے نک سبک تیار خوشبوئیں

بکھیرتے حیدر کو معنی خیز نظروں سے دیکھا "خیریت ہے نا" وہ آنکھ دبا کر بولا

"بی اماں نظر رکھیں ذرا کہیں ہاتھ سے ہی نہ نکل جائیں معصوم سے تو ہیں کسی لڑکی نے

پٹالیا تو—آہ

"حیدر کے دھمو کہ جڑنے پر اس نے بات ادھوری چھوڑی مگر چہرے پر ہنوز شرارت

رقم تھی" میرا مطلب ہے لڑکیاں جادو ٹونا بھی تو کر لیتی ہیں نا" اس کی گھوریوں کی

پرواہ کیے بغیر اس نے وضاحت کرنا ضروری سمجھا حیدر ہنستا ہوا اس کے ساتھ بیٹھ گیا

"اور تمہاری کل کی فرینڈ بلکہ گرل فرینڈ اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟" حیدر

نے اسے شرم دلانا چاہی

"اوہ بھیا وہ تو آپ کو دیکھتے ہی لٹو ہو گئی تھی مجھے تو تب ہی پتہ لگ گیا تھا بی اماں آپ کو

پتہ نا وہ بار بار بھیا کا پوچھ رہی تھی" اس نے بی اماں کو بھی گھسیٹا جو مسکرا کر دونوں کو

دیکھ رہی تھی

"ارے بھیا اتنی اچھی لڑکی آپ کو نہیں ملے گی آپ میری ٹینشن نہ لیں میرا دل بہت

بڑا ہے میں اسے بھا بھی کے روپ میں قبول کر سکتا ہوں" اس کی زبان فرائے بھر رہی

تھی

"اور ایک مزے کی بات بتاؤں اس کے ابو بھی شاہ ہیں زمان شاہ، مطلب وہ بھی شاہ

ہوئی نا؟؟؟" حیدر چونکا اس کے مسکراتے لب سکڑ گئے چہرے کی رنگت متغیر ہونے

لگی اپنے دھیان میں بولتا ہادی محسوس ہی نہ کر سکا کہ اس کے بھائی کے چہرے پر کیسے

ناقابل فہم تاثرات تھے وہ سختی سے لب بھینچے ہوئے تھا

"تو بھیا میں آپ کا نمبر دے دوں؟؟؟" ہادی نے بچوں کی طرح اس سے لپٹ کر کہا

"ہاں دے دو" سختی سے کہہ کر اسکے ہاتھ ہٹاتا وہ اٹھ کھڑا ہوا

"اچھابی جان میں یا سر کی طرف جا رہا ہوں شاید دیر ہو جائے کھانے پر میرا انتظار مت کئیجیے گا" مٹھیاں بھنچے سپاٹ چہرے کے ساتھ کہتا وہ باہر نکل گیا

"ارے بھیا کو کیا ہوا میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا اگر اتنے سڑے ہوئے طریقے سے نایاب سے بات کریں گے تو وہ تو فوت ہی ہو جائے گی آپ کو پتہ ہے کتنی نازک مزاج اور نخریلی ہے تو بہ تو بہ"

اسنے دونوں کانوں کو باقاعدہ ہاتھ لگایا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سچی بتاؤں تو میں تنگ آ گیا ہوں بھیا کے ہتھے چڑھے گی نہ عقل ٹھکانے آجائے گی ویسے یہ بھیا نے حامی کیسے بھری نمبر دینے کی؟؟" بولتے بولتے اسے حیدر اسے بالآخر کام کی بقت بھی یاد آ ہی گئی

"پتہ نہیں تم بتاؤ کچھ کھاؤ گے؟؟" بی اماں کی بات نے اسے مزید سوچنے نہ دیا



گاڑی کو فل سپیڈ میں دوڑاتا وہ اپنے ذہن کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو فقط

ایک ہی نقطہ پر اڑکا ہوا تھا "نایاب زمان-نایاب زمان" گاڑی یاسر کے گھر سے تھوڑی ہی دور تھی اس نے سوچوں کو جھٹکتے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی اور یاسر کو کال ملا کر باہر اپنی موجودگی سے آگاہ کیا وہ عادل اور یاسر کا یونیورسٹی فیلو تھا ان سے اچھی دوستی ہونے کے باوجود کبھی ان کے گھر جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا تبھی ایک جھجک سی محسوس ہو رہی تھی یاسر کو باہر آتا دیکھ کر وہ باہر نکل آیا اور پھر اس کے انکار کے باوجود یاسر سے ڈرائنگ روم کی بجائے لاؤنج میں ہی لے آیا جہاں کنیز بیگم کے علاوہ شکیلہ بیگم اور ادینہ بھی موجود تھی یاسر نے سب سے اس کا تعارف کروایا ادینہ کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر جو چمک اتری تھی وہ اسکی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی وہ قصداً اسے نظر انداز کرتا کنیز بیگم کی طرف متوجہ ہوا انہوں نے اپنے مخصوص پر شفقت انداز میں ماتھا چوم کر دعادی

"آتے جاتے رہا کرو بیٹا اور یہ عادل کو بھی سمجھاؤ دل پر ہی لے کر بیٹھ گیا ہے کنیز بیگم نے نرمی سے کہا

"جی سمجھاؤں گا" اس نے مسکرا کر تابعداری کا مظاہرہ کیا

"بڑے بابا آئیے میں آپ کو اپنے پیارے دوست سے ملواؤں

"یاسر کی آواز پر وہ پلٹا تو نظر سامنے سیڑھیاں اترتے شخص سے ٹکرائی
 "حیدر یہ عادل کے بابا ہیں اور بابا یہ حیدر ہے میرا اور عادل کا مشترکہ دوست " اس
 کے تعارف پر بڑے بابا مسکرائے مگر جو نہی نظر اسکے چہرے پر پڑی وہ چونک گئے
 "حیدر" وہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھنے لگے جیسے اس کے چہرے میں کسی کو کھوج
 رہے ہوں



حیدر سمیت سب نے ان کی محویت نوٹ کی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بابا" یاسر کی آواز پر وہ بڑبڑائے

"آہاں کیسے ہو بیٹا" وہ سر جھٹک کر اس کا حال احوال پوچھنے لگے مگر نظریں ہنوز اس

کے چہرے پر تھیں وہ پریشان ہوا

"میں ٹھیک ہوں انکل۔عادل کہاں ہے نظر نہیں آ رہا" انہیں جواب دے کر وہ یاسر

سے پوچھنے لگا

"اوپر کمرے میں ہے بیٹا وہیں چلے جاؤ مل لو اس سے" سنجیدگی سے کہتے وہ اس کا شانہ

تھپک کر باہر نکل گئے یاسر اور حیدر کے جانے کے بعد شکیلہ بیگم نے ستارہ کو بلا یا وہ
کچن سے باہر نکل آئیں

"یاسر کا کوئی دوست آیا ہے اچھا سا انتظام کرو اس کے لیے.... کوئی کمی نہیں آنی چاہئے
"حکم صادر کرتی وہ ادینہ کے کمرے کی طرف چل دیں



"مما کتنا اچھا لڑکا تھا نہ" شکیلہ بیگم کو دیکھ کر ادینہ خوشی سے چلائی "اففف کیا پرسنالٹی
ہے" NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"ہاں اچھا تو ہے" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولیں

"بس ماما ڈیسا نیڈ ہو گیا میرا لائف پائٹر حیدر ہی بنے گا" وہ اپنے طور پر سب سوچ چکی
تھی شکیلہ نے حیرانی سے بیٹی کو دیکھا

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا حیدر کی مرضی کے بغیر کیسے ہو گا یہ سب؟؟"

"افوہ ماما اگر حیدر لاکھوں میں ایک ہے تو میں کون سا کم ہوں؟ وہ مجھے ریجیکٹ کر ہی
نہیں سکتا" وہ اترا کر کہتی جھپاک سے باہر نکل گئی شکیلہ بیگم اس کی بات میں الجھ گئیں

"کاش ایسا ہو جائے" انکے لبوں سے بے ساختہ دعائلی



"یس کم ان" عادل نے اونچی آواز میں کہا ستارہ بیگم ٹرائی لیے اندر داخل ہوئیں وہ تینوں

صوفے پر براجمان تھے علی یاسر کی گود میں تھا

"تمہارا بیٹا بہت پیارا ہے" حیدر جھک کر اسے پیار کرتا ہوا بولا

"میرا بیٹا پیارا ہے لیکن تم نے میری پھوپھو نہیں دیکھیں وہ اس سے بھی زیادہ پیاری ہیں

"عادل کھڑا ہوتا شرارت سے بولا ستارہ بیگم مبہم سا مسکرا دیں وہ اب صوفے کے قریب

پہنچ چکی تھیں حیدر بھی احتراماً گھڑا ہوا

"السلام علیکم پھوپھو" اس کے سلام پر انہوں نے ہولے سے سراٹھا کر اسے دیکھا اور

دیکھتی رہ گئیں مقابل کو دیکھتے ہی ان کے تاثرات بدلے تھے جواب کے لیے کھلے لب

ہلنا بھول گئے وہ منہ کھولے ساکت کھڑی تھیں خطرناک حد تک سفید پڑتی رنگت

نے تینوں کو چونکا دیا

"پھوپھو کیا ہوا؟؟؟" سب سے پہلے یاسر ان کی طرف بڑھا

"ش-شاہو" ان کے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے

"نہیں نہیں" وہ آنکھیں بند کر کے زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگیں

"پھوپھو یہ حیدر ہے میرا دوست" یاسر نے پریشانی سے انہیں بتایا وہ ایک دم چونک کر

اس کا چہرہ دیکھنے لگیں

"یہ.... وہ.... کیسے ہو سکتا ہے" وہ خود سے کہنے لگیں

"کیا ہوا پھوپھو؟؟؟" عادل نے نرمی سے سوال کیا وہ "کچھ نہیں" کہتیں کمرے سے باہر

نکل گئیں حیدر نے پریشانی سے دونوں کو دیکھا

"ان کی طبیعت ٹھیک نہیں شاید آؤ بیٹھو چائے پیو" عادل نے اس کا بازو پکڑ کر بٹھایا مگر

اس کا ذہن الجھ چکا تھا



ہاشم بچپن سے ستارہ کو پسند کرتا تھا لہذا اس فیصلے پر اسے کوئی اعتراض نہ تھا و قار اور ماہین

کا نکاح خوش اسلوبی سے انجام پا گیا تھا گلے دن ستارہ اور ہاشم کی برات تھی سب کچھ

قابل اطمینان تھا قیامت تو تب ٹوٹی جب خوش و خرد سے بیگانہ ستارہ کو ڈاکٹر کو دکھایا گیا

اس کے الفاظ نے گویا قہر برپا کر دیا تھا کنیز بیگم پورے قد سمیت زمین بوس ہوئیں پورے خاندان میں یہ بات آگ کی طرح پھیل گئی اور بات پھیلانے میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی بھی اس کی ماں جائی ندرت تھی ہاشم تک بات پہنچی تو اس نے شادی سے صاف انکار کر دیا لہذا ستارہ کی جگہ ندرت کو ہاشم کے سنگ رخصت کر دیا گیا اس دن نواب ولا کی عزت کے ساتھ ساتھ کنیز بیگم کا جنازہ بھی اٹھا تھا ستارہ گم صم تھی

مار یہ بیگم کی منت سماجت خاندان بھر کی لعنتیں اور وقار کی بے تحاشہ مار بھی اس کی زبان نہ کھلو اپائی تھی وہ اندر ہی اندر مر رہی تھی سجاد صاحب اس کی حالت پر ڈھے گئے عزیز از جان بیٹی کی یہ حالت انہیں سکندر کے سامنے ہاتھ جوڑنے پر مجبور کر گئی تھی اور پھر سکندر کی روانی سے دو روز قبل ستارہ کا نکاح سکندر سے کر دیا گیا اس شرط پر کہ وہ زندگی بھر اس کی شکل دوبارہ نہیں دیکھے گا ایسی شرط جس کی سزا سے ساری عمر کے لیے بھگتنی تھی جس دن ستارہ کے ہاں بیٹی نے جنم لیا اسی دن سجاد صاحب اسے اس دنیا میں تنہا چھوڑ گئے آخری سا بنان سے بھی وہ محروم ہو گئی تھی اپنے موجودہ حالات ماہین کے طنز بھائی کی نفرت انگیز نگاہوں سے خوفزدہ ہو کر اسنے نوائم کو کبھی

کمرے سے باہر کی دنیا نہیں دکھائی بیس 20 سالوں سے وہ ایک بے حد چھوٹے سے
کمرے میں مقید تھی باہر کی دنیا سے بالکل انجان وہ اپنے باپ کے کیے کی سزا کاٹ رہی
تھی اس آس پر جس دن اس کا شہزادہ آئے گا اور اسے

اس قید سے رہائی دلا کر لے جائے گا



وہ مضطرب سا کمرے میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا سوچوں کے گرداب میں پھنسا وہ الجھی
ڈوروں کو سلجھانے میں مصروف تھا مگر کوئی سراہا تھ نہ آ رہا تھا عادل کے بابا اور ستارہ
کے ری ایکشن نے اسے اچھا خاصہ پریشان کر دیا تھا وہ جتنا سوچتا الجھتا چلا جاتا تھک ہار کر
اس نے بیڈ کی پشت سے سر ٹکا دیا اور آنکھیں موند لیں

"جو جو بیٹا آپ بہت سمجھ دار ہیں میں یہ آپ کو دے رہا ہوں اس کو ہمیشہ سنبھال کر
رکھنا

اس کے ذہن میں آواز گونجنے لگی اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں وہ تیزی سے
وارڈروب کی طرف بڑھالاک کھول کر ایک پرانی ڈائری نکالی ڈائری کے کورے کاغذ

پلٹتا وہ ایک جگہ رکا وہ ایک بوسیدہ تہہ شدہ کاغذ تھا جس پر ایک ہی تحریر تھی

"یہ آپ کے پاس میری امانت ہے جسے آج نہیں توکل میں ضرور لے جاؤں گا یہ میرا

وعدہ ہے

اس نے انگلیوں کی پوروں سے لفظوں کو چھوا جیسے لکھنے والے کا لمس محسوس کر رہا ہو

بے اختیار ہی دو آنسو ٹوٹ کر کاغذ پر گرے

تنگ و تاریک کمرے کی خاموش فضا میں دھیمے سروں میں گو نجی یہ غزل درد دل کی

عکاس تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ٹھنڈے تیخ فرش پر دیوار سے ٹیک لگائے بے حس و حرکت بیٹھیں تھیں گھپ

اندھیرے میں کمرے کی دیواروں کو تکتی نہ جانے کیا ڈھونڈ رہی تھیں وہ شام سے ہی گم

صم تھیں حیدر کو دیکھ کر جس چہرے کا گمان ہوا تھا اس نے انہیں پھر سے ہلا کر رکھ دیا

تھا کیا کیا نہ یاد آیا تھا ماضی کا ہر درد ہر افیت ہر ستم جنہیں دل میں دفن کر کے وہ زندگی

کو اک نئے سرے سے گزارنے لگیں تھیں

یہ الگ بات تھی اس زندگی میں زندگی جیسا کوئی رنگ نہ تھا مگر آج پھر سے پرانے درد

جاگنے لگے تھے گرز خموں سے لہور سا تھا تو روح بھی تڑپی تھی نہ جانے وہ کب تک اس
خود اذیتی کا حساب کرتیں رہتیں اگر نوائم کی آواز انہیں چونکانہ دیتی

"امی کہاں ہیں آپ؟؟" وہ ڈر کر اٹھی تھی

"یہیں ہوں بیٹا تم لیٹ جاؤ" وہ اندازے سے چلتیں کمرے کی واحد چار پائی تک پہنچیں

نوائم تا بعد اری سے سر ہلاتی فوراً لیٹ گئی وہ ایسی ہی تھی خاموش گم صم اور معصوم

اس کی صرف ایک خواہش تھی اس دروازے سے باہر کی دنیا دیکھنا

سولہ سال کی عمر میں بھی اس کا ذہن نا پختہ تھا سوائے ماں کہ وہ ہر رشتہ سے انجان تھی
سوائے اپنے نام کے وہ کسی نام سے واقف نہ تھی سوائے اس کمرے کہ اس نے کوئی جگہ
نہ دیکھی تھی

کیسی زندگی تھی اس کی؟؟

کون تھا اس کی حالت کا ذمہ دار؟؟

کس سے پوچھتی وہ اپنا گناہ؟؟ اپنا قصور؟؟

بے قصور ہوتے ہوئے بھی وہ ایک بہت بڑی سزا پا گئی تھی اپنے باپ کے کیے کی

سزا... اپنی ماں کی خاموشی کی سزا اس نے اپنی ذات پر جھیلی تھی



"کہاں جا رہی ہو تم؟؟" وہ جو مگن انداز میں دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی بابا کی

کڑک دار آواز پر حیران ہوتی پلٹی

"یونیورسٹی جا رہی ہوں" حور کے جواب پر ان کے ماتھے پر بل پڑ گئے

"کیوں؟؟"

"میں تو روز جاتی ہوں" وہ زویا کی تمسخر اڑاتی نظروں کو نظر انداز کیے بغیر بولی

"لیکن آج سے نہیں جاؤ گی" ان کے حکم پر اسے جھٹکا لگا

"کیوں؟؟"

"کہہ دیا ہے بس ختم یہ چونچلے.... ہفتے بعد شادی ہے تمہاری" وہ حکم دیتے بغیر کچھ

سنے اندر کی طرف بڑھ گئے

"لیکن بابا—" وہ انکے پیچھے لپکی مگر زویا کی مداخلت پر اسے رکنا پڑا۔

"بابا نے کہہ دیا نہ نہیں جاؤ گی تو نہیں جاؤ گی بات ختم" زویا نے غصے سے کہہ کر اس کا بیگ جھپٹا اور کمرے کی طرف بڑھ گئی اس نے بے بسی سے ماں کو دیکھا جو کیچن کے دروازے میں کھڑی آنسو بہا رہی تھی

"اماں" وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی "اماں-میری پڑھائی۔" اس کی آنکھیں آنسو سے بھر گئیں

"اماں میں نے بابا کی ہمیشہ ہر بات مانی ہے مگر یہ—یہ نہیں سہہ پاؤں گی میں" وہ ماں کے ہاتھوں کو تھام کر کہنے لگی جو خود بھی بے بسی کی تصویر بنی کھڑی تھیں روتے روتے وہ یکلخت چپ کر گئی

"اماں..... میرے... میرے بابا کہاں ہیں؟؟" سوال ایسا تھا کہ وہ لرز گئیں حور نے پہلی بار اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تھا ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

"وہ آپ سے ناراض ہوں گے مجھ سے تو نہیں نا۔ میں انہیں منالوں گی اماں مجھے میرے بابا کے پاس چھوڑ آئیں اماں خدا کا واسطہ ہے اماں بچپن سے لے کر اب تک اپنی ہر خواہش کی قبر میں نے اپنے دل میں بنائی ہے لیکن اب میری زندگی کا سوال ہے اماں میں نے جب ہوش سنبھالا تب ہی محسوس ہو گیا تھا کہ یہ میرے نہیں زویا کے بابا ہیں

مگر میں خاموش رہی آپ کو جانوروں کی طرح چٹے دیکھ کر بھی خاموش رہی اپنے باپ کو دیکھنے کی شدید ترین خواہش کے باوجود بھی خاموش رہی لیکن اب-اب نہیں... مجھے میرے بابا کے پاس چھوڑ آئیں اماں.... پلیز مجھے بتادیں میرے بابا کا "وہ بلک بلک کر رہی تھی جواب مانگ رہی تھی مگر ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا دیتیں بھی تو کیسے؟؟؟ وہ نام زبان پر لانے کا حوصلہ کہاں سے لاتیں خود میں- سسکیاں روکنے کے لیے انہوں نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

"ہو نہہ کیسے بتائے گی یہ تمہارے باپ کا نام اسی نے تو مارا ہے تمہارے باپ کو" آواز پیچھے سے آئی تھی اس نے پلٹ کر دیکھا

"ک.. کیا مطلب؟؟" وہ بے یقین تھی

"ہاں سچ کہہ رہا ہوں مر گیا تمہارا باپ اس لیے نخرے مت کر اب زیادہ... کوئی نہیں ہے اب تم لوگوں کا اس دنیا میں شکر کرو میں نے رکھا ہوا ہے دو دن دنیا کی ٹھو کریں کھاتے تو عقل ٹھکانے آجاتی" وہ تنفر سے کہتے باہر نکل گئے حور کی بے یقین نظریں ان کے قدموں سے الجھ کر رہ گئیں

"اماں- اس نے ماں کے ساکت چہرے کو دیکھا" میرے بابا نہیں ہیں کیا؟

"میں.. خود... نہیں... جانتی حوری" الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے منہ سے نکلے وہ ایک بے بس نظر اس کے چہرے پر ڈال کر پلٹ گئیں وہ کتنی ہی دیر یقین و بے یقینی کی کے حصار میں لیٹی وہیں کھڑی رہی



مہک آج کافی دنوں بعد جامعہ آئی تھی حوری کو نہ پا کر اس پر جھنجھلاہٹ سوار ہو گئی دل ہی دل میں اسے کوستی وہ کلاس روم میں چلی آئی سامنے کا منظر حیرت انگیز تھا اس کے قدم دروازے پر ہی جم گئے اس کے عین سامنے وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے کرسی پر براجمان تھا نایاب اس کے ساتھ چپکی بیٹھی تھی جبکہ کچھ لڑکیاں اس کے ارد گرد موجود تھیں

"یہ یہاں بھی آگیا"

نہ جانے اسے اتنا غصہ کیوں آیا تھا اس کی نظر بھی مہک پڑ چکی تھی اسے دیکھتے ہی وہ کھل کر مسکرایا

وہ ناگواری سے سر جھٹکتی اپنی سیٹ کی طرف بڑھی وہ بھی کتابیں اٹھاتا اس کے برابر

آبیٹھا اس کی اس حرکت نے اسے اچھا خاصہ تپا ڈالا مگر وہ ضبط کیے بیٹھی رہی وہ مسلسل
اسے گھورنے میں مصروف تھا اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ کر وہ غصے سے اسکی طرف
پلیٹی اس نے پھرتی سے کتاب کھول کر اپنے سامنے کر لی

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ مسٹر؟؟؟ وہ مہک

"آپ مجھ سے مخاطب ہیں کیا" وہ معصومیت کے اگلے پیچھلے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے

بولا

"نہیں تمہارے فرشتوں سے" NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکے یوں جل کر کہنے پر ہادی نے بمشکل اپنا منہ روکا

"سوری وہ فضول باتوں کا جواب نہیں دیتے" تپانے کے انداز میں کندھے اچکا کر کہتا وہ

دوبارہ کتاب کی جانب متوجہ ہو گیا وہ کلس کر رہ گی اور پھر لیکچر کے دوران بھی وہ اسے

گھورتا رہا وہ جب اسے دیکھتی وہ نگاہوں کا زاویہ بدل لیتا کلاس ختم ہوتے اس نے شکر ادا

کیا اور بغیر اسے دیکھے تیزی سے باہر نکل گئیں۔



وہ کھانے کے برتن سمیٹ رہی تھیں جب ریجاکپچن میں داخل ہوئی

"کچھ چاہئے تھا؟؟؟" انہوں نے عادتاً پوچھا وہ مسکرا دی

"نہیں پھوپھو مقیت آئے ہیں آفس سے چائے کا کہہ رہے ہیں" وہ اپنے مزاج کے

مطابق نرمی سے بولیں ریجاکنیز بیگم کی بھانجی تھی اور ان کی طرح ہی نرم مزاج کی

حامل تھی

"میں بنا دیتی ہوں" ستارہ نے گلاس دھوتے ہوئے کہا

"ارے نہیں پھوپھو میں بنالوں گی آپ ریسٹ کریں اور یہ آپ کے چہرے کو کیا ہوا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنا سرخ کیوں ہو رہا ہے" وہ تشویش سے ان کی طرف بڑھی

"کچھ نہیں بس ویسے ہی" کہہ کر انہوں نے تیزی سے رخ پھیر لیا

"نہیں... دکھائیں مجھے" ریحانے ان کا ہاتھ تھام لیا

"ارے آپ کو تو بخار ہے

"کس کو بخار ہے بھئی" عادل نے کچن میں جھانک کر پوچھا وہ نک سسک سے تیار کھڑا تھا

موڈ بھی خاصا خوشگوار تھا۔

"پھو پھو کو" ریحاکے جواب پر وہ آگے بڑھ آیا

"ارے نہیں بس ایسے ہی چھوڑو لاؤ میں چائے بناؤں

"انہوں نے ٹالنا چاہا

"ایسے ہی نہیں ادھر دکھائیں ذرا مجھے" عادل نے ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھا "آپ کو تو

اچھا خاصہ بخار ہے پھو پھو... چھوڑیں سب... چلیں جلدی سے تیار ہو جائیں ڈاکٹر کے

پاس چلتے ہیں" اسکے لہجے میں فکر مندی تھی

"ارے نہیں بیٹا بس میں آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسے کیسے ٹھیک ہو جائیں گی میڈیسن تو لینی چاہئے نا" وہ محبت سے بولا

"ہاں وہ ہے میرے پاس بخار کی دوائی میں لے لوں گی" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے

پیار پر شرمندہ ہو رہی تھیں

"اچھا چلیں ٹھیک ہے آپ آرام کریں آئیں میں آپ کو روم تک چھوڑ آؤں" اس نے

مزید اصرار مناسب نہ سمجھا تبھی رضامندی سے بولا

"آہاں۔" وہ اٹکیں "میں چلی جاتی ہوں" وہ بازو چھڑوا کر فوراً دروازے کی طرف

بڑھیں عادل نے تعجب سے ان کا انداز دیکھا

"پتہ نہیں پھوپھو اپنی بیٹی کو کس بات کی سزا دے رہی ہیں اس معصوم کا کیا قصور ہے
"ان کے جاتے ہی ریجانے ہمدردی سے کہا "ہمیں کچھ کرنا ہو گا ورنہ وہ پاگل ہو جائے
گی اس قید میں"

"ہم م م "عادل سوچ میں ڈوب گیا

"اور یہ تم اتنا تیار ہو کر کہاں جا رہے ہو؟؟؟... خیریت آج موڈ بھی اچھا ہے "اس کے
شرارتی انداز پر وہ چونکی
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"ہا ہا ہا بس آج ذرا آوارہ گردی کا ارادہ ہے "وہ ہنس کر بولا "اچھا ماما بابا کو بتا دیجئے گا میں
ذرا لیٹ آؤں گا "وہ جلدی سے کہہ کر باہر نکل گیا ریجانے دل ہی دل میں اس کی دائمی
خوشیوں کی دعا مانگی



وہ چلتے چلتے بہت دور نکل آئی تھی اس بات کا شاید اسے اندازہ نہ تھا
چاندنی رات میں قدرے سنسان سڑک پر سر جھکائے وہ چلتی چلی جا رہی تھی

مر گیا تمہارا باپ "جب جب یہ آواز اس کے کانوں میں گونجتی اس کے رونے میں

مزید اضافہ ہو جاتا تھک ہار کر وہ سڑک کے کنارے پر بیٹھ گئی

اب تو ملے گی محبت ہمیں یارخ ہو گا مہ خانے کا

تیرا ساتھ ہو گا یا سہارا ہو گا تیری یادوں کا

آواز پر اس نے جھٹکے سے سراٹھایا اس سے کچھ فاصلے پر نشے میں دھت دوپتلی جسامت

کے لڑکے لہک لہک کر گاتے اسے ہی دیکھ رہے تھے

وہ جب گھر سے نکلی تھی تو شام ہونے میں کچھ وقت تھا اور اب اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا

اس کا دل گھبرانے لگا اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچ پاتے وہ پھرتی سے اٹھی اور

اندھا دھند بھاگنے لگی انہوں نے اسے بھاگتا دیکھا تو وہ بھی اس کے پیچھے لپکے بھاگتے

بھاگتے اس کا پاؤں مڑا وہ منہ کے بل سڑک پر گری ایک دلخراش چیخ اس کے لبوں سے

نکل کر ویرانے میں پھیل گئی

وہ اس کے قریب پہنچ چکے تھے انہیں قریب آتا دیکھ کر وہ پھر سے اٹھنے لگی مگر پاؤں کی

تکلیف نے اس کی یہ کوشش ناکام بنا دی بے بسی سے اسکی آنکھیں بھر آئیں اس نے

بے اختیار خدا کو پکارا

"ہا ہا ہا اوو بے بی کہاں بھاگ رہی تھی" ان میں سے ایک ہنستے ہوئے اسکے پاس آیا وہ
پیچھے کو کھسکی

"لگتا ہے بے بی کو چوٹ آئی ہے آؤ ہم مرہم لگا دیں" دوسرے نے خباثت سے آنکھ
مارتے ہوئے کہا دونوں ہسنے لگے

پیچھے کھسکتے کھسکتے اس کا ہاتھ کسی چیز سے ٹکرایا وہ لوہے کی ڈنڈا نما کوئی چیز تھی وہ دل
مضبوط کرتی زخمی پاؤں کی بجائے دوسرے پر وزن ڈال کر کھڑی ہوئی
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"لو میرا ہاتھ تھام لو گرمت جانا" وہی لڑکا پھر سے بولا

وہ جو نہی قریب آیا اس نے ڈنڈا کھینچ کر اس کے ہاتھ پر دے مارا وہ پیچھے ہو گیا ہاتھ ٹانگ
کروہ تا بڑ توڑ مارنے لگی وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھے

نشے میں ہونے کی وجہ سے وہ مقابلہ نہ کر سکے بوکھلا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر وہ بھی
حور تھی ہاتھ آ یا شکار کیسے جانے دیتی لڑکھڑاتے ہوئے ان کے پیچھے بھاگی تھوڑی ہی
دور جا کر اسے ایک گاڑی دکھائی دی ایک لمبا چوڑا شخص ہاتھ میں سگریٹ لیے اس کے

ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا وہ دونوں اس تک پہنچے انہیں دیکھ کر وہ سیدھا ہوا

"سر پلیزی یہ ہی وہ لڑکی ہے چور۔ چور ہے یہ لڑکی ہمارے بٹوے چڑا لیے ہیں سر اس نے
"وہ دونوں اس کی طرف اشارہ کر کے چلائے

"الو کے پٹھے تو یوں نہیں سدھرے گا" اس نے کھینچ کر ڈنڈا اس کی کمر پر مارا وہ چیخ کر
عادل کے پیچھے ہوا جو حیرت سے اس لنگڑاتے چور کو دیکھ رہا تھا

"اور تم۔ سر ہو ان کے؟؟؟ مطلب کہ تم نے انہیں بھیجا تھا؟؟؟" اب کہ وہ عادل کی
طرف پلٹی وہ بوکھلا گیا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"شکل سے کتنے شریف لگتے ہو شرم نہیں آتی ایسی حرکتیں کرتے ہوئے" اس نے
کھینچ کر ایک ضرب عادل کے کندھے پر ماری

"واٹ دا ہیل۔ آریومیڈ" اب کے عادل کا میٹر بھی گھوما

"شٹ اپ الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے" وہ بھی جو با چیخنی غصے سے وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو
رہی تھی یہ تک بھول گئی تھی کہ بیچ سڑک تین مردوں کے ساتھ یہ غنڈہ گردی مہنگی

بھی پڑ سکتی تھی

"جسٹ شٹ اپ.... پتہ نہیں کہاں سے آگئی یہ پاگل لڑکی.. جاؤ... دفعہ ہو جاؤ
 "عادل نے اسے دھکادے کر سائیڈ پر کیا اور ان دونوں کی طرف پلٹا پیچھے کوئی بھی نہ
 تھا یعنی وہ دونوں اپنی مصیبت اسکے گلے ڈال کر غائب ہو چکے تھے وہ حیران ہوا مگر اسے
 مزید سوچنے کا بھی موقع نہ ملا کمر پڑنے والی ضرب نے اسے آگ بگولہ کر دیا
 "تمہیں تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا " وہ غمگین و غضب سے اسکی طرف مڑا اور کھینچ
 کر ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا وہ الٹ کر گری ڈنڈا اور جاگرا عادل نے اسے گردن
 سے دبوچ کر کھڑا کیا

" سمجھتی کیا ہو خود کو ہاں؟؟ آرام سے برداشت کر رہا ہوں تو جان کو ہی آگئی ہو اچھی
 طرح جانتا ہوں تم جیسی آوارہ لڑکیوں کو " اس کے نفرت بھرے الفاظ پر وہ ششدر
 رہ گئی غصے کی ایک شدید لہر نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا اسنے پاؤں کو ہلا جلا کر دیکھا
 درد غائب تھا اس نے بغیر کچھ سوچے سمجھے اپنا گھٹنا اس کے پیٹ پر دے مارا اس کے
 ہاتھ کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی اس نے اپنی گردن چھڑوائی اور عادل کو دھکادے کر
 پیچھے کیا عادل نے گاڑی پر ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے سے بچایا وہ گاڑی کے بونٹ پر چڑھ

کر جنگلی بلی کی طرح اس پر جھپٹی اور اس کے بالوں کو پکڑ لیا

"چھوڑو کیا کر رہی تم؟؟" عادل نے اپنے بال چھڑوانے چاہے لڑکی ہونے کی وجہ سے

وہ اب بھی اس کا لحاظ کر رہا تھا

"تمہیں میں بتاؤں لڑکی کیا ہوتی تم جیسے پیچ ذہنیت کے مردوں کو کیا پتہ لڑکی کا" وہ اس

کے کندھوں پر چڑھ گئی

"کیا مصیبت ہے چڑیل ہو تم جان چھوڑو میری" اسے قابو کرتا وہ بے حال ہو رہا تھا

اس ہاتھ پائی میں عادل کا توازن بگڑا وہ دونوں دھڑام سے زمین بوس ہوئے حور کو تو کچھ

نہ ہوا البتہ عادل کی کمر کا پٹا خہ ضرور نکلا تھا زمین پر پڑا وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا

ایک لڑکی سے وہ یوں پٹے گا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا وہ اس وقت کو کو سنے لگا

جب دوست کے گھر سے واپسی پر اسکی گاڑی خراب ہوئی اور اسے گھر سے گاڑی آنے

تک یہیں رکنے کا فیصلہ کیا

حور سنبھل کر اٹھ بیٹھی اسے یوں چت لیٹا دیکھ کر اس کا سارا غصہ ہرن ہو گیا تھا

"تم ٹھیک ہونا" بڑے دوستانہ انداز میں کندھا ہلا کر پوچھا گیا

"دفعہ ہو جاؤ" وہ دانت پیس کر بولا

"آواز سے تو ٹھیک لگ رہے ہو" عادل نے اٹھنے کی کوشش کی حور نے اس کا بازو پکڑ کر

سہارا دینا چاہا جسے اس نے غصے سے جھٹک دیا

"دور رہو تم.... ٹھیک ہوں میں" اس کے اٹھتے ہی حور بھی اٹھ کھڑی ہوئی

"چلو اب تم مجھے گھر چھوڑ آؤ" اس نے یوں کہا جیسے پرانی شناسائی ہو

"وہاٹ؟؟؟" عادل کا منہ کھل گیا "تمہیں جہنم میں نہ چھوڑ آؤں" اس کے تنک کر کہنے

پر حور کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سرخ انگارہ آنکھوں سے گھورتا عادل چونکا کیونکہ وہ اسے نہیں اس کے پیچھے دیکھ رہی

تھی وہ جو نہی پلٹا کسی نے مضبوط ہاتھوں سے اسکے منہ پر رومال رکھ دیا حوش و خرد سے

بریگانہ ہونے سے پہلے اس کی بند ہوتی آنکھوں نے جو چہرہ دیکھا وہ نور کا تھا



مہک بی بی آپ کو بڑے صاحب بلارہے ہیں" ملازمہ کے پیغام پر مہک نے جھٹکے سے

سراٹھایا

"ابو نے مجھے بلایا ہے؟؟" وہ بے یقین تھی

"جی" ملازمہ کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ خوشی خوشی بیڈ سے نیچے اتری اسے اس وقت کچھ یاد نہ تھا یاد تھا تو اتنا کہ اس کے بابا نے اسے بلایا ہے وہ بھاگ کر نیچے آئی آخری سیڑھی پر ہی اس کے قدموں کو بریک لگ گیا

شہاب صاحب سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہے تھے جبکہ دائیں طرف نایاب موجود تھی اسکی سگی چچا زاد.... مگر سب سے بڑی دشمن

مہک کو انہونی کا احساس ہو اوہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی ان کے سامنے آکھڑی ہونی

"جی ابو آپ نے بلایا "

"پوچھیں تایا جان اس سے کیا کرتی پھر رہی ہے یہ جامعہ میں؟؟" نایاب کی تیز آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی

"کیا-کیا کر رہی ہوں میں؟؟" نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز لڑکھڑائی

"کیا تعلق ہے تمہارا ہادی شاہ سے بولو؟؟ "

کوئی بم تھا جو اسکے قریب پھٹا تھا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے نایاب کو دیکھنے لگی
 "کیا کہہ رہی ہو تم؟" وہ بمشکل اتنا ہی کہہ پائی اس قدر گھٹیا الزام نے اس کی قوت
 گویائی چھین لی تھی

"کیا غلط کہہ رہی ہوں میں؟؟ میرے ہونے والے دیور سے چکر چلانے کی کوشش کر
 رہی ہو تم ایویں تو نہیں تمہارا دیوانہ ہو اوہ.... کیا تم جامعہ اس سے ملنے نہیں جاتی
 کہہ دو یہ بھی جھوٹ ہے" وہ نان سٹاپ بول رہی تھی اور مہک کی نگاہ اپنے باپ پر
 تھی جو لب بھینچے بیٹھے تھے

"ہو نہہ میں تو پہلے ہی کہتی تھی کوئی نہ کوئی گل ضرور کھلائے گی اپنی ماں پر گئی ہے پوری
 کی پوری اس نے بھی تو دیور پھانس لیا تھا"

یہ اس کی سوتیلی ماں کی آواز تھی مگر اس وقت اسے کچھ بھی سنائی نہ دے رہا تھا اسے فکر
 تھی تو اپنے باپ کی نایاب تو آگ لگا کر جا چکی تھی

وہ اس سے یہ بھی نہ پوچھ سکی کہ اس نے کب اسے ہادی سے ملتے دیکھ لیا وہ یہ بھی نہ کہہ
 سکی کہ اگر اسکا ہادی سے کوئی تعلق نہ تھا تو پھر اسے ہادی کا مہک کی طرف متوجہ ہونا برا

کیوں لگا تھا وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی کہتی بھی تو کیا نایاب اس کے باپ کی لاڈلی تھی اور اس سے بد تمیزی کا انجام وہ اچھے سے جانتی تھی اس نے شہاب صاحب کو صوفہ سے اٹھ کر اپنی طرف آتے دیکھا نظریں خود بخود جھک گئیں وہ بے گناہ ہوتے ہوئے بھی گناہ گار بن گئی تھی اب جو بھی ہوتا کم تھا مگر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب شہاب صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"وہ جو بھی ہے اگر تمہیں پسند ہے تو اسے کہو رشتہ لے آئے" اس نے جھٹکے سے سر

اٹھایا یہ وہ کیا کہہ رہے تھے وہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی

اس کا دل چاہا کہہ دے..... کیا انہیں برسوں پہلے کا وعدہ اتنی آسانی سے بھول گیا ہے

..... انہیں کچھ یاد نہ تھا مگر اسے تو یاد تھا وہ پیل تو اسکی سانسوں میں بسے تھے

لیکن یہاں بھی اس کی زبان نے ساتھ نہ دیا وہ خاموش



"ٹرن-ٹرن" وہ گہری نیند میں تھا جب اس کا موبائل بجا اس نے جھنجھلاتے ہوئے

موبائل اٹھایا اور بغیر نمبر دیکھے کان سے لگایا

"ہیلو"

"ہیلو حیدر" دوسری طرف سے نسوانی آواز پر وہ چونکا

"کون؟"

"میں نایاب بول رہی ہوں" چند لمحے لگے تھے اسے سمجھنے میں کان سے موبائل ہٹا کر

اس نے ٹائم دیکھارات کا ایک بجاتا تھا

"جی فرمائیں مس نایاب" ماتھے پر بل ڈال کر تلخی سے پوچھا گیا

"لگتا ہے میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا" وہ شاید سمجھ چکی تھی

"جی ہاں ڈسٹرب تو آپ نے کیا" حیدر نے بغیر لگی لپٹی رکھے کہا

"اوہ سوری" وہ شرمندہ ہوئی

"آپ کو اگر مجھ سے کوئی کام ہے تو صبح بات کیجئے گا اس وقت مجھے اپنی نیند پوری کرنے

دیں" سختی سے کہہ کر اس نے کال کاٹ دی ابھی اس نے آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ

موبائل دوبارہ بجنے لگا اب کہ اسے غصہ آیا مگر موبائل پر چمکتے یا سر کا نام دیکھ کر اس نے

جلدی سے کال ریسیو کی

"کہاں ہو تم اس وقت؟؟" یاسر نے چھوٹے ہی پوچھا

"میں آج شام ہی مری پہنچا ہوں خیریت ہے نا؟؟"

حیدر کو تشویش ہوئی یاسر کا اس وقت کال کرنا اور پھر پوچھنا حیران کن تھا

"نہیں خیریت نہیں ہے عادل شام کا گھر سے نکلا ہوا ہے ابھی تک گھر نہیں پہنچا

"کسی دوست کے پاس ہوگا"

"نہیں ہے کسی دوست کے پاس راستے سے اس کی گاڑی ملی ہے اس کا کچھ نہیں پتہ"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہاں جا سکتا ہے" حیدر سیدھا ہو بیٹھا

"یہی سمجھ نہیں آرہی بڑی امی کارور و کر برا حال ہو رہا ہے" یاسر کا لہجہ غمگین تھا

"او کے تم ٹینشن نہ لو آجائے گا میں بھی کوشش کرتا ہوں پہنچنے کی" وہ عادل کے لیے

بے چین ہوا تھا مگر یاسر نے اسے اس وقت آنے سے سختی سے منع کر دیا تھا

.. کال بند کر کہ یاسر نے عادل کا نمبر ٹرائی کیا مگر وہ بند مل رہا تھا اس نے جھنجھلا کر

موبائل ٹیبیل پر رکھا



جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں فرش پر پڑی تھی کمرے میں بلب روشن تھا رات کا جانے کون سا پہر تھا وہ اندازہ نہ کر سکی ذہن تھوڑا بیدار ہوا تو اسے سارا واقعہ یاد آ گیا وہ اٹھ بیٹھی ارد گرد دیکھا تو نظر کونے میں پڑے زخمی وجود پر ہڑی اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے وہ تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھی

"اے۔ ہیلو۔ سنو" اس نے عادل کا کندھا ہلایا عادل نے نیم آنکھیں کھول کر اسے

دیکھا

"میں تمہارے ہاتھ کھولتی ہوں" کہہ کر وہ جلدی سے اس کے ہاتھ پاؤں کھولنے لگی وہ ایسی ہی تھی کسی کی تکلیف پر تڑپ اٹھنے والی اسے رہ رہ کر اب خود پر غصہ آرہا تھا

ہاتھ کھلتے ہی وہ ہلکی سی سسکی سے اٹھ بیٹھا حور نے دل ہی دل میں اس کی ہمت کی داد دی جو اتنی تکلیف میں بھی اپنے حوش و حواس سلامت رکھے ہوئے تھا

"کیا ہے.... کھانا ہے اب مجھے؟؟" اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر وہ چڑا

"نہیں تمہارا سر پھاڑنا ہے" وہ بھی دو بدوبولی

"مجھے نکلنے دو یہاں سے تمہیں تو میں اچھے سے پوچھوں گا" عادل نے دانت پیس کر

اسے اپنے خطرناک ارادوں سے باخبر کیا

"حال دیکھا ہے تم نے اپنا... ہیر و بن رہے ہو نہ آئے بڑے مجھے پوچھنے والے" حور

نے ناک سے مکھی اڑائی

عادل اس طنز پر بلبلا کر رہ گیا اس وقت اسے دو دو عورتوں سے نمٹنا پڑ رہا تھا وہ جانتا تھا نور نے اسے اغواہ کیوں کروایا ہے وہ اس سے اپنا بدلہ لے رہی تھی تبھی تشدد کے بعد اسے حور کے ساتھ اس کمرے میں بند کر دیا گیا تھا اور اسی نقطہ پر وہ اٹک جاتا تھا کہ حور کو کیوں لایا گیا ہے؟؟ "نور سے زیادہ غصہ اسے حور پر تھا وہ اسے ہی سارے واقعہ کا ذمہ

دار سمجھ رہا تھا

"بیٹھے بیٹھے سوگئے کیا؟؟؟" حور نے اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجائی اس نے

گردن موڑ کر اسے گھورا

"ہا ہا مجھے لگا تم بے ہوش ہو گئے ہو... درد سے" اس نے ہنستے ہوئے اس کے کان

میں سرگوشی کی وہ تپ کر اس کی طرف پلٹا

"دور ہو جاؤ تم میری نظروں سے ورنہ بہت پچھتاؤ گی" عادل کا بس نہ چل رہا تھا کہ
 محترمہ کا حشر کر دے اس کے خطرناک تیور دیکھ کر وہ دور جا کھڑی ہوئی
 "مجھے بھی نکلنے دو یہاں سے تمہارا سر نہ پھاڑا تو کہنا" حور نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر
 اسے دھمکایا عادل نے بغیر جواب دیئے رخ پھیر لیا
 "میرے پاس ایک پلین ہے" وہ اس کے پاس آ بیٹھی
 "اپنا پلین اپنے پاس رکھو اور اپنی منحوس شکل لے کر
 دفعہ ہو جاؤ" وہ دانت پیس کر غرّایا
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "دیکھو فلحال لڑائی ملتوی کر دو میرے پاس بہت اچھا
 آئیڈیا ہے یہاں سے نکلنے کا" وہ مزید اسکے قریب
 سر کی "بولو" انداز پھاڑ کھانے والا تھا "کان پاس کرو"
 "اب اور کتنا پاس ہونا ہے" اسنے چبھتے انداز میں طنز کیا وہ بھڑک اٹھی "میں تمہارا سر
 پھاڑ دوں گی"
 "پچھلے آدھے گھنٹے میں تم یہ بات آٹھ بار دہرا چکی ہو

ہے کوئی نئی بات کرو "

"میری بات سن لو تمہارا ہی فائدہ ہوگا" اس نے کہتے ساتھ ہی بائیں پاؤں کا جوتا اتارا
ہانچہ اوپر کر کے جراب نیچے کی اور ایک بے حد چھوٹے سائز کا موبائل نکالا عادل نے
پوری آنکھیں کھول کر اس کی کاروائی ملاحظہ کی

"یہ لو۔ اس میں سم بھی ہے میری عادت ہے میں کہیں باہر نکلوں تو موبائل کو جرابوں
میں ضرور چھپاتی ہوں

"اس نے موبائل اس کی طرف بڑھایا عادل نے پھرتی سے موبائل پکڑ کر یا سر کا نمبر
ملا یا

"بیلنس نہیں ہے اس میں تو"

"تو مس کال دو ناکال کا کس نے کہا" وہ بے نیازی سے بولی عادل نے کھا جانے والی
نظروں سے اسے گھورا



وہ کلاس کی طرف آئی تو دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کاش آج ہادی سے اس کا سامنا نہ

ہوا بھی اس نے ایک قدم ہی اندر رکھا تھا کہ وہ اسے سامنے ہی نظر آ گیا بلیک پیٹ اور ہاف وائٹ شرٹ پہنے وہ نایاب کے ساتھ باتوں میں مگن تھا مہک کی طرف اسکی پشت تھی وہ تیزی سے اپنی نشست کی طرف بڑھی اس کی پاس سے گزرنے پر وہ پورا کا پورا اس کی طرف گھوم گیا

مہک اسے نظر انداز کرتی قدرے کونے میں پڑی کرسی پر جا بیٹھی اور کتاب کھول کر اپنے سامنے کر لی وہ مسکرا کر چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور جھک کر اس کی کتاب کھینچی مہک تلملا کر اٹھی

NEW ERA MAGAZINE

"کیا بد تمیزی ہے یہ جاہل انسان واپس کرو میری کتاب"

"اور اگر نہ دوں تو" ہادی محفوظ کن مسکراہٹ سے اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا
گویا اس کی حالت سے محظوظ ہو رہا ہو مہک کے اشتعال میں یکدم اضافہ ہوا وہ آگے بڑھی اور کتاب کھینچ کر اس کے سر میں دے ماری

"تو یہ کروں گی میں" وہ فاتحانہ مسکراتے ہوئے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی ہادی اپنی جگہ حیران کھڑا تھا مگر اس وقت مہک کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہادی نے مسکرا کر کسی کی پرواہ کیے بغیر فلائنگ کس اس کی طرف اچھالی اور گنگاتا ہوا اپنی نشست کی طرف بڑھ

گیا

مہک اس کی پشت دیکھتی رہ گئی "کیا ہے یہ لڑکا" اس نے حیرانی سے سوچا یہ جانے بغیر کہ کسی کی حقارت آمیز نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں



اطلاع ملتے ہی یا سراپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا بہت جلد ہی صورتحال پر قابو پایا گیا تھا نگرانی پر صرف دو لڑکے ہی تھے انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیتا وہ وہاں موجود واحد کمرے کی جانب بڑھا دروازہ توڑ کر جب وہ اندر داخل ہوا تو ایک لڑکی کو وہاں دیکھ کر اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا اسے بالکل اندازہ نہ تھا کہ عادل کے ساتھ کوئی لڑکی بھی ہو سکتی ہے حور بھی چادر سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی پولیس آفیسر کو سامنے پا کر اس کے چہرے پر سکون اتر آیا تھا۔

"آپ یہاں کیسے آئیں؟؟ کیا آپ کو بھی عادل کے ساتھ؟

"جی" وہ اثبات میں سر ہلا کر انہیں تفصیل بتانے لگی

"آپ انہیں لے جائیں انہیں ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے

"بات ختم کر کہ اس نے یاسر کی توجہ بے ہوش پڑے عادل کی طرف دلا دلائی

"ٹھیک ہے میں آپ کی بات پر یقین کر لیتا ہوں مگر آپ ڈرائیور کے ساتھ میرے گھر

جائیں گی اس کیس میں آپ کی ضرورت پڑ سکتی ہے" وہ گوگلو کی کیفیت میں بولا حور

کے سر پر جمی چادر اور چہرے سے چھلکتی شرافت وہ چاہ کر بھی اس پر شک نہ کر سکا

حور کے انکار کے باوجود اسے نواب ولا بھجوا دیا

عادل کو ہاسپٹل پہچانے تک وہ حور کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر چکا تھا

ملازمہ کے ہمراہ وہ لاؤنج میں آئی تو وہاں سب موجود تھے وہ جھجک گئی کنیز بیگم کی نظر

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس پر پڑی وہ فوراً سے بیشتر اٹھ کھڑی ہوئیں

"تم کون ہو؟؟" ان کے سوال پر وہ گڑبڑا گئی باقی سب بھی اس کی طرف متوجہ ہو چکے

تھے

"وہ—وہ مجھے—"

"ڈرائیور بتا رہا ہے کہ انہیں یاسر صاحب نے بھیجا ہے ان کے آنے تک یہ یہیں رہیں

گی" ملازمہ نے اس کی بات پوری کر دی

"ہاں ہاں یا سرنے بتایا ہے مجھے آؤ بیٹھو بیٹا" افضل صاحب کے کہنے پر وہ ادینہ سے کچھ فاصلے پر آکر بیٹھ گئی ادینہ نے سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا میلے کھیلے کپڑوں اور بڑی سی چادر میں خود کو چھپائے بے تحاشہ گوری رنگت اور گہری آنکھوں والی یہ لڑکی اسے خود سے کسی لحاظ سے بھی کم نہ لگی اس نے حقارت سے سر جھٹکا

کنیز بیگم اس سے اس کے گھر والوں کا پوچھ رہی تھیں ماں کے ذکر پر اس کی آنکھیں نم ہو گئیں

"نہ جانے کس حال میں ہوں گی اس کی گمشدگی پر کیا قیامت گزری ہو گی بابا نے نہ جانے کیا کیا کہا ہو گا" وہ اسی سوچ میں گم تھی جب افضل صاحب کی آواز اسے حال میں کھینچ لائی

"جاؤ بیٹا کمرے میں جا کر فریش ہو لو پھر بات ہو گی"

ان کے نرم انداز پر وہ شرمندہ سی ہو گئی کسی نے بھی اس سے عادل کا نہ پوچھا تھا شاید وہ پوری بات سے لاعلم تھے اور عادل اگر انہیں پتالگ جائے کہ میں نے اسے چور سمجھ کر اتنے بڑے اور سلجھے ہوئے گھر کا بیٹا چور کیسے ہو سکتا ہے چلو کوئی نہیں اس کی وجہ سے میں نے بھی تو سزا کاٹی ہے اس نے اپنے دل کو تسلی دی اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔



حیدر شام تک گھر پہنچ چکا تھا بی جان کو سلام کر کے وہ اپنے کمرے میں آیا اس کا کمرہ بے حد خوبصورت اور کشادہ تھا دیواروں پر لٹکیں مہنگی اور نفیس پیہر ٹینگز اس کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا دیوار گیر کھڑکیوں پر لٹکتے ریڈ اینڈ بلیو کمینشن کے پردے جہازی سائز بیڈ قیمتی ڈیکوریشن پیسز سے سجا کمرہ سادگی اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا یہی حال ڈریسنگ روم اور سٹڈی روم کا تھا

وہ ایک طائرانہ نظر کمرے پر ڈالتا صوفے پر بیٹھ گیا تھکن مٹانے کو اس نے ہاتھ بڑھا کر کیسٹ پلیئر آن کر دیا شفقت راحت علی کی خوبصورت آواز اسے دل میں اترتی محسوس ہو رہی تھی

وہ سر جھٹک کر واش روم میں گھس گیا فریش ہو کر جب باہر آیا تو کمرے میں موجود رقص کرتے ہادی کو دیکھ کر ٹھٹھکا اتنے دھیمے والے گانے پر بھی وہ اطمینان سے چھوٹے چھوٹے ڈانس سٹیپس کرنے میں مشغول تھا حیدر کی طرف اس کی پشت ہونے کی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہیں پایا تھا حیدر ہنستے ہوئے اپنے بال بنانے لگا پلٹتے ہوئے ہادی کی نظر اس پر پڑی

"جے بھیا" اس کو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر اس کی پشت سے لپٹ گیا

"ہو گیار قص؟؟؟" حیدر نے مسکرا کر پوچھا اور ہاتھ بڑھا کر پر فیوم کی شیشی اٹھالی

"ہاں جی" وہ بغیر جھجھکے بولا

"اچھا اب جلدی سے بتادو کیا چاہئے تمہیں" حیدر کے پوچھنے پر اس نے آنکھیں

سیکڑیں

"آپ کو کیسے پتہ لگا"

"اس بات کو چھوڑو اور اصل بات کی طرف آؤ" حیدر نے اس کے ہاتھ کندھے سے

ہٹائے اور پورا کا پورا اس کی طرف گھوما

"وہ بھیا۔ ایکچولی بھیا وہ۔" اسے اٹکتا دیکھ کر حیدر نے آگر بڑھ کر اسے گلے لگایا اور

تھپکی دی یہ اس کی محبت کا انداز تھا کچھ دیر بعد وہ الگ ہو کر بیٹھ گیا

"چلو اب بتاؤ ایسی کون سی بات ہے جس پر تمہیں ہچکچانا پڑ رہا ہے"

"وہ بھیا میرا برتھ ڈے آرہا ہے نا 18 کو" اس نے معصوم شکل بنا کر کہا

"ہاں تو۔" حیدر نے ابرو اچکائے

"میں اس بار گھر پر سلبریٹ کرنا چاہتا ہوں آپ کے ساتھ اور مجھے آپ کو کسی سے ملوانا بھی ہے" ہادی نے ایک ہی سانس میں بات پوری کر کے حیدر کو دیکھا وہ کچھ لمحے سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہے پھر نرمی مسکرا دیا

"بس اتنی سی بات"

"او بھیا یو آردا گریٹ.... ریٹلی" وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا

"آپ اس دنیا کہ سب سے اچھے بھائی ہیں" ہادی نے خوش ہوتے ہوئے اس کے گال

پر بوسہ دیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا بس زیادہ مکھن نہ لگاؤ میں یا سر کی طرف جا رہا ہوں شام میں ملاقات ہوتی ہے

او کے" وہ پیار سے اسکے بال بگارتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔



حور ملازمہ کے ہمراہ جب نیچے آئی تو سامنے ہی صوفے پر عادل بیٹھا دکھائی دیا سر پر بینڈج کی گئی تھی ساتھ والے صوفے پر افضل صاحب اور کنیز بیگم تھیں جبکہ ان کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھے شکیلہ بیگم اور وقار صاحب تھے وہ اعتماد سے چلتی ہوئی ان

تک پہنچی عادل کی نظر جو نہی حور پر پڑی وہ پھر کر کھڑا ہوا

"تم۔ تم کیا کر رہی ہو یہاں"

"عادل حوصلہ رکھو" افضل صاحب نے ٹوکا

"کیا حوصلہ رکھوں بابا اس لڑکی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے یہی اس سب کی ذمہ دار ہے

"حور کو عادل کا انداز غصہ دلا گیا تھا مگر سب کی موجودگی میں وہ خاموش ہی رہی

"چپ کر جاؤ عادل یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے بلکہ تمہاری وجہ سے ایک شریف

لڑکی کا دامن داغدار ہو چکا ہے" افضل صاحب کو بھی غصہ آیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے پورا یقین ہے یہ لڑکی بھی نور کی ہی کسی سازش کا حصہ ہے" عادل بغیر اثر لیے

بولا حور اس الزام پر تڑپ اٹھی مگر یاسر کے ساتھ حیدر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر

خاموش ہو گئی

"ایسا نہیں ہے عادل" یاسر نے اسے سمجھانا چاہا "میں سب معلوم کر چکا ہوں"

"ایسا ہی ہے یہ لڑکی بہت تیز ہے اسے اچھے سے جان گیا ہوں میں آپ لوگوں کی

آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہے مگر میں پاگل نہیں بن سکتا اور آپ نے اسے گھر

کیوں رکھا ہوا ہے نکالو یہاں سے چلو نکلو یہاں سے " وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا آگے بڑھ کر حور کا بازو پکڑا اور اسے باہر کی جانب دھکیلا اس سے پہلے کہ وہ نیچے گرتی حیدر نے آگے بڑھ کر حور کو تھام لیا یہ ایک غیر اختیاری عمل تھا یا سر کے ساتھ ساتھ عادل بھی چونک گیا حیدر کو وہ لڑکی اپنی اپنی سی لگی خود بخود دل کھنچا تھا وہ خود سے الجھتا اسکے جھکے سر کو دیکھنے لگا

"آپ میرے ساتھ آئیے میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں" بغیر کسی کو دیکھے وہ کہہ کر باہر نکل گیا

"رکومیں بھی چلتا ہوں" افضل صاحب کو اس طرح لڑکی کو اکیلے جوان لڑکے کے ساتھ بھیجنا مناسب نہیں لگا تھا تبھی خود نانا نے کو تیار ہوئے حور نے پلٹ کر عادل کو دیکھا وہ بھی اسی ہی کی طرف متوجہ تھا اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے دھمکا یا عادل مٹھیاں بھینچ کر اس کی طرف بڑھا اسے بڑھتا دیکھ کر وہ باہر کو بھاگ گئی



سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا حیدر نے سوائے ایڈریس پوچھنے کے اس سے کوئی بات نہ کی گلی تنگ ہونے کی وجہ سے انہوں نے گاڑی کچھ دور ہی روک کر پیدل گھر تک کا

فاصلہ طے کیا

حیدر نے آگے بڑھ کر بیل دی حور دل ہی دل میں ایاز صاحب (باپ) کے ری ایکشن سے خوفزدہ تھی دروازہ زویا نے کھولا حور کو دیکھتے ہی وہ بغیر کسی کا لحاظ کے شروع ہو گئی

"آگئی آوارہ گردی کر کے ساری رات کہاں تھی تم" اسکے الفاظ پر حور کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا

"کوئی گھر میں بڑا ہے تو ہماری ان سے ملاقات کروادیں پلیز" حیدر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے زویا کا انداز پسند نہیں آیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زویا نہیں چھوٹے سے کمرے میں بٹھا کر چلی گئی ایک میز اور چار کرسیوں پر مشتمل مختصر سامان سیم زدہ دیواریں جگہ جگہ سے اتر اہواپینٹ مکینوں کی خستہ حالی کا ثبوت تھا حور ماں کو دیکھ کر کھڑی ہوئی

"اماں"

"حور تو آگئی میری بچی" اماں بے چین اس کی طرف بڑھیں مگر حیدر کو دیکھتے ہی ان کے قدم ٹھٹکے

حیدر بھی اپنی جگہ سے یکدم اٹھا اس کے چہرے پر ناقابل فہم اثرات تھے سرخ آنکھیں
تنے ہوئے اعصاب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست ہونٹ کسی انہونی کا پتہ دے
رہے تھے

حمیرا (اماں) بے یقینی سے حیدر کو دیکھنے لگیں شناسائی کی ہلکی سی رمتق نے انہیں ہلا کر
رکھ دیا تھا وہ جو سوچ رہی تھیں اس پر یقین کرنا بے حد مشکل تھا
"جو جو" نام تڑپ کر ان کے ہونٹوں تک آیا

"مت لیں یہ نام" وہ پھنکارا "اس نام پر آپ کا کوئی حق نہیں"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے حمیرا کو اپنا آپ بھسم ہوتا محسوس ہوا

"جو جو میرے بچے میں ماں ہوں تمہاری" ممتا کے ہاتھوں مجبور وہ ایک قدم آگے

بڑھیں مگر اس کے ہاتھ اٹھا کر ٹوکنے پر وہیں رک گئیں

"بس خاموش۔ میں نہیں جانتا آپ یہ ممتا کا ڈرامہ آج کیوں کر رہی ہیں" اس نے

خصوصاً آج پر زور دیا "میں بس اتنا جانتا ہوں میرے بابا کی ایک امانت آپ کے پاس

ہے مجھے وہ لوٹا دیجئے" کتنی اجنبت تھی اسکی آنکھوں میں... حمیرا نے اپنے خالی ہاتھوں

کو دیکھا

"واقع میرا تم پر کیا حق" خود کو مضبوط کرتیں روانی سے بہتے آنسوؤں کو سختی سے پونجھ
کر مضبوط لہجے میں بولیں

"تمہاری امانت تمہارے سامنے موجود ہے.... لے جاؤ اسے

"حمیرا کا اشارہ حور کی طرف تھا

"اماں" حور نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا

"ہاں حور یہی سچ ہے تمہیں اپنے اصل کی تلاش تھی نا... یہ ہی ہے تمہارا خون

.... تمہارا بھائی۔ تمہارا اسگا بھائی

حور جھٹکے سے حیدر کی طرف پلٹی "بھائی"

مگر حیدر اسکی طرف متوجہ نہیں تھا کشمکش میں گھرا وہ بس یہ سوچ رہا تھا آیا بہن ملنے کی
خوشی منائے یا ماں کی صورت دیکھ کر غم

"واہ بھئی کیا بات ہے تیری ڈھٹائی کی آدھادان اور ایک رات گھر سے باہر گزار کر کتنے

دھڑلے سے میرے گھر آگئی" ایاز صاحب کی غراہٹ پر سب ان کی طرف مڑے

"جی تو چاہتا ہے بوٹیاں بوٹیاں کر دوں تیری" وہ سرخ چہرہ لیے حور کی طرف بڑھے

مگر حیدر کی مداخلت پر انہیں رکنا پڑا

"آگے مت بڑھنا" حیدر کے سختی سے کہنے پر وہ مزید مشتعل ہوئے "کیوں بے کیا لگتی

ہے تیری یہ جو تو اتنا مچل رہا تیرے ساتھ بھاگی تھی کیا یہ

"خاموش" وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ ایاز صاحب اچھل کر پیچھے ہوئے انکے گھٹیا الزام

پر اسکے دماغ کی رگیں تن گئیں تھیں

"بہن ہے یہ میری... لاوارث نہیں ہے سنا تو نے.. لاوارث نہیں ہے.. فیضان شاہ

کی بیٹی... حیدر شاہ کی بہن لاوارث کیسے ہو سکتی ہے" مٹھیاں بھینچ کر درشت لہجے میں

چبا چبا کر کہتا وہ ایاز ہی نہیں افضل صاحب کو بھی ساکت کر گیا تھا حور نے بے یقینی سے

اپنے سامنے کھڑے اس ڈھال بنے شخص کو دیکھا جو رشتے میں اس کا سگا بھائی تھا

حیدر نے حور کا ہاتھ پکڑا اور افضل صاحب کو چلنے کا کہہ کر باہر نکل گیا ایاز صاحب بھی

فوراً سے بیشتر کمرے سے نکل گئے

حمیرا کا سکتہ ٹوٹا تو نظر افضل صاحب پر پڑی وہ تو انہیں نہ پہچان سکے مگر حمیرا انہیں

پہچان چکی تھی اس نے دونوں ہاتھ ان کے آگے جوڑ دیئے افضل صاحب گڑ بڑا
گئے

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟"

"آپ مجھے بھول گئے ہیں مگر میں نہیں بھولی میری یادداشت میں ہر ہر چہرہ موجود ہے
افضل بھائی.. میں فیضان کے ساتھ ساتھ ستارہ اور سکندر کی بھی گنہگار ہوں.. آج میں
قسم کھا کر کہتی ہوں فیضان اس روز بے قصور تھا..... میری گناہوں اور پچھتاؤں کی
فہرست بہت لمبی ہے افضل بھائی... میں جانتی ہوں میں کسی کی معافی کے قابل نہیں
لیکن میری غلطیوں کی سزا میرے بچوں کو مت دینا... حور کے سر پر دست شفقت رکھ
دیجئے یہ سوچ کر کہ وہ فیضان کی بیٹی ہے اس فیضان کی جو نواب ولا سے دھتکارا گیا تھا
اسی فیضان کی..... جس کے چہرے کی رونق نواب ولانے چھین لی تھی اگر آپ کو ذرا
بھی فیضان کی سچائی کا یقین ہے تو حور کو نواب ولا کی عزت بنا کر فیضان پر لگا دھبہ دھو
دیں حیدر ابھی بہت سی باتوں سے لاعلم ہے اسے یہ تلخ حقیقت بتا کر مزید اذیتوں کے
سمندر میں مت دھکیلیے گا میں آؤں گی افضل بھائی جس دن مجھ میں اپنے اولاد کے
سامنے کھڑے ہونے کی ہمت آئی اس دن..... جس دن مجھ میں اپنے گناہوں کا

اعتراف کرنے کا حوصلہ ہو گا اس دن میں ضرور آوں گی " بلک بلک کر روتیں وہ افضل صاحب کو منجمد چھوڑ کر باہر نکل گئیں انہیں زمین و آسمان چکراتے محسوس ہو رہے تھے



وہ مضطرب سے اپنے کمرے میں ٹہل رہے تھے جب سے حمیرا سے مل کر آئے تھے ان کا ذہن الجھا ہوا تھا اگر فیضان بے قصور تھا تو پھر نوا تم یہیں ان کا ذہن اٹک جاتا اس دن حیدر کو دیکھ کر انہیں جو وہم ہوا تھا وہ یقین میں بدل گیا تھا حیدر ہو بہو اپنے باپ کی کاپی تھا دروازے پر ہونے والی دستک نے انہیں سوچوں کے بھنور سے نکالا

"جی آپ نے بلایا تھا ستارہ حسب معمول سر جھکائے کھڑی تھی

"بیٹھو" ان کے حکم پر ستارہ نے تعجب سے سر اٹھایا

"جی"

"ہاں بیٹھو" وہ جھجھکتے ہوئے بیٹھ گئی افضل صاحب نے اس کا جائزہ لیا سفید چادر پرانے ہلکے رنگ کے پرنٹڈ سوٹ میں زرد چہرہ آنکھوں گرد گہرے ہلکے انہیں بے اختیار وہ

پرانی ستارہ یاد آگئی بے حد شوخ و چنچل خوبصورت و ماڈرن گھر بھر کی رونق

اس ستارہ اور آج کی ستارہ میں زمین آسمان کا فرق تھا

"نوائم کیسی ہے؟؟" سوال ایسا تھا کہ ستارہ کی

آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں مگر جب بولیں تو لہجہ ہر احساس سے عاری تھا

"ٹھیک ہے"

"ہمممم..... آج حمیرا ملی تھی مجھے" اپنی طرف سے انہوں نے گویا دھماکہ کیا مگر ستارہ

کے نارمل چہرے کو دیکھ کر وہ حیران ہوئے

"اچھا" بڑے پرسکون انداز میں جواب دیا گیا

"ستارہ میں سچ جانا چاہتا ہوں آخر سچ کیا ہے؟؟ سچ وہ ہے جو مجھے آج معلوم ہوا یا سچ وہ

ہے جو آج سے برسوں پہلے اس حویلی کے در و دیوار نے سنا تھا" ان کے سوال پر کمرے

میں خاموشی چھا گئی افضل صاحب کی نظریں ستارہ پر جمی تھیں جبکہ ستارہ کی اپنے ہاتھوں

پر قدرے توقف کے بعد انہوں نے سراٹھایا

"معاف کیجئے گا مگر ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں اب" کہہ کر وہ کھڑی ہو گئیں

"کون تصور وار تھا کون بے تصور یہ فیصلہ اب نہیں ہو سکتا جس نے جو سزا کاٹنی تھی
کاٹ لی ان اذیت کے لمحوں کا حساب ممکن نہیں کجا کہ تلافی " بہت مشکل بات بہت
آسانی سے کہی گئی تھی جاتے جاتے وہ پلٹیں

"اگر مجھ پر احسان ہی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے ایک بار فیضان سے ملو ادیں میں ایک امانت
اس تک پہنچانا چاہتی ہوں " لہجہ ملتتی تھا نہیں ساکت چھوڑ کر وہ باہر نکل گئیں اور وہ اس
کشمکش میں گھرے یہ سوچتے رہ گئے آیا نہیں حیدر سے بات کرنی چاہئے یا حمیرا کا انتظار

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
وہ حور کو گھر لے آیا تھا گھر میں انکا پہلا سا منا ہادی اور بی اماں سے ہی ہوا حور ہادی کو وہاں
دیکھ کر حیران رہ گئی

"ارے بھیا یہ کون ہیں " ہادی نے تعجب سے حور کو دیکھا بلکہ گھورا اسے حور کی شکل کچھ
دیکھی دیکھی سی لگی تھی

"یہ ہماری بہن ہے "

"وہاٹ.... بہن " ہادی اچھلا بی اماں بھی حیران سی تھیں

"حور یہ ہادی ہے ہمارا چھوٹا بھائی اور یہ ہیں میری پیاری سی بی اماں "

حور کو سب سے تعارف کرواتا وہ بی اماں کے قدموں میں آ بیٹھا

"بی اماں یہ حور ہے میں نے آپ کو

"کچھ مت کہو مجھے پتہ ہے یہ وہی گڑیا ہے نہ جو میلے میں گم گئی تھی " وہ مسکرا کر بولیں

"جی بی جان " انکی محبت کا وہ مزید معترف ہو گیا تھا انہوں نے اٹھ کر حور کو گلے سے لگا

لیا

"اچھا مجھے بھی یاد آ گیا ہے یہ وہی ہیں نا جو آپ سے کھلتے کھلتے کھو گئی تھی.... ہاں....

ہاں.... میں سمجھ گیا " ہادی نے ذہن پر ہاتھ رکھ کر بچپن میں اسکی سنائی گئی کہانی دہرائی

"ہاں وہی ہے " حیدر کے ساتھ ساتھ حور بھی ہنس دی

"لیکن میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے مگر کہاں؟؟ " وہ اسکی شکل غور سے دیکھ کر یاد

کرنے لگا

"جامعہ میں " حور کے جواب پر وہ چونکا

"آہاں ہاں آپ اس چڑیل کے ساتھ " اسکی زبان پھسلی لیکن حیدر کی گھوری پر اسنے

لب دانتوں تلے دبا لیے

"یہ کیا معاملہ ہے" اسکے رعب سے پوچھنے پر وہ سر کھجانے لگا

"ارے کچھ نہیں بھیا آئیں آپی آپ یہاں بیٹھیں مجھ سے تو آپ کا تعارف ہو ہی گیا ہے

میں ہوں آپکا جینٹیس اور ہینڈ سم بھائی "

اسنے ہاتھ پکڑ کر حور کو ساتھ بٹھالیا تھوڑی ہی دیر میں وہ سب سے گھل مل گئی تھی مگر

جس وجود کو اسکی نگاہیں بار بار ڈھونڈ رہی تھیں وہ کہیں نظر نہ آیا۔

آج وہ بے حد خوش تھی ہادی... بی جان اور نمل سے ڈھیر ساری باتوں کے بعد وہ

کمرے میں آگئی گھر کی طرح کمرہ بھی بے حد خوبصورت تھا بیڈ پر بیٹھ کر وہ آج کے

واقعے کے بارے میں سوچنے لگی ماں کی یاد آتے ہی اس کا دل غم سے بھر گیا یکدم اسے

ایک خیال سوچھا

"کیوں نا بھیا کو کہہ کر اماں کو یہاں بلوالوں" لیکن پھر فوراً ہی سوچوں کا رخ حیدر کی

طرف ہو گیا ہادی اور بی جان کے مقابلے میں حیدر کا رویہ بیگانہ سا تھا راستے میں بھی وہ

اس سے ہادی اور بی جان کے بارے میں ہی بتاتا آیا تھا کیا اسے خوشی نہیں ہوئی تھی؟؟

اس کے بابا کہاں تھے؟؟ اور یہ بی جان کون تھیں؟؟ ان سارے سوالوں کے جواب
حیدر کے پاس ہی تھے وہ ہمت کرتے ہوئے حیدر کے کمرے کی طرف چل دی
حیدر بستر پر لیٹا سوچوں میں گم تھا

"بابا دیکھیں آج میں نے آپ کی گڑیا ڈھونڈ لی ہے لیکن مجھے اب بھی سکون نہیں مل رہا
مجھے سکون تب تک نہیں ملے گا جب تک میں آپ کا بدلہ نہ لے لوں میرا وعدہ ہے بابا
میں آپ کا بدلہ ضرور لوں گا" وہ دل ہی دل میں اپنے باپ سے مخاطب تھا جب
دروازے پر ہونے والی دستک نے اس کا دھیان بٹایا
"یس" حور نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں آ جاؤں بھائی"

"آ جاؤ گڑیا" وہ مسکرا کر بیڈ سے اترتا

"اچھا نہیں لگا کیا؟؟" حور کو کمرے کا جائزہ لیتے دیکھ کر حیدر نے پوچھا

"بہت اچھا ہے" حور کی آنکھوں میں ستائش تھی

"آؤ بیٹھو" حیدر نے صوفے کی طرف اشارہ کر کے اسے بیٹھنے کا کہا

"مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا" اس نے جھکتے ہوئے بات کا آغاز کیا

"ہاں پوچھو"

"وہ-بابا-آئی مین میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی تو میں نے پوچھنا۔" حیدر لب
بھیج کر کھڑا ہو گیا حور نے اس کے سرد تاثرات سے خائف ہو کر بات ادھوری چھوڑ
دی

"وہ-اس دنیا میں نہیں ہیں" قدرے توقف کے بعد بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں
جواب موصول ہوا حیدر رخ موڑے کھڑا تھا تبھی وہ اس کے تاثرات تو نہ دیکھ پائی مگر
اس کا اپنا دل ڈوب کر ابھرا تھا

"میں جانتا ہوں تمہارے دماغ میں اس وقت بہت سے سوالات گردش کر رہے ہیں
لیکن مجھ سے ابھی کچھ مت پوچھنا۔ میں تمہیں وضاحت دینے کی پوزیشن میں نہیں
ہوں.... میرے ماضی میں ابھی بہت سے خلا ہیں مجھے وہ پر کرنے دو" وہ ہاتھ کمر پر
باندھے نظریں پینٹنگ پر جمائے ہوئے تھا مگر ذہن کہیں دور خلاوں میں گردش کر رہا
تھا

"بی جان سے کہنے کو میرا کوئی رشتہ نہیں ہے مگر میرا ہر رشتہ ان سے ہی جڑا ہے....
تمہیں تمہارے ہر سوال کا جواب میں دوں گا کسی اور سے کسی بات کا ذکر مت کرنا
خاص طور پر ہادی سے وہ ابھی نا سمجھ اور لاپرواہ ہے اور میں نہیں چاہتا کوئی واقعہ اس کے
ذہن پر برا اثر ڈالے" مضبوط لہجے میں کہتا وہ اس کے ذہن میں مچلتے سوالوں کو زبان پر
آنے سے پہلے ہی خاموش کروا گیا تھا

"میں برسوں تمہاری تلاش میں سرگرداں رہا ہوں گریز زندگی میں کئی بار ایسا مقام آیا
جہاں کسی رشتے کی ٹھنڈک محسوس کرنے کو جی چاہا کسی کے کندھے پر سر رکھ کر رونے
کو جی چاہا کسی سے دکھ بانٹنے کو جی چاہا.... بہت تنہا رہا ہوں میں...."

یہ مت سمجھنا مجھے تمہارے آنے کی خوشی نہیں یا مجھے تم سے پیار نہیں

.... حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ان اپنوں میں میرا کوئی اپنا نہیں... واحد تم ہی
سے میرا خون کا رشتہ ہے.... بس زندگی نے اتنی اذیتیں دی ہیں کہ محبت کے معاملے
میں کٹھور ہو گیا ہوں اب تو مسکرا نا بھی اجنبی سا لگتا ہے "بات کرتے کرتے اس کا لہجہ
بھیک گیا حور تڑپ کر اٹھی اور اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تسلی
کے الفاظ ڈھونڈتا حیدر خود بھی ضبط کھو بیٹھا کندھا میسر آیا تو اشک خود بخود بہنے لگے



"اس لڑکی کا کیا بنا بھائی صاحب؟؟" ناشتے کی میز پر شکیلہ چچی نے افضل صاحب سے پوچھا وہ رات سے ہی معاملہ جاننے کو بے چین تھیں

"حیدر اسے گھر لے گیا ہے بہن بنا کر" افضل صاحب نے اصل بات گول مول کرنا مناسب سمجھا

"واٹ-حیدر پاگل ہو گیا ہے کیا؟ اس آفت کی پڑیا کو اپنے گھر لے گیا" عادل جو افضل صاحب کے حکم پر زخموں کی پرواہ کیے بغیر ٹیبل تک آیا تھا ان کی بات سن کر اچھل پڑا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ظرف ظرف کی بات ہے" افضل صاحب نے طنزیہ نظروں سے اسے گھورا

"مجھے آپ لوگوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے وقت کم ہے اس لیے مجھے یہی وقت مناسب لگا" انہوں نے خصوصاً عادل اور یاسر کو دیکھا تھا

"جی بھائی کیجیئے" وقار صاحب نے احتراماً کہا

"اسی ماہ ندرت اپنے بیٹے کے ساتھ پاکستان آرہی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسکے قیام کے دوران یاسر اور عادل کی شادی کر دی جائے" سب کے ساتھ ساتھ ادینہ اور

شہرینہ بھی چونک کر متوجہ ہوئیں

"یہ تو اچھی بات ہے بھائی صاحب ویسے بھی لڑکیاں گھر کی ہوں تو زیادہ مسئلہ نہیں ہوتا

"شکیلہ بیگم کو تو دلی خواہش پوری ہوتی محسوس ہوئی

"یاسر کی تو ٹھیک ہے بابا لیکن میں شادی نہیں کرنا چاہتا" عادل نے دو ٹوک انکار کیا

افضل صاحب کرسی دھکیل کر کھڑے ہو گے

"میں نے تم سے مرضی نہیں پوچھی فیصلہ سنایا ہے کنیز آپ تیار رہیے گا ہم بہت جلد

حیدر کی طرف جائیں گے حور کا ہاتھ مانگنے" ان کے فیصلے پر شکیلہ چچی اور ادینہ کو سانپ

سو ننگھ گیا جبکہ عادل کو ساری چھت سر پر گرتی محسوس ہوئی

"میں کسی بھی دوسری لڑکی سے شادی کر لوں گا مگر اس فساد کی جڑ سے ہر گز نہیں" وہ

بھنا کر کہتا ٹیبل سے اٹھ گیا کنیز بیگم نے بے بسی سے اسکی پشت دیکھی



"جی بابا آپ نے بلایا" یاسر دستک دے کر اندر داخل ہوا

"ہاں ہاں بیٹھو بیٹا تم سے بات کرنی تھی" کمرے میں افضل صاحب کے علاوہ کوئی نہ تھا

وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا

"کیا کر رہے تھے؟"

"کچھ نہیں بس آفس ورک کر رہا تھا"

"نور کا کچھ پتہ چلا"

"اسکے سارے ٹھکانوں پر پتہ کروا چکے ہیں حیدر بہت انٹرسٹ لے رہا ہے اس کیس

میں آخری اطلاع جو ملی ہے وہ یہی ہے کہ نور اسی رات انگلینڈ چلی گئی تھی" اسنے

تفصیل سے انہیں آگاہ کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہوں" افضل صاحب نے ہنکارا بھرا "اپنے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے؟"

"جی؟؟؟ میں سمجھا نہیں"

"میں شادی کی بات کر رہا ہوں"

"شادی؟؟؟" وہ حیران ہوا

"ہاں شادی"

"میں نے کیا سوچنا ہے جو آپ لوگوں کو مناسب لگے" اس کے تابعداری سے کہنے پر
افضل صاحب کے چہرے ہر خوشی چھا گئی

"بیٹا میں تمہارا باپ نہ سہی لیکن میں نے کبھی تمہیں اپنی اولاد سے کم نہیں سمجھا اس
لیے میں نہیں چاہتا کہ زندگی کے اتنے بڑے فیصلے میں کسی قسم کی کوئی نا انصافی ہو"

"جی میں جانتا ہوں آپ میرے لیے بابا جیسے ہی ہیں بلکہ بابا ہی ہیں" وہ پیار سے ان کے
تھام کر بولا اس کے والدین کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا لیکن افضل صاحب اور کنیز
بیگم کی محبت نے کبھی اسے ماں باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی خود وہ بھی اچھی
عادت کا مالک تھا

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں عادل کے ساتھ ہی تمہاری بھی شادی ہو جائے خاندان
میں بھی ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی موجود ہے بلکہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں موجود
ہیں تم دیکھ لو جو پسند ہو بتا دینا" افضل صاحب نے فیصلے کا اختیار اسکے ہاتھ میں دیا
"وہ تو ٹھیک ہے مگر عادل تو اس شادی کے لیے ہر گز راضی نہیں ہے" اسکے لہجے میں
بھائیوں جیسی فکر مندی تھی۔

"اسے راضی ہونا پڑے گا ہر بات میں اس کی مرضی نہیں چل سکتی اس کی ضدی اور اکھڑ فطرت کو حور جیسی مضبوط اعصاب کی مالک لڑکی ہی کنٹرول کر سکتی ہے اور سب سے بڑی بات وہ حیدر کی بہن ہے" آخری بات بے دھیانی میں ان کی زبان سے پھسلی

یا سر چونک گیا

"بہن؟"

"آہاں.... میرا مطلب حیدر اسے بہن بنا کر لے گیا ہے اور وہ عادل کا دوست بھی ہے

اس کی عادتوں سے واقف ہے اور سب سے بڑی بات اس کی پہلی شادی کے بارے میں بھی آگاہ ہے" انہوں نے بات سنبھالی

"جی یہ تو ہے" یا سر نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلادیا



افضل صاحب نے حیدر سے حور اور عادل کے رشتے کی بات کی تھی اس نے کچھ وقت

مانگا تھا وہ اتنی جلدی ہامی بھر کر حور کو بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا وہ حیدر سے فیضان کا

پوچھنا چاہتے تھے مگر زبان نے ساتھ نہ دیا۔

نواب ولایت ندرت کے آنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں وہ 14 سال بعد پاکستان آرہی تھی ہاشم سے شادی کے 6 سال بعد ہی وہ امریکہ سیٹل ہو گئی تھی ہاشم کے دل میں ستارہ کے لیے اب بھی محبت موجود تھی جو ندرت کو راکھ کرنے کے لیے کافی تھی اس جلن کی آگ میں جلتی وہ ستارہ کے مزید خلاف ہو گئی تھی ان کا ایک ہی بیٹا تھا فابیان ہاشم بظاہر ہر کام میں خوشی خوشی حصہ لیتی شکیلہ بیگم اندر سے جل بھن رہی تھی ادینہ بھی عادل کو اس لڑکی کا ہوتے دیکھ کر حسد و جلن کا شکار تھی جو کہ اس سے کسی بھی لحاظ سے بہتر نہ تھی احساس توہین اس پر اس قدر حاوی تھا کہ وہ یہ تک بھول گئی اس نے اپنی ماں کے سامنے بڑے دھڑلے سے حیدر کے لیے اپنی پسند کا اظہار کیا تھا



وہ ہال میں ڈیسک پر سر رکھے سوچنے میں اتنی مگن تھی کہ اپنے پیچھے موجود نفوس کی موجودگی بھی محسوس نہ کر پائی چونکی تو تب جب حور نے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا حور کو دیکھتے ہی وہ سرعت سے اٹھ کر اس کے گلے لگ گئی

"حور تم آگئی کہاں تھی یار میں نے اتنا مس کیا تمہیں" اس کی آنکھوں سے باقاعدہ آنسو بہنے لگے حور سٹیٹا گئی

"ارے کیا ہوارو کیوں رہی ہو؟؟ کیا بات ہے؟" حور نے ایک ہاتھ سے اسے علیحدہ کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو پونجھنے لگی

"تم تھی کہاں اتنے دن اور۔" بولتے بولتے اس کی نظر حور کے ساتھ کھڑے ہادی پر پڑی وہ بات چھوڑ کر اس کی طرف پلٹی

"کیا کر رہے ہو تم یہاں؟؟ بد تمیز انسان

"او میڈم میں اپنی آپنی کے ساتھ آیا ہوں۔"

"آپی؟؟؟" مہک نے حیرت سے باری باری دونوں کو دیکھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں بتاتی ہوں تمہیں سب آؤ تم" حور اس کا بازو پکڑ کر سائیڈ پر لے جاتے ہوئے

بولی

"میرے سامنے بتائیں نہ انہیں" ہادی نے ان کا راستہ روکا

"اف ہٹو نہ سامنے سے" حور جھنجھلائی

"میرا وعدہ یاد ہے نہ" اس نے دھمکی کے انداز میں انگلی دکھائی

"ہاں ہاں یاد ہے اب جاؤ بھی"

"او کے "وہ منہ کے زاوئے بگاڑتا سائیڈ پر ہو گیا



"وقار مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے" افضل صاحب نے وقار کو دیکھتے

ہوئے کہا وہ آج گھر پر ہی تھے

"جی بھائی کہیے" وقار صاحب اخبار سائیڈ پر کرتے ہوئے مکمل ان کی طرف متوجہ ہو

گئے

"میں چاہتا ہوں کہ اب ستارہ کی سزا ختم کر دی جائے بہت سہہ لی اس نے۔ اب معاف

کردو اسے" ان کی درخواست پر وقار کے ماتھے پر تیوریاں پڑ گئیں

"آپ نے سوچ بھی کیسے لیا یہ۔ میرے جیتے جی ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا" انہوں نے

سختی سے منع کر دیا

"کیسے بھائی ہو تم ترس نہیں آتا اس پر۔ اس معصوم بچی پر جو بغیر کسی گناہ کے سزا بھگت

رہی ہے" افضل صاحب کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا وقار جھٹکے سے اٹھ کر

کھڑے ہوئے

"معصوم؟؟؟ جانے کس کا گناہ ہے وہ میرا بس چلتا تو میں اسی دن اس کا قتل کر دیتا جس دن اس کا ناپاک وجود نواب ولہ میں اپنی منحوسیت پھیلانے آیا تھا" غصے سے ان کی آواز بلند ہو گئی

"آواز نیچی رکھو و قارمت بھولو کس کے سامنے بات کر رہے ہو تم" افضل صاحب کے کے ناگواری سے ٹوکنے پر وہ کچھ شرمندہ ہوئے مگر اگلے ہی پل تیزی سے بولے

"معاف کیجئے گا بھائی صاحب لیکن جب آپ میری ذاتیات میں دخل اندازی کریں گے تو مجھ سے خود ہر کنٹرول مشکل ہو جائے گا"

"مت بھولو اس گھر کے فیصلے کا اختیار میرے پاس ہے اور کیا کہا تم نے ذاتیات سے یہ تمہارا ذاتی معاملہ نہیں ہے تم صرف نام کے بھائی ہو مگر میری بہن ہے وہ میرے بابا کی بیٹی ہے وہ پرورش کی ہے اس کی ہم نے جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہوں میں اس کے بارے میں" وہ بھی غصے میں مخاطب ہوئے

"اچھا اتنے برسوں بعد آج آپ کو فیصلے کا کیوں آیا" وقار طنزیہ ہنسنے

"تم بھول رہے ہو میں نے برسوں پہلے بھی یہی کہا تھا پچھتاؤ گے تم اب بھی وقت ہے

سنجھل جاؤ بہت پچھتاؤ گے " انہوں نے انگلی اٹھا کر تشبیہ کی

" میں کبھی نہیں پچھتاؤں گا بھائی صاحب۔ میں تب بھی نہ پچھتاؤں گا اگر میرے ہاتھوں

اک بے غیرت بہن کا خون ہو جاتا کاش اس روز تا یا جان بیچ میں نہ آتے تو "

" تو؟؟؟؟ تمہارے منہ میں شکلیہ کی زبان بول رہی ہے اپنی عقل تو ہے ہی نہیں

تمہارے پاس۔ ساری عمر جن کے اشاروں پر چلتے رہے ہو ایک دن منہ کی کھاؤ گے تم

لکھ کر رکھ لو میری بات وقار درانی صاحب " تلخی سے کہتے وہ وہاں رکے نہیں تھے جبکہ

دروازے کے ساتھ لگی ستارہ کو زمین و آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے

اپنے بھائی کے منہ سے ایسے الفاظ انہیں جیتے جی مارنے کو کافی تھے وہ ایسی باتوں کی عادی

تھی مگر بے حسی کی چادر اوڑھنے کے باوجود کبھی کبھی یہ الفاظ چابک کی طرح لگتے تھے

روتے روتے وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگیں دروازے کے ساتھ لگی وہ پھوٹ پھوٹ

کر رونے لگیں

" میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی سکندر کبھی نہیں " کھڑکی میں کھڑکی باہر کا

نظارہ کرتی نوائم نے چونک کر اپنے ماں کے الفاظ سنے

"کیا ہوا؟؟؟" اس کے پوچھنے پر ستارہ کے رونے میں شدت آگئی وہ بے اختیار آگے

بڑھیں اور دو تین تھپڑ اس کی کمر پر مارے

"کیوں آئی تو اتنا کالا نصیب لے کر" وہ اسے اندھا دھند مارنے لگیں نوائم نے پریشانی

سے اپنی ماں کا یہ روپ دیکھا

"مجھ سے بھی زیادہ بد نصیب ہے تو سنا تو نے مجھ سے بھی زیادہ" مارتے مارتے جب

تھک گئیں تو وہیں اس کے پاس زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں نوائم نے ڈری

ڈری نظروں سے ماں کو دیکھا ستارہ کا دل تڑپ گیا کچھ دیر قبل کی حرکت پر پشیمان

ہوتے اسے سینے سے لگا لیا کمرہ کتنی ہی دیر ماں بیٹی کی سسکیوں سے گونجتا رہا



"آپ نے اس سے بات کی؟؟؟" ہادی نے کارڈ رائیو کرتے ہوئے حور سے پوچھا

"آج نہیں کی" حور نے اپنا حجاب درست کرتے ہوئے بتایا

"کیوں" ہادی کی آواز چیخ سے مشابہہ تھی

"آرام سے۔۔ کر لوں گی ویسے بھی فنکشن میں تو ابھی اتنے دن ہیں نا" حور نے اسے

تسلی دی مگر وہ اپنی بات پراڑا تھا

"مجھے نہیں پتا آپ کو ہر صورت اسے منا کر گھر لانا ہے مجھے بھیا سے ملوانا ہے اسے"

"تم سیریس ہو اس کے بارے میں یا۔" حور نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا جیسے سچ

جاننا چاہ رہی ہو

"آف کورس۔ سیریس ہوں تو ہی بھیا سے ملوارہا ہوں نا" اس نے حور کی کم عقلی پر

افسوس کیا

"اچھا دیکھیں گے لیکن یاد رکھنا دوست ہے میری اور بڑا نازک دل ہے اس کا" حور نے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوبرا کی دہرائی بات کہی

"افففف جانتا ہوں جانتا ہوں مگر آپ کو میرا یہ چھوٹا سا کام کرنا ہے نہ کیا نہ تو۔ میں

آپ کی شکایت آپ کے ہونے والے شوہر سے کر دوں گا"

"شوہر؟؟؟" حور نے حیرت سے اسکی شکل دیکھی

"ہاں نا۔ رات کو بھیا نے بی جان سے بات کی میں بھی پاس ہی بیٹھا تھا انہیں لگا میں سو

رہا ہوں میں تو آنکھیں بند کر کے ان کی باتیں سن رہا تھا ہا ہا ہا" اس نے خود ہی اپنی بات کا

مزه لیا

"کیا کہہ رہے تھے بھائی؟؟"

"وہ ان کے دوست ہیں نا عادل ہاں وہی

"واٹ" حور تو اچھل ہی پڑی صدمے سے اس کی زبان گنگ ہو گئی

"ہاں ہاں میں نے دیکھا ہے انہیں بہت ہی ہینڈ سم ہیں پر مجھ سے زیادہ نہیں بس مجھے تو

ان کا ہیر سٹائل ہی پسند ہے کیا سٹائل ہے واہ" وہ کچھ اور بھی بتا رہا تھا مگر حور کا دماغ تو

اس کی پچھلی بات پر ہی اٹک گیا تھا "کیا ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ستارہ نے کچن کے دروازے سے سامنے بیٹھی ندرت کو دیکھا جو شکلیہ بیگم سے باتوں

میں مشغول تھی..... ایک بار بھی انہیں اپنی بہن سے ملنے کا خیال نہ آیا تھا وہ آج صبح

ہی فیصل اور ایک جوان لڑکی کے ساتھ نواب والا پہنچیں تھیں..... وہ لڑکی کون تھی یہ

انہیں معلوم نہیں تھا نہ ہی جاننے کی خواہش....

انہوں نے دور سے ہی نجانے کتنی بار چھپ کر ندرت کو دیکھا تھا مگر سامنے جانے کی

ہمت نہ کر سکیں لیکن آخر کب تک شکلیہ کی آواز پر انہیں باہر جانا ہی پڑا

"کہاں تھی تم.... پتہ بھی ہے مہمان آئے ہیں اچھے سے کھانے کا انتظام کرو" شکیلہ نے ناک بھوں چڑھا کر کہا

"کھانا تیار ہے" وہ بغیر سراٹھائے بولیں جانتی تھیں سب کی نظریں ان پر ہی ہوں گی کچھ شر مندہ اور کچھ طنزیہ

"تو لگاؤ جا کر ایک تو بہت ہی سست ہو" شکیلہ کے انداز پر افضل صاحب نے بہت ضبط سے انہیں دیکھا تھا جبکہ ندرت تمسخرانہ ہنسیں

"ارے اتنی بھی جلدی کیا ہے اسے بیٹی سے تو ملنے دو" بات ایسی تھی کہ ستارہ کو پلٹنا پڑا یکدم ہی نظر ندرت کے چہرے پر پڑی امریکہ کی آب و ہوا ان ہر اچھا اثر ڈالا تھا ان کا سانولارنگ سرخی و سفیدی میں بدل چکا تھا ماتھے سے کچھ بال سفید تھے ساتھ ہی فیصل بیٹھا تھا لمبا چوڑا قد چمکتی آنکھیں سانولی مائل رنگت اور اس کے سامنے ہی ایک لڑکی موجود تھی سر پر حجاب اوڑھے آنکھوں میں حیرت لیے وہ ستارہ کو ہی دیکھ رہی تھی

"ہونہہ بیٹی۔ جب شوہر نے ہی قبول نہیں کیا تو کیسی بیٹی کہاں کی بیٹی" شکیلہ بیگم نے جلے کٹے انداز میں کہہ کر سر جھٹکا

"شکیلہ خاموش رہو تم" افضل صاحب یکدم ہی صوفے سے اٹھے "جاؤ ستارہ تم کمرے میں جاؤ" بڑے عرصے بعد یہ نام ان کے ہونٹوں تک آیا تھا جسے جسی اور نے محسوس کیا یا نہیں مگر ستارہ بہت شدت سے کیا تھا



وہ اسائنمنٹ بنا رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی
 "آجائیں" اس نے بغیر سر اٹھائے کہانی اماں اندر داخل ہوئیں
 "بہت مصروف رہتی ہو کبھی ہمارے پاس بھی بیٹھ جایا کرو" بی اماں نے مسکرا کر اس
 کے سر پر ہاتھ رکھا

"ایسی بات نہیں ہے کافی دنوں بعد جامعہ گئی تھی ناتواسی لیے.. آئیں بیٹھیں" وہ اس
 کے برابر بیڈ پر بیٹھ گئیں

"میں بہت ضروری بات کرنے آئی ہوں"

"جی کہیے"

"حیدر کا دوست ہے عادل اس کا رشتہ آیا ہے تمہارے لیے حیدر نے ہی بھیجا ہے مجھے

کہہ رہا تھا حور سے پوچھ لیں اسے کوئی اور پسند ہے تو بغیر جھجھکے بتادے "

"جی" حور نے ہونق پن سے ان کا چہرہ دیکھا

"میں نے تو اتنا سمجھایا کہ اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی تو ملی ہے کیا سوچے گی مگر مان ہی

نہیں رہا ویسے تو ضد کرتا نہیں مگر جب کرے تو کسی کی سنتا نہیں "

"نہیں بی جان مجھی کوئی بھی پسند نہیں ہے بھائی کا ہر فیصلہ مجھے دل و جان سے قبول ہے

"اس نے سر جھکا کر رضامندی دی

"جیتی رہو خوش رہو" وہ اسے دعائیں دیتیں آٹھ گئیں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



حیدر ارد گرد سے بے گانہ فائل میں سردیے لکھنے میں مصروف تھا جب موبائل کی بیل

نے اس کی توجہ کھینچی اس نے نمبر دیکھا تو نایاب کا تھا کچھ سوچتے ہوئے کال ریسیو کر لی

"ہیلو حیدر" بول رہا ہوں "تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے"

"نہیں ایسی بات نہیں بس تھوڑا مصروف ہوتا ہوں

"تو کیا میرے لیے تم تھوڑا وقت نہیں نکال سکتے

"نکال تو سکتا ہوں مگر مجھے یوں فون پر چھپ چھپ کر بات کرنا پسند نہیں"

"تو پھر؟؟؟"

"کیا ہم مل سکتے ہیں؟؟؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں کہاں ملنا ہے؟؟؟"

"تمہارے گھر"

"واٹ-آئی مین"

"گھر پر ملنا پسند نہیں کیا"

"نہیں ایسی بات نہیں"

"تو پھر ٹھیک ہے تم مجھے اپنا ایڈریس سینڈ کر دو بہت جلد ملاقات ہوگی اوکے" جواب

سنے بغیر ہی حیدر نے کال کاٹ دی اس وقت اس کے ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ

تھی کچھ سوچ کر اس نے افضل صاحب کا نمبر ملایا



"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟؟" یاسر رات کے دو بجے انامتہ کو لاونج میں بیٹھا دیکھ کر

چونکا

"کچھ نہیں مجھے نیند نہیں آرہی تھی تو یہاں چلی آئی مگر یہاں تو کوئی نہیں ہے "

انگریزی لب ولہجہ میں اٹک اٹک کر اردو بولتی وہ اسے مسکراتے پر مجبور کر گئی

"محترمہ سب سو رہے ہیں آپ بھی سو جائیں "

"لیکن آپ تو جاگ رہے ہیں" اس نے الٹا یاسر سے سوال کر ڈالا

"ہمارا تو کام ہی ایسا ہے اکثر راتیں جاگ کر گزارنی پڑتی ہیں—آپ اب آرام کریں

رات کافی ہو گئی ہے" یاسر کہہ کر جانے لگا

"سنیں" انامتہ کے کہنے ہر وہ پلٹا

"جی سنائیں"

"وہ—مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے"

"پوچھیں"

"وہ ستارہ—ستارہ مئی کا کمرہ کہاں ہے؟؟" سوال پر یاسر کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا

"ستارہ ممی"

"ہاں وہ بابا نے کہا تھا کہ میں جب ندرت پھوپھو کے ساتھ پاکستان جاؤں تو ستارہ ممی سے ملوں" انگلیاں چٹخا کر کہتی وہ یاسر کو مبہوت کر گئی اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی

"کیا۔ کیا نام ہے آپ کے بابا کا"

"سکندر" یہ دوسرا شاک تھا جو یاسر کو چند منٹوں میں اس لڑکی نے دیا تھا

"تو وہ کہاں ہیں؟" کچھ دیر سنبھلنے کے بعد اس نے پوچھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ امریکہ میں ہیں" بھی بتاتے ہوئے ایک غیر محسوس سی اداسی اس کے چہرے پر چھا گئی یاسر نے سر ہلا دیا

"ٹھیک ہے آپ اس وقت سو جائیں صبح آپ پھوپھو سے مل لینا"

"نہیں میں نے پھوپھو سے نہیں ملنا میں تو بابا کی وائف۔ ستارہ ممی سے ملنا چاہتی ہوں"

"ہاں جی انہی کی بات کر رہا ہوں وہ میری پھوپھو ہیں چلیں اب آپ کمرے میں جائیں

"یاسر نے اسے کمرے کی طرف بھیجا اور خود عادل کے کمرے کی طرف بڑھ گیا اسے

یہ خبر ہضم نہیں ہو رہی تھی وہ جلد از جلد عادل سے شیئر کرنا چاہتا تھا



"آج عادل کے گھر والے آرہے ہیں گڑیا تمہارا گھر پر رہنا زیادہ ضروری ہے" ناشتے کی میز پر حیدر نے حور سے کہا وہ جھینپ گئی

"جی بھیا"

"آہم آہم" ہادی نے شرارتی نظروں سے اسے چھیڑا وہ چاروں اس وقت ناشتہ کر رہے تھے نمل واپس اسلام آباد جا چکی تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بُری بات" بی اماں نے ہادی کو تنبیہ کی "تنگ مت کرو بہن کو"

"اگتنا مزہ آئے گا نابی جان آپ کی شادی پر میں نے تو سوچ لیا ہے اگر شادی اسی ماہ ہے تو میں اپنی برتھ ڈے پارٹی کینسل کر دوں گا میں اپنے دوستوں کو شادی پر ہی انوائٹ کر لوں گا" اس نے اپنی پلاننگ سے آگاہ کیا

"ہاں شادی اسی ماہ ہوگی افضل صاحب اگلے ماہ امریکہ جا رہے ہیں اس لیے وہ جلد شادی پر زور دے رہے ہیں" حیدر کے بتانے پر بی اماں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا

"بیٹا اتنی جلدی بھی کیا ہے تم بتا رہے تھے کہ لڑکے کی یہ دوسری شادی ہے اور اس کا ایک بیٹا بھی ہے پھر ایسے میں جلدی۔ لڑکی ذات کا معاملہ ہے یونہی سوچے سمجھے بغیر تو ہامی نہیں بھری جاسکتی نا" یہ وہ معاملہ تھا جس سے حور انجان تھی تبھی اس نے کچھ پریشان ہو کر حیدر کو دیکھا

"ارے میری پیاری بی بی جان۔ آپ ان سے ملیں گی نا تو آپ خود سمجھ جائیں گی وہ کیسے لوگ ہیں بے فکر ہو جائیں میں عادل کو جانتا ہوں وہ یقیناً حور کو خوش رکھے گا " اس کے لہجے میں یقین بول رہا تھا بی بی جان ہزار خدشوں کے باوجود مزید سوال نہ کر پائیں

"گڑیا مجھے تم سے بات کرنی ہے ناشتہ کر کے میرے کمرے میں آنا" وہ نرمی سے کہتا

ٹیبل سے اٹھ گیا

"میرے بارے میں تو کوئی سوچتا ہی نہیں" ہادی کے منہ بنا کر کہنے پر حور چڑانے والے انداز میں ہنس دی



عادل یا سر کے ساتھ نیچے آیا تو سب ناشتہ کے بعد لاؤنج میں بیٹھے تھے

"السلام علیکم" اس نے سب کو مشترکہ سلام کیا اور سامنے پڑے صوفے پر براجمان ہو گیا سب کے چہروں پر نگاہ دوڑائی تو کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی شکیلہ کے تیور بگڑے سے تھے

"ماشاء اللہ کیا چاند سا بچہ ہے بھائی صاحب" یہ تعریف یقیناً عادل کی ہوئی تھی اس نے حیران ہو کر ندرت پھوپھو کو دیکھا

"کیا کمی تھی گھر کی لڑکیوں میں جو آپ کو باہر کی لڑکی ڈھونڈنے کی سو جھی" ندرت کی بات پر شکیلہ نے تیزی سے سر ہلایا جیسے ان کی بات سے اتفاق کیا ہو مگر زبان سے کچھ نہیں بولیں

"ارے ندرت کیسی باتیں کرتی ہو یا سر بھی تو گھر کا بچہ ہے اور ماشاء اللہ سے فیصل بھی تو جوان ہے" کنیز بیگم کی سیدھی بات پر انہوں نے پہلو بدلا

"میں تو صاف کہوں گی جب مقیت کے لیے اپنی بھانجی لائیں تھیں تو عادل کے لیے ادینہ یا شہرینہ میں سے کسی کو پسند کرتیں" انہوں نے لگی لپٹی رکھے

بغیر کہا

"یہ عادل کا اپنا فیصلہ ہے" افضل صاحب کے الفاظ پر اسے سوواٹ کا جھٹکا لگا "وہ خاندان میں شادی نہیں کرنا چاہتا" انہوں نے گویا بات ہی ختم کر دی تبھی انامتہ اور شہرینہ لاؤنج میں داخل ہوئیں انامتہ کی گود میں علی تھا جسے وہ بامشکل سنبھال پارہی تھی عادل نے حیرت سے دونوں کو دیکھا شہرینہ کا دوپٹہ لاپرواہی سے گلے میں جھول رہا تھا جبکہ انامتہ نے کھلے ٹراوزر اور لمبی شرٹ پر بڑے سلیقے سے حجاب کیا ہوا تھا عادل کو یا سر کے الفاظ یاد آئے "یار وہ لگتی نہیں کہ امریکہ سے آئی ہے اتنی سادہ اور باحیا" عادل ہنس دیا

NEW ERA MAGAZINE

"یہ تو بہت رو رہا ہے" اس نے رونی صورت بنا کر کنیز بیگم کو کہا انہوں نے مسکرا کر اس سے علی کو لے لیا ستارہ بیگم سب کے لیے چائے لائیں تو افضل صاحب نے انہیں روک لیا

"ہم آج عادل کی ڈیٹ فکس کرنے جا رہے ہیں میرا خیال ہے کہ تمہیں بھی چلنا چاہئے" افضل صاحب کے الفاظ پر شکیلہ اور ندرت کے چہروں کا رنگ بدلا

"میں۔۔ کیسے" انہوں نے سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا جواب دیں اتنے عرصے بعد کسی موقع پر ان کی شمولیت ضروری سمجھی گئی

"اگر ایسا ہوا تو ہم نہیں جائیں گے" وقار صاحب درشتگی سے کہہ کر صوفے سے اٹھے

"سوچ لو وقار"

"سوچنے کی گنجائش ہی باقی نہیں ہے" ان کا فیصلہ اٹل تھا شکلیہ اور ندرت بھی ان کے ساتھ ہی اٹھ گئیں عادل نے حیرت سے اپنوں کا یہ روپ دیکھ جو ایک بے ضرر وجود کی نفرت میں ہر لحاظ بالائے طاق رکھ کر مقابلے پر اتر آئے تھے

"ٹھیک ہے کوئی جائے یا نہ جائے لیکن ستارہ ضرور جائے گی" افضل کے فیصلہ کن انداز پر سب دنگ رہ گئے غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا وہ عادل کی طرف پلٹے

"جاؤ عادل تیار ہو جا کر تم بھی چل رہے ہو اپنے دوست کے گھر" آخری بات چبا چبا کر کہی گئی تھی جس کا مطلب تھا انکار کی کوئی گنجائش نہیں وہ ایک شکوہ کننا نگاہ باپ پر ڈال کر دھپ دھپ کرتا سیڑھیاں چڑھنے لگا کوئی نہیں جانتا تھا کہ افضل صاحب کے ذہن میں کیا چل رہا ہے



"ستارہ" وہ جو کمرے میں جا رہی تھیں کنیز بیگم کی آواز پر پلٹیں

"جی

"یہ لو آج تم یہی پہننا" ان کے ہاتھ میں سوٹ تھا جو وہ ستارہ کی طرف بڑھا کر بولیں

"لیکن میں۔۔" وہ ہچکچائیں

"ارے پکڑو نا اور جلدی سے تیار ہو جاؤ" وہ زبردستی انہیں تھما کر مسکرائیں

"بھابھی یہ سب کیا ہو رہا ہے آپ انہیں سمجھائیں میری وجہ سے اتنے اہم موقع پر

"بات کرتے کرتے ان کا گلہ رندھ گیا

"ستارہ میں نہیں جانتی وہ یہ کیوں کر رہے ہیں یقیناً اس سب کے پیچھے کوئی بڑی وجہ ہے

تم اب کچھ مت سوچو اور جلدی سے تیار ہو جاؤ" وہ جاتے جاتے پلٹیں

"اور ہاں مجھے تمہیں ایک اور بات بتانی تھی انامتہ کو تو دیکھنا تم نے" ستارہ نے اثبات

میں سر ہلا دیا" وہ تم سے ملنا چاہتی ہے"

"مجھ سے؟؟ مگر کیوں؟؟"

"وہ۔۔ وہ سکندر کی بیٹی ہے" الفاظ تھے یا ہم انہیں اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا

"اسے سکندر نے پاکستان بھیجا ہے وہ بار بار تمہارا پوچھ رہی ہے کیا میں اسے تمہارے

پاس بھیج دوں " وہ یک ٹک کنیز کا چہرہ دیکھ رہی تھیں ان کے کندھا ہلا کر ہو چھنے پر یکدم
ہوش میں آئیں

" بولو کیا میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں؟؟ " ان کے سوال پر ستارہ کا سر بے اختیار
ہی نفی میں ہلا

" میں اس سے نہیں مل سکتی " سپاٹ لہجے میں کہتی وہ شکستہ قدموں سے چلتی کمرے کی
طرف بڑھ گئیں کنیز حیران سی ان کے انداز پر غور کرتی رہ گئیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" انکل میں آ جاؤں؟؟ " انامتہ نے دروازے پر دستک دے کر پوچھا

" آ جاؤ بیٹا " افضل صاحب سے اجازت پا کر کمرے میں چلی آئی سفید شلوار قمیض پر
بلیک واسکوٹ پہنے دائیں کندھے پر شال رکھے کہیں جانے کو تیار بہت گریس فل لگ
رہے تھے انامتہ کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جو اس نے افضل صاحب کی طرف بڑھا دیا
" یہ کیا ہے؟؟ " ان کی آنکھوں میں الجھن ابھری

" یہ پاپانے آپ کے لیے دیا ہے کہہ رہے تھے صرف آپ کو ہی دوں "

"یہ سکندر نے دیا ہے؟؟" انہوں نے بے یقینی سے پوچھا

"جی" انامتہ کے اثبات میں سر ہلانے پر انہوں نے لفافہ پکڑ لیا ان کی آنکھوں میں نمی اتر آئی جسے چھپانے کو وہ رخ پھیر گے اتنے عرصے بعد اپنے لاڈلے بھائی کا خط دیکھ کر ان کا دل بھر آیا تھا انہوں نے وہ خط دراز میں رکھ دیا ارادہ تھا کہ واپسی پر تسلی سے پڑھیں گے



افضل صاحب ستارہ یا سر اور عادل کے ہمراہ کچھ دیر قبل ہی نکلے تھے انہیں جانا دیکھ کر شکلیہ بیگم کے دل میں آگ لگ گئی ان کا بس نہ چل رہا تھا کہ ان کی خوشیوں کو آگ لگا دیں مگر کیسے؟؟ یہ سوچ سوچ کر وہ ہلکان ہو چکی تھیں

سب کے جاتے ہی ادینہ فیصل کے ساتھ لان میں چلی آئی موسم ابر آلود تھا فیصل نے باتیں کرتے کرتے یکدم ہی موضوع بدل دیا

"ستارہ خالہ کی کوئی بیٹی بھی ہے نا " اس کے پوچھنے پر ادینہ کے چہرے پر ناگواری در آئی

"ہاں ہے ایک بٹی مگر ہم نے کبھی اسے دیکھا نہیں"

"کیوں نہیں دیکھا؟"

"وہ کبھی کمرے سے باہر نہیں آئی۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟؟" ادینہ کے پوچھنے

پر وہ اٹھ کھڑا ہوا

"میری مماساری عمر اس عورت کی وجہ سے روتی رہیں کبھی چین نصیب نہیں ہوا

انہیں میں انہیں بھی یونہی تڑپتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں جیسے میری ممانڑپی ہیں" اس کے

لہجے میں نفرت کے ساتھ ساتھ حقارت بھی تھی

"تو تم کیا کرو گے؟؟" ادینہ نے دل ہی دل میں خوش خوش ہوتے بظاہر لاپرواہی سے

پوچھا

"تم دیکھتی جاؤ.... مجھے بس اتنا بتاؤ وہ لڑکی ہے کس روم میں؟؟" اس نے آنکھ دبا کر

خباثت سے کہا ادینہ

ہنستے ہوئے اسے لے کر کمرے کی طرف بڑھی



ادینہ نے اسے چابیاں لا کر دیں فیصل دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو نوا تم حسب معمول کھڑکی کے بے حد قریب بیٹھی تھی ایک انجان چہرے کو کمرے میں پا کر وہ ڈر کر اٹھی فابی کی نظر اس پر پڑی تو پلٹنا بھول گئی وہ ساکت کھڑا ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جو خوبصورتی و حسن میں اپنی مثال آپ تھی سبز آنکھیں سیاہ بال سرخ یا قوتی ہونٹ اور بے تحاشی معصومیت لیے سفید چہرہ وہ حسن کا کامل مجسمہ تھی ادینہ نے اسکی محویت نوٹ کی تو ناگواری سے اسے ٹھوکا دیا وہ ہڑبڑا کر اسکی طرف مڑا "ہاں کیا ہوا"

"تم، یہاں اسے دیکھنے آئے تھے؟؟" ادینہ نے غصے سے پوچھا

"نہیں تو" 

"جو کرنا ہے جلدی کرو"

ادینہ کہہ کر باہر نکل گئی فیصل نے آگے بڑھ کر ڈری سہمی نوا تم کا بازو تھام لیا۔

حیدر کے گھر پر ان کا پر تباک استقبال کیا گیا تھا بی جان کو بھی یہ فیملی پسند آئی تھی عادل البتہ کچھ سنجیدہ سا تھا مگر ہادی کی موجودگی نے اسے زیادہ دیر خاموش رہنے نہ دیا ستارہ کی نظریں حیدر کے چہرے پر ہی تھی اس کے چہرے میں انہیں کوئی اور چہرہ نظر آ رہا تھا

ان کی محویت نوٹ کر کے افضل صاحب نے حیدر سے فیضان کا پوچھا

"بیٹا آپ کے والد صاحب کہاں ہیں؟؟" انکے سوال پر چند لمحے خاموشی چھا گئی

"وہ اس دنیا میں نہیں ہیں انکل" اسکی دھیمی آواز میں دیئے گئے جواب پر افضل صاحب

کو دھچکا لگا تھا مگر خود کو کمپوز کرنا بھی ضروری تھا کچھ ہی دیر بعد انہوں نے اپنے دل کی

خواہش حیدر کے سامنے رکھی نہایت عاجزی سے ٹھیک ایک ہفتے بعد نکاح کا مطالبہ کر

دیا عادل تو باپ کی جلدی پر حق دق رہ گیا حیدر بھی شش و پنج میں تھا وہ حور کی شادی

دھوم دھام سے کرنا چاہتا تھا مگر افضل صاحب کے سامنے اس کی سب دلیلیں رائیگاں

گئیں انہوں نے اسے منا کر ہی دم لیا اور یوں بروز جمعہ نہایت سادگی سے عادل اور حور

کا نکاح طے پایا



"آج آپ نے افضل بھائی کو دیکھا بھابھی؟؟ کیا لہجہ تھا ان کا" شکیلہ بیگم نے ادھر سے

ادھر ٹہلتے ہوئے کہا

"تم بیٹھ جاؤ کیوں دل جلا رہی ہو اپنا" ندرت نے انہیں سمجھانا چاہا

"کیسے بیٹھ جاؤں بھابھی آج تک ایسا نہ ہو ابھائی صاحب نے ہر ایک کی بات کو ہمیشہ اہمیت دی ہے اس گھر کے امن کو ہمیشہ سب سے آگے رکھا ہے پھر آج-آج ہی کیوں انہوں نے یہ فیصلہ کیا آپ نے دیکھا نہیں انہوں نے سب پر ستارہ کو فوقیت دی " وہ اب بھی اسی بات میں الجھی ہوئیں تھیں اس سے پہلے کہ ندرت کچھ کہتی فیصلہ آنسو بہاتی نوائم کا ہاتھ کھینچتا لاؤنج میں آدھمکا پیچھے ہی ادینہ تھی

"یہ کون ہے فیصل؟"

"مما یہ آپ کی گنہگار کی بیٹی ہے ستارہ خالہ کی بیٹی " اس نے فاتحانہ انداز میں کہہ کر نوائم کو ان کے قدموں میں دھکیلا ندرت اور شکیلہ نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر نوائم کو جو آنکھوں میں ڈر اور خوف لیے انہی کو دیکھ رہی تھی

"اوہ تو یہ ہے وہ گند کی پوٹلی جسے ستارہ میڈم چھپا چھپا کر رکھتی ہیں " شکیلہ تمسخرانہ ہنسیں

"امی کہاں ہیں؟؟" نوائم نے سہمے سہمے انداز میں پوچھا تنے سارے چہرے اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھے تھے

"ماں کا بڑا خیال ہے کبھی ماں سے اپنے باپ کا پوچھا ہے؟؟" ندرت بیگم نے اس کے
بال مٹھی میں جکڑے

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟؟" سیڑھیوں میں کھڑی انامتہ جو سارا تماشہ دیکھ چکی تھی فوراً
نیچے آئی

"آؤ آؤ تم بھی ملو یہ ہے تمہاری بہن بلکہ سوتیلی بہن

"شکیلہ بیگم نے تمسخر سے کہا انامتہ کے چہرے پر روشنی پھیل گئی

"یہ میری بہن ہے؟؟" وہ خوشی سے بول کر نوائم کی طرف بڑھی اور اس کے گلے لگ

گئی اس کا ری ایکشن سب نفوس کو حیرت میں مبتلا کر گیا انہیں تو لگا تھا وہ لڑے گی

بھڑاس نکالے کی مگر وہ تو یوں خوش تھی جیسے وہ اپنی سگی بچھڑی بہن سے مل رہی ہو وہ

اب اسے غور سے دیکھ رہی تھی "میری بہن کتنی پیاری ہے نا پھو پھو؟؟ ہاؤ کیوٹ" اس

نے نوائم کے گال پر بوسہ دیا

"بالکل بابا جیسی ہے" وہ اپنے ہی دھیان میں بول رہی تھی

"اے لڑکی کیا بول رہی ہے دماغ خراب ہے کیا یہ سکندر کی بیٹی نہیں ہے" شکیلہ بیگم

نے اس کی لاعلمی پر ماتم کیا

"نہیں یہ میرے بابا کی ہی بیٹی ہے یہ دیکھیں بابا کہ چہرے پر بھی بالکل بیہوشی پر تل ہے
"اس نے نوائم کی آنکھ کے پاس تل پر انگلی رکھ کر کہا ندرت نے اب غور سے نوائم کا
چہرہ دیکھا اور جو شبیہ ان کی آنکھ دیکھ رہی تھی وہ انہیں ساکت کرنے کو کافی تھی۔



عادل غصے سے کمرے میں ادھر ادھر ٹھہل رہا تھا اس کا چہرہ غمغض و غضب کی سرخی سے
دہک رہا تھا یا سرنے پریشانی سے اس کے تیز تیز اٹھتے قدموں کو دیکھا
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"یار جو ہونا تھا ہو گیا اب غصہ کیوں کر رہا ہے" یا سرنے اسے سمجھایا مگر وہ بھڑک کر پلٹا
"غصہ بھی نہ کروں میری کسی بات کی کوئی ویلیو ہی نہیں ہے کسی بات میں مجھ سے
پوچھنا ضروری نہیں سمجھا بابا نے

"اچھا تمہیں غصہ صرف اتنا ہے کہ کسی بھی بات میں مشورہ کیوں نہیں لیا گیا شادی پر تو
کوئی اعتراض نہیں ہے نا" یا سرنے مسکراہٹ دبا کر پوچھا وہ مزید تپ گیا
"اچھا دیکھو میری بات سنو جو ہونا تھا ہو گیا اب اس سب کا کوئی فائدہ نہیں حیدر کو پتا

چلے تو وہ کتنا ہرٹ ہو گا اور رہی بات بابا کی تو یقیناً انہوں نے کچھ سوچ کر ہی کیا ہے وہ تمہارے لیے کچھ غلط نہیں سوچیں گے

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا بابا ایسا کیوں کر رہے ہیں سب کی مخالفت کے باوجود پھوپھو کو لے کر جانا اور آنا قانا شادی کی تاریخ رکھنا کیا ہے ایسا جس سے ہم انجان ہیں؟؟"

"تم یہ سب چھوڑو بس اتنا سوچو کہ تمہیں بابا کا سر نہیں جھکانا تم اس شادی سے ناخوش ہو تو یہ تم اپنے تک رکھو کسی اور کو اس معاملے کی بھنک مت پڑنے دینا" اس کی بات عادل کے دل کو لگی تھی اس کے سر ہلانے پر یاسر نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا

NEW ERA MAGAZINE'S
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



نوائم کو کمرے میں ناپا کر ستارہ بری طرح پریشان ہو گئیں انہوں نے پورا گھر چھان مارا مگر نوائم کہیں نہ ملی کسی سے پوچھنے کی ان میں ہمت نہ تھی تھکے تھکے قدموں سے چلتیں جب وہ انامتہ کے کمرے کے پاس سے گزرنے لگیں تو ان کے قدم ٹھٹھکے کھلے دروازے سے اندر کا منظر واضح تھا نوائم بیڈ پر بیٹھی تھی جبکہ انامتہ ڈھیر سارے کپڑے لیے اس کے سامنے موجود تھی وہ کپڑے باری باری نوائم کے ساتھ لگا کر دیکھتی اور پھر خود ہی ہنس پڑتی نوائم اجنبی نظروں سے ہر چیز کو دیکھ رہی تھی ماں کو دروازے میں

آتے دیکھ کر وہ تیزی سے اٹھی انامتہ نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا

"اماں" نوائم دوڑ کر ماں کے پاس آئی

"کیوں باہر آئی تم؟؟؟" انہوں نے کھینچ کر ایک تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟؟؟" انامتہ بے اختیار آگے بڑھی

"خاموش رہو تم" ان کے سختی سے کہنے ہر وہ وہیں رک گئی "آنٹی یہ خود نہیں آئی اسے

فیصل زبردستی لایا ہے" انامتہ کے سچ بتانے ہر وہ ششدر رہ

نوائم کو دوبارہ کمرے میں چھوڑ کر وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے ندرت کے پاس پہنچ گئیں



جوشکلیہ بیگم اور کنیز کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی تھیں شہرینہ ادینہ اور فیصل بھی موجود

تھے کنیز انہیں منانے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے ندرت

کے سامنے جا کر کہیں ان کا یہ انداز سب کے لیے نیا تھا

"میری بات کان کھول کر سن لو تم ماں بیٹا آج تمہارے بیٹے نے جو حرکت کی ہے اگر وہ

دوبارہ ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سمجھیں؟؟؟" انگلی اٹھا کر کہتی وہ سب کو ساکت

کر گئیں

"یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہو تم" شکیلہ تیز لہجے میں بولیں

"خاموش رہو تم۔ تم سے بات نہیں کی میں نے" سخت لہجے سخت انداز آج ان کے

سامنے ایک ماں کھڑی تھی شکیلہ گنگ سی ان کا یہ روپ دیکھنے لگی آج کی ستارہ مین

برسوں پہلے کی ستارہ کی جھلک نظر آئی تھی بغیر کسی کو کچھ کہنے کا موقع دیے وہ جس

طرح آئیں تھیں اسی طرح پلٹ گی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج ہادی کی برتھ ڈے تھی چونکہ حور کی شادی سادگی سے ہونا طے پائی تھی اس لیے

اس نے برتھ ڈے فنکشن گھر پر اترنے کا سوچا

حور کے اصرار کے باوجود مہک نہ مانی وہ اب بھی بیٹھی اسے منا ہی رہی تھی جب ہادی

وہاں پہنچ گیا

"میں نہیں آسکتی پلیز یا تم ضد مت کرو میں تمہاری شادی پر آ جاؤں گی" اس نے

اضطراری انداز میں انگلی میں موجود انگٹھو ٹھی کو اتارتے ہوئے کہا وہ یہ عمل پیچھلے

آدھے گھنٹے سے دہرا رہی تھی جب بھی وہ پریشان ہوتی یونہی انگوٹھی اتارتی پہنتی تھی
مگر اب یہ حرکت اسے مہنگی پڑ چکی تھی ہادی نے ایک ہاتھ سے انگوٹھی اچک لی
"کیا بد تمیزی ہے یہ؟؟" وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے اٹھی

"یہ کیا آپ کا تکیہ کلام ہے؟؟" وہ محفوظ ہوتا بولا

"ہادی" حور نے اسے گھرہ کا مگر اس نے لا پرواہی سے کندھے اچکا دیے

"واپس کرو یہ" ایک شرط پر "کیا"

"آج شام میرا فیورٹ بلیک کلر پہن کر پارٹی میں شامل ہونا پڑے گا تب تک یہ رنگ
میرے پاس ہی رہے گی" اس نے رنگ جیب میں ڈالتے ہوئے اپنی شرط بتائی مہک
غصے سے اسکی طرف بڑھی مگر وہ ہستے ہوئے تیزی سے نکل گیا حور نے التجائیہ نظروں
سے اسے دیکھا

"پلیز آ جاؤنا" اور پھر اسے آنا پڑا نہ چاہتے ہوئے بھی اسے بلیک کلر پہننا پڑا اسے ہر وہ کام
کرنا پڑا جسے وہ کرنا نہیں چاہتی تھی لیکن یہ سب اس کے لیے اس قدر معنی نہیں رکھتا تھا
جس قدر وہ رنگ..... ایک معمولی سی بات کے لیے وہ اتنی اہم شے نہیں گنوا سکتی

تھی



جب وہ ڈرائیور کے ساتھ حور کے گھر پہنچی تو وہاں پارٹی اپنے عروج پر تھی جانے کس کس جگہ کے لوگوں کو انوائٹ کیا گیا تھا اس نے نظر گھما کر دیکھا تو سامنے ہی اسے حور دکھائی دے گئی جو کسی ادھیڑ عمر عورت کے ساتھ باتوں مشغول تھی اس سے پہلے کہ وہ اس کی طرف جاتی ہادی اس کے راستے میں جمائل ہو گیا اس کے ہاتھ میں گٹار بھی موجود تھا بلیو جینز اور آسمانی رنگ کی شرٹ میں وہ وہاں موجود لڑکیوں کے دلوں کی دھڑکن بنا ہوا تھا مگر مہک کو اس لمحے زہر لگ رہا تھا

"بیوٹی فل" اس نے مہک کو سر تا پا دیکھ کر کہا وہ سٹیٹ گئی

"ہٹو سامنے سے" سب کو متوجہ ہوتا دیکھ کر اسے گھبراہٹ ہوئی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اس سے پہلے کہ وہ سائیڈ سے نکلتی اس نے سب کو اونچی آواز میں سب لوگوں کو

اپنی طرف متوجہ کیا

اس کی بات پر ہر طرف شور مچ گیا گلا کھنکھار کر وہ ہلکا سا اس کی طرف جھکا "اجازت ہے

"مہک تو بت بنی کھڑی تھی اس کی خاموشی کو اقرار سمجھ کر ہادی نے گٹار پر دھن

بکھیری

وہ بڑے خوبصورت انداز میں گانا گارہا تھا مہک نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لیں سر عام

ہادی کی یہ حرکت اسے طیش دلا گئی تھی

"یہ میری ماما کی ہے اس لیے مجھے بہت عزیز ہے اب سے یہ تمہاری ہوئی" کہیں آس

پاس ہی اسے آواز گونجتی محسوس ہوئی وہ چونک گئی اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہ کہیں

نہیں تھا اسے ہادی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اسے ہر طرف بس ایک ہی آواز

آ رہی تھی

"مہرورک جاؤ مہرورک جاؤ گی مت بھاگو" اس کے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں وہ بغیر

کسی کی پرواہ کیے پلٹی اور بھاگتے ہوئے باہر نکل گئی اب وہ اندھا دھند سڑک پر بھاگ رہی

تھی دوپٹہ لاپرواہی سے گلے میں جھول رہا تھا لیکن ہر احساس سے عاری بھاگے چلی جا

رہی تھی اگر کچھ باقی تھا تو بچھڑی محبت کا روتا تڑپتا احساس کسی کی جدائی نارسانی کا دکھ

یکدم ٹھوکر لگنے سے وہ گری "جو جو" سسکی کی صورت میں نام اسکے ہونٹوں سے

پھسلا

"جو جو کہاں ہو تم دیکھو تو سہی کتنی تنہا ہو گئی ہے تمہاری مہر و خدا کا واسطہ ہے اب تو آ جاؤ اور کتنا انتظار کرواؤ گے پلیراب لوٹ اؤنا" وہ وہیں زمین پر بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی چونکی تو تب جب ایک مانوس سی آواز اسے اپنے پیچھے سنائی دی مڑ کر دیکھا تو وہ اس کا ڈرائیور تھا جو پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا

"بی بی جی کیا ہوا آپ بھاگ کر یہاں کیوں چلی آئیں" اس کے پوچھنے پر مہک کو یکدم ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا ساتھ ہی اپنی کچھ دیر قبل کی بے اختیاری پر غصہ آیا وہ بغیر کچھ کہے گاڑی میں جا بیٹھی



"مجھے آپ سے بات کرنی ہے" کنیز بیگم نے دودھ کا گلاس انہیں تھما کر کہا

"کہیے" وہ چشمہ اتار کر فائل پر رکھ کر مکمل ان کی طرف متوجہ ہوئے

"جو کچھ گھر میں ہو رہا ہے مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا نواب ولایتیں کبھی ایسا نہیں ہوا

افضل"

"کیا کہنا چاہتی ہیں آپ"

"جمعہ کو نکاح ہے وقار اور ندرت کی غیر موجودگی میں۔ لوگ سو طرح کے سوال کریں گے کیا جواب دیں گے ہم" انہوں نے اپنے دل کی بات کہی افضل صاحب نے گہری سانس بھر کر انہیں دیکھا

"دیکھو کنیز میں جو کچھ کروں گا اس گھر کی بہتری کے لیے ہی کروں گا آج حیدر کے گھر نہ جانے کا فیصلہ وقار نے خود کیا تھا اور رہی بات لوگوں کی تو سادگی سے نکاح کرنے کا فیصلہ میں نے اسی بات کو مد نظر رکھ کر کیا ہے" افضل صاحب کے جواب پر بھی وہ مطمئن نہیں ہو پائیں تھیں

"افضل سچ بتائیں اصل بات کیا ہے کیا چھپا رہے ہیں آپ؟؟" ان کے یوں جانچتے لہجے میں پوچھنے پر افضل صاحب خاموشی سے ان کا چہرہ دیکھنے لگے

"حور فیضان کی بیٹی ہے" دھیمی آواز میں کہے گئے ان کے الفاظ کنیز کو ساکت کر گئے انہوں نے بے اختیار ہی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

"ف—فیضان

"حیدر کی سگی بہن ہے وہ۔ اگر اس دن زویا مجھے سب نہ بتاتی تو تب بھی فیضان کی بیٹی کو

میں نواب ولا کی عزت ضرور بنانا کیونکہ میرا دل کہتا ہے فیضان دعا باز نہیں ہو سکتا"

"ستارہ جانتی ہے یہ؟" کنیز کے پوچھنے پر انہوں نے نفی میں سر ہلادیا

"نہیں وہ نہیں جانتی ابھی اسے انجان ہی رہنے دو شادی کے بعد میں حیدر سے خود بات

کروں گا

"اور سکندر۔۔۔ اگر سکندر لوٹ آیا اسے معلوم ہو تو وہ جانے کیا کرے؟؟ کنیز کے

خدشے پر وہ زخمی سا مسکرائے

"کیا کرے گا کنیز؟؟ کچھ نہیں کرے گا دعا کرو وہ سب حقیقت کے نہ بنے جو میں

سوچ رہا ہوں اگر وہ سب حقیقت کے روپ میں سامنے آیا تو سکندر خود سے کبھی

نظریں ملانے کے قابل نہیں رہے گا اس کا خط آیا ہے مجھے وہ بہت جلد واپس آئے گا وہ

ستارہ کی سزا ختم کر دینا چاہتا ہے لیکن دعا کرو کہ وہ سب تب میں اسے کیسے بتاؤں گا کہ

فیضان اس دنیا میں نہیں رہا کیسے ہے گا اس وقت وہ یہ جان لیو حقیقت "ان کی آنکھوں

میں نمی آٹھری کنیز اس انکشاف پر حق دق رہ گئیں

وہ کھڑکی سے باہر لان دیکھ رہی تھی ذہن حیدر کی باتوں میں اٹکا ہوا تھا

"گڑیا مجھے غلط مت سمجھنا میں تمہاری شادی ایسے ہر گز نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن افضل صاحب کی بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی عادل بہت اچھا لڑکا ہے اس کی پہلی شادی جیسے ہوئی علیحدگی کی کیا وجہ بنی تم ان سب باتوں میں پڑ کر خود کو مت الجھانا وہ میرا دوست ہے اور مجھے بہت پیارا ہے شاید اسی لیے کہ اسے میری پیاری سی بہن کا نصیب بننا تھا" وہ اسے بڑوں کی طرح سمجھا رہا تھا اور وہ سر جھکائے سن رہی تھی اس کی شادی کا سن کر حور کو شاک ضرور پہنچا تھا مگر حیدر کی باتوں پر مطمئن ہو گئی "اس کا ایک بیٹا ہے کیوٹ سا کبھی زیادتی مت کرنا اس کے ساتھ سمجھ رہی ہونا" حیدر نے اسے ساتھ لگا کر پوچھا

"آپ بے فکر رہیں بھائی میں پوری کوشش کروں گی" اسے اپنے بھائی کا مان رکھنا تھا وہ اپنے بھائی کا سر نہیں جھکا سکتی تھی اگر وہ اپنی ماں کے لیے ایک جواری سے شادی کر سکتی تھی تو یہ تو پھر ایک معمولی سی بات تھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب دھماکے سے دروازہ کھولا اور ہادی سرخ چہرہ لیے اندر آیا

"کیا ہوا منہ کیوں پھولا ہے؟؟" حور نے مسکرا کر اس کا گال کھینچا

"بھیا کہاں ہیں؟؟ میں نے کتنا کہا تھا انہیں رات کی پارٹی کے لیے مگر وہ نہیں آئے میں

بالکل بات نہیں کروں گا ان سے بتا دینا نہیں " اس نے منہ مزید پھولا کر کہا

"کوئی ضروری کام ہو گا نہیں " حور نے نرمی سے سمجھایا

"اور وہ آپ کی دوست کس طرح بھاگی میں کھا جاتا ہے " اب اس نے مہک کو کوسنا

شروع کیا

"تمہیں نے پہلے کہا تھا کوئی ایسی حرکت مت کرنا اس کے ساتھ مگر تم باز نہیں

آئے " جو اب وہ اسے ناراضگی دکھائی

"کیا کیا میں نے؟؟ سوئنگ ہی تو سنایا تھا " وہ کندھے اچکا کر کہتا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہادی تمہاری عمر ابھی ان کاموں کی نہیں ہے "

"کونسے کاموں کی؟؟" اس نے سراٹھا کر حیرت سے پوچھا

"لڑکیوں کے چکر میں پڑنے کی۔۔ حیرت ہے تمہیں بھائی بھی نہیں روکتے " حور

سنجیدہ تھی

"کیونکہ وہ آپ جیسے نہیں ہیں بہت پیار کرتے ہیں مجھ سے.... مگر آج میں ان سے

بالکل بات نہیں کروں گا آپ کال کر کے انہیں بتائیں "

"تم خود کہہ لو" حور نے تکیہ اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور خود و اش روم میں گھس گئی
 "ہاں ہاں کہہ لوں گا میں... کسی کام کی امید مت رکھیے گا مجھ سے بھی" اس نے اونچی
 آواز میں ہانک لگائی اور تن قن کرتا کمرے سے نکل گیا اب اس کا رخ بی جان کے
 کمرے کی طرف تھا



مہک لاؤنج میں ہی بیٹھی تھی پاس ہی اس کا فون بج رہا تھا اس نے ایک نظر موبائل کو
 دیکھا حور کی کال تھی اس نے بے زاری سے کاٹ کر موبائل بند کر دیا و دن سے حور
 اسے کال کر رہی تھی مگر وہ دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیتی اب بھی یہی کیا گیا دیوار کے
 ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے فہد نے اس کی ساری کاروائی ملاحظہ کی تھی ایک طنزیہ
 مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کو چھو گئی وہ دھیرے دھیرے چلتا اس تک آیا
 "کس کی کال ہے؟؟" اس کے پوچھنے پر وہ اچھل کر کھڑی ہوئی فہد پر نظر پڑتے ہی اس
 کے چہرے ہر ناگواری در آئی

"جس کی بھی تھی تمہیں اس سے مطلب" کاٹ دار لہجے میں کہتی وہ آگے بڑھنے لگی

جب فہد نے اس کی کلائی تھام لی وہ کرنٹ کھا کر پلٹی

"مجھے ہی تو مطلب ہے اس سے کہ میں اپنی ہونے والی شریک حیات پر نظر رکھوں اس

کے روز و شب کے بارے میں آگاہ رہوں" آنکھ دبا کر کہتا وہ اسے مزید مشتعل کر گیا

اس نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی

"میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر تم جیسے بد کردار انسان سے شادی سے بہتر ہے میں خود کشی

کر لوں" اس کے سخت الفاظ پر فہد کے چہرے کا رنگ بدلا

"بلکہ اس بند کر واپنی... کبھی اپنی شکل دیکھی ہے تم نے آئینہ میں... کون کرے گا

تم سے شادی... کالی چڑیل... میرا ہی حوصلہ ہے جو حامی بھر رہا ہوں ورنہ کوئی تھوکنہ

بھی پسند نہ کرے تم پر" حسب معمول اس کی گہری سانولی رنگت پر چوٹ کی گئی تھی

اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا آنکھوں میں اترتی دھند کو پیچھے دھکیلتی وہ اپنے کمرے کی

طرف بھاگی فہد کے استہزائیہ قہقہے اسے اپنا تمسخر اڑاتے محسوس ہوئے



اسے ہوش آیا تو وہ زمین پر پڑی تھی اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا تو کچھ سمجھ

نہ آیا کمرے میں گھپ اندھیرا تھا وہ کہاں تھی اس نے یاد کرنے کی کوشش کی زہن پر زور ڈالنے کے باوجود اسے کچھ یاد نہ آ رہا تھا تبھی دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا ایک دم ہی لائٹ آن ہو گئی اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ تیز روشنی سے بچنا چاہا کمرہ چھوٹا اور خالی تھا اس کے سامنے ایک لمبا چوڑا شخص کھڑا تھا بلیک جینز بلیک شرٹ پر بلیک ماسک پہنے اس کا دل یکدم ہی انجانے خوف سے بھر گیا

"اٹھو باس نے بلایا ہے" اس نے کرختگی سے کہہ کر اس کا بازو تھاما اور گھسیٹتا ہوا باہر لے



شام ہو چکی تھی جب حور اور بی جان شاپنگ کر کے گھر پہنچے ہادی لاؤنج میں ہی بیٹھا تھا منہ لٹکا ہوا تھا

"کیا ہوا؟؟؟" حور نے تھکے انداز میں اس کے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا وہ اس کو

جواب دینے کی بجائے بی جان کی طرف مڑا

"بی جان بھیا کہاں ہیں؟؟؟" لہجہ خفا خفا سا تھا

"کسی ضروری کام سے مری گیا ہے کیوں کیا ہوا ہے پیسے چاہئیں" ان کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا

"مجھے ان سے بات کرنی ہے تین دن سے گھر نہیں آئے نمبر بھی آف ہے"

"ہاں کہہ رہا تھا وہ شادی کے دن ہی آئے گا پتا نہیں کن کاموں میں الجھا رہتا ہے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی اس کی" بی جان اب اس کو دوسری باتوں میں الجھا کر دھیان بٹا چکی تھیں حور نے محبت سے اپنے اس لاپرواہ بھائی کو دیکھا حیدر اور ہادی میں اسے کوئی مماثلت نظر نہ آئی ہادی کی آنکھیں نیلی جبکہ حیدر کی گہری شہدرنگ تھیں "دیکھا جائے تو اس دنیا میں تمہارے علاوہ میرا کوئی اپنا نہیں" اسے حیدر کی بات یاد آئی جانے یہ کیسی الجھن تھی جسے وہ جتنا سلجھانے کی کوشش کرتی وہ اتنا ہی الجھتی چلی جاتی



"بھابھی یہ فیصل کتنے سال کا ہو گیا ہے؟؟" وہ دونوں اس وقت لان میں بیٹھیں تھیں

جب شکلیہ نے ندرت سے پوچھا

"20" کا ہونے والا ہے کیوں؟؟ "ندرت کے بتانے پر شکلیہ نے ہنکارا بھرا

"ہوں—آپ نے اس کی شادی کا کیا سوچا؟؟؟"

"لو بھئی شادی کا کیا سوچنا بھی تو بچہ ہے وہ" انہوں نے حیرانی سے پوچھا

"میرا مطلب کوئی لڑکی تو آپ کی نظر میں ہوگی؟؟؟" ان کے پوچھنے پر ندرت نے نفی

میں سر ہلایا

"نہیں ابھی تو اس بارے میں نہیں سوچا تم کیوں پوچھ رہی ہو؟؟؟"

"دیکھیں بھابھی گھر والوں کا رویہ تو آپ کے سامنے ہے کیسے انہوں نے میری بچیوں پر

پرانی بچیوں کو ترجیح دی ہے آپ سے تو میرا دہرا رشتہ ہے آپ سے نہیں کہوں گی تو

کس سے کہوں گی" شکلیہ بیگم نے لہجے کو دکھی کیا

"ہاں میں سمجھ سکتی ہوں تم دل چھوٹا نہ کرو میں فیصل سے بات کروں گی شادی نہ سہی

منگنی ہی سہی" وہ شاید اس کے دل کی بات پاگئیں تھیں" ادینہ میں بھلا کس چیز کی کمی

ہے پڑھ رہی ہے خوبصورت ہے اور سب سے بڑھ کر میرے بھائی کی بیٹی ہے اور ایک

وہ کنیز کی بھانجی ہے عام سی شکل و صورت والی مٹرک پاس بس زبان کی میٹھی ہے تین

سال ہونے والے شادی کو کوئی خوشی نہیں دی اسنے گھر کو" انہوں نے ریجا اور ادینہ کا

موازنہ کیا "تم بس دیکھتی جاؤ ہوتا کیا ہے ہماری ضد میں جس کو لے کر آرہے ہیں نا
جانے کیسی ہوگی دو دن نہیں ٹکے گی گھر میں "حور کے ذکر پر شکلیہ بیگم کو عادل کی
گمشدگی کا واقعہ یاد آ گیا جواب وہ مرچ مصالحہ لگا کر ندرت کو سنار ہی تھیں



وہ اسے لے کر ایک بڑے سے کمرے میں آ گیا جہاں اور بھی لوگ موجود تھے سوائے
ایک میز اور ایک کرسی کہ یہ کمرہ بھی خالی تھا کرسی پر ایک شخص براجمان تھا اس کا حلیہ
بھی پہلے شخص جیسا ہی تھا بلیک جینز بلیک شرٹ بلیک ماسک ایک قطار میں چار لوگ
بیٹھے تھے جن کے ہاتھ پیچھے کو بندھے تھے وہ شخص اسے لے کر ان تک پہنچا
"باس" اس نے کرسی پر بیٹھے شخص کو مخاطب کیا باس نے اثبات میں گردن ہلائی وہ
پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہر شے کو دیکھ رہی تھی جب اسے زور کا دھکا دیا گیا اور وہ باس کے
قدموں میں گر گئی

"اگ- کون ہو تم" خوف سے اس کی زبان لڑکھڑائی

"تمہاری موت" باس نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر درشت لہجے میں کہا وہ پیچھے کو

سر کی اسے باس کی آنکھوں سے خوف محسوس ہوا اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ بے
تھاشہ ہسنے لگا یہاں تک کہ اس کی آنکھوں میں پانی آگیا
"مجھے کیوں لائے ہو یہاں؟"

"بتانا ہوں اتنی بھی جلدی کیا ہے؟؟" اس نے رخ باقی لوگوں کی طرف کیا وہ ابھی
انہیں دیکھنے لگی وہ چاروں ادھیڑ عمر مرد تھے چہرے پر خوف رقم تھا
"نام بتاؤ سب اپنے" کر خٹگی سے کہہ کر اس نے پاؤں میز پر رکھ لیے وہ سب جلدی
جلدی نام بتانے لگے
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"کس گاؤں کے ہو؟؟" اگلا سوال کیا گیا

"شان پور" ایک کے بتانے پر وہ یکدم اٹھا اور کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا
"جھوٹ بولتے ہو تم صحیح بتاؤ"

"ش شاہ پور" اس کے بتانے پر وہ ہسنے لگا

اب کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا جو خوفزدہ نظروں سے میز پر پڑے تیز دھار چاقو کو
دیکھ رہی تھی

"کیا نام ہے تمہارا؟؟؟" اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر دل مضبوط کرتی بولی

"تمہاری موت" اس کا ہی جملہ دہرایا گیا

"ریسی۔ تم میری موت ہو" بدر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا یکدم ہی اس کی آنکھوں میں وحشت اتر آئی "تم۔ تم میری موت ہو" درشتی سے کہہ کر باس نے اس کے بال جکڑے ایک سسکی اس کے ہونٹوں سے نکل کر کمرے میں گم ہو گئی

"حالانکہ تم سب کی موت میری زندگی ہے" وہ غرایا اس کے اشارے پر اس کا ایک ٹائیکر آگے بڑھا اور میز پر سے چاقو اٹھالیا یہ دیکھ کر وہ چیخنے لگی مگر وہ اس کی بجائے ایک آدمی کی طرف بڑھا اسے گلے سے دبوچ کر ایک کٹ اس کے بازو پر لگایا وہ تڑپنے لگا اور پھر یکے بعد دیگرے کئی کٹ اس کے بازو پر لگائے گئے بدر اس کی چیخوں سے محفوظ ہو رہا تھا جبکہ نایاب اپنے بال اس سے چھڑوانے کی جدوجہد میں مصروف تھی

"کیوں۔ کیوں کر رہے ہو تم ایسا" اس نے لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا

"ہا ہا بتائیں گے ضرور بتائیں گے اتنی بھی جلدی کیا ہے" وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے

ہنسا

"ظلم ہے یہ لوگوں پر... کیا ملتا ہے تمہیں یہ کر کے.... ترس نہیں آتا تمہیں... دل نہیں کانپتا تمہارا.... کس مٹی کے بنے ہو تم؟؟" وہ چیخنے لگی اسے معلوم تھا مر تو جانا ہے پھر کس چیز کا خوف "درندے ہو تم انسان نہیں ہو" وہ سسکی مگر مقابل پر کوئی اثر نہ ہو اس نے اپنے دوسرے ٹائیگر کو اشارہ کیا اس کے ہاتھ میں کوئی رومال تھا جو اس کے منہ پر رکھا گیا ہوش و خرد سے بیگانہ ہونے سے پہلے جو آخری چہرہ اس نے دیکھا وہ اس کے باپ کا تھا۔

آج عادل اور حور کا نکاح تھا و قار اور شکیلہ کی ناراضگی جوں کی توں تھی وہ اپنی ضد سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے انامتہ پہلی بار کوئی پاکستانی شادی اٹینڈ کر رہی تھی وہ بہت ایکساٹڈ تھی کنیز بیگم کی ہدایت پر اس نے پنک فراک زیب تن کی تھی جس ہر نگینوں کا نفیس کام ہوا تھا گجرے ہاتھ میں لیے وہ نیچے آئی جہاں عادل اور یاسر کے ساتھ افضل صاحب بھی موجود تھے یاسر کی نظریں اس پر جم سی گئیں عادل نے اسے ٹھوکا دیا

"ارے واہ میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے" کنیز بیگم نے محبت سے ساتھ لگا کر کہا

"بس ہم ہی جائیں گے" اس نے سب پر نظر ڈال کر حیرانی سے کہا

"ہاں بیٹا فیملی میں سے ہم ہی ہیں عادل اور یاسر کے کچھ دوست ہوں گے اور کسی کو

انوائٹ نہیں کیا" افضل صاحب کے جواب پر اس کا چہرہ اتر گیا

"میں تو سوچ رہی تھی کہ خوب ہلہ گلہ ہو گا مگر۔

"ہلہ گلہ ہم تمہاری شادی پر کر لیں گے" عادل نے مسکرا کر درمیان میں ہی اس کی بات

کاٹ دی وہ جھینپ گئی

"اور ستارہ ممی وہ بھی نہیں جائیں گی؟؟" اس نے پھر سے سوال داغا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایک تو یہ سوال بہت کرتی ہے" یاسر بڑبڑایا

"نہیں بیٹا وہ گھر پر دلہن کا استقبال کریں گی" کنیز بیگم نے بات ٹالی کیونکہ ان کی لاکھ

منتوں کے بعد بھی ستارہ جانے کے لیے نہیں مانی تھیں

"لیکن نوائم کو تو جانا چاہئے نا میں اسے لے کر آتی ہے" وہ جانے کو پلٹی

"ارے بیٹا ابھی دیر ہو رہی ہے دلہن والے انتظار کر رہے ہوں گے چلو جلدی کرو یہ

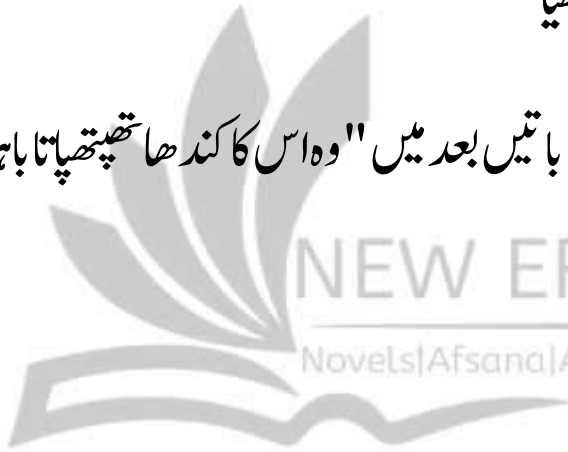
گجرے پہنو" انہوں نے اس کا دھیان بٹایا مقیت اور ریجا کے آتے ہی 7 افراد پر مشتمل

یہ چھوٹا سا قافلہ حیدر کی طرف روانہ ہو گیا



حیدر صبح 4 بجے گھر پہنچا تھا ناشتے کی میز پر اس کی ملاقات ہادی سے ہوئی جس نے ناراضگی کے طور پر رخ پھیر لیا حیدر نے محبت سے گلے لگا کر اس کے کان میں سرگوشی کی "آئیتم سوری" ہادی اس سے لپٹ گیا "بھیا"

"اچھا ہٹو مجھے بہت سے کام ہیں ابھی... باقی باتیں بعد میں" وہ اس کا کندھا تھپتھپاتا باہر کو چل دیا



اسلوبی سے سرانجام پا گیا تھا حیدر نے عادل کو گلے لگا کر مبارکباد دی "میری بہن کا خیال رکھنا اس سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو درگزر کر دینا یہ سوچ کر کہ وہ مجھے بہت عزیز ہے میں اس کے چہرے پر غم نہیں دیکھ پاؤں گا۔" اس کے آرزوگی سے کہنے پر وہ الجھ گیا کوئی منہ بولی بہن کے لیے اس طرح کے جزبات کیسے رکھ سکتا ہے حور بلیڈ ریڈ بھاری فرائک میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی بی اماں نے اس کی نظر

اتاری اور دائی خوشیوں کی دعادی مگر خوشیاں تو نصیبوں سے ملا کرتی ہیں اگر دعاؤں
سے ملتیں تو کوئی بیٹی غمگین نہ ہوتی



نواب ولایت میں اسکا استقبال سادگی سے کیا گیا تھا رمتا سے عادل کے کمرے میں چھوڑ گئی
اس نے گھوم پھر کر پورا کمرہ دیکھا ایک تصویر کے سامنے جا کر وہ رک گئی تصویر میں
عادل کے ساتھ کوئی پیاری سی لڑکی تھی جو بے تحاشہ ہنس رہی تھی جبکہ عادل کی
والہانہ نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں

"شاید یہ عادل کی پہلی بیوی ہے" اس کے زہن میں خیال آیا حیدر بھیا نے تو کہا تھا کہ وہ
دھوکہ دے کر گئی ہے اگر ایسا ہے تو یہ تصویر اب تک یہاں کیوں ہے "اسے خواہ مخواہ
ہی جلن محسوس ہو رہی تھی اپنے دل کی کیفیت پر وہ خود بھی حیران رہ گئی تبھی دروازہ
کھلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی کوئی اندر آیا وہ پلٹی تو سامنے عادل کھڑا تھا
"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس کے چہتے سوال پر وہ ٹھٹکی اس سوال کا کیا مقصد تھا یہ
جاننے سے وہ قاصر تھی

"سمجھ نہیں آئی کیا پوچھ رہا ہوں" وہ اونچی آواز میں بولا

"تو آپ کو نظر نہیں آ رہا کیا کر رہی ہوں" اس نے بھی دو بد و جواب دیا سوال جیسا تھا

جواب بھی تو ویسا ہی ہونا تھا عادل کے ماتھے پر بل پڑ گئے

"حد درجہ بد تمیز لڑکی ہو تم"

"جیسی بھی ہوں اب آپکی بیوی ہوں" وہ اطمینان سے کہتی صوفے پر بیٹھ گئی اسکا لاپرواہ

انداز عادل کو طیش دلا گیا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور بازو سے دبوج کر اسے

اپنے مقابل کھڑا کیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں بول رہا ہوں میرے کمرے سے نکلو

"کیا مطلب ہے؟ کیوں جاؤں میں یہاں سے؟؟ نکاح کیا ہے آپ نے ایسے کیسے نکال

سکتے ہیں مجھے" حور کو بھی اسکے کڑوے لہجے پر غصہ آ گیا

"نکاح میں نے اپنے بیٹے کے لیے کیا ہے اس لیے تمہیں علی کے کمرے میں رہنا ہوگا

مجھ سے کسی قسم کی کوئی امید مت رکھنا"

اسکے سفاکی سے کہنے پر حور کا دل بھر آیا چھن سے کچھ ٹوٹا تھا کہیں دل کے پاس بہت

قریب

"اپنے بیٹے کی اتنی فکر تھی تو کوئی آیار کھ لیتے میری زندگی کیوں برباد کی" اسکا لہجہ بھیگا
ہوا تھا مگر عادل پر اسکے آنسوؤں کا بھی کوئی اثر نہ

"میں نے نہیں کی تمہارے بھائی نے یہ زندگی تمہارے لیے خود پسند کی ہے ورنہ تم
جیسی لڑکیوں کی اوقات میں اچھے سے جانتا ہوں" وہ پھنکارا حور گنگ سی اس کا چہرہ
دیکھے گئی۔

"چلو نکلو اب مجھے آرام کرنے دو" عادل نے اسے بازو سے جکڑ کر علی کے کمرے کی
طرف دھکیلا جس کا ایک دروازہ اس کے کمرے میں کھلتا تھا اور خود و اش روم میں
گھس گیا وہ بمشکل خود کو سنبھالتی آنسو پیتی علی کے کمرے کی طرف بڑھی



حیدر بیٹا مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے "بی جان صبح ہی صبح اس کے کمرے میں
آئیں

"جی بی جان کہیے" وہ مودب سا ان کے سامنے بیٹھ گیا

"بیٹاشایان کی شادی ہے اسی مہینے" انہوں نے اپنے بڑے بھائی کے بیٹے کا نام لیا جو امریکہ میں مقیم تھے "تم اتنے دنوں سے گھر پر نہیں تھے تو بتانے کا موقع نہیں ملا انہوں نے بصد اصرار مجھے آنے کا کہا ہے"

"ضروری جان آپ ضرور جائیں" حیدران کے ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے بولا "میں چاہتی ہوں کہ تم اور ہادی میرے ساتھ چلو" وہ اصل بات کی طوف آئیں "بی جان میں ضرور چلتا لیکن آپ کو معلوم ہے کام کا کتنا لوڈ ہے آپ ہادی کو ساتھ لے جائیں میں وعدہ کرتا ہوں آپ کو لینے ضرور آؤں گا" اس کے بے لچک انداز میں کہنے پر وہ خاموش ہو گئیں جانتی تھیں اب کچھ بھی کہنا بے کار ہے

"ہوں ٹھیک ہے لیکن اپنا وعدہ یاد رکھنا تیار ہو جاؤ حور کے گھر چلنا ہے میں ہادی کو دیکھتی ہوں" وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھ گئیں حیدر نے گہری سانس بھر کر ان کی پشت کو دیکھا



وہ منہ ہاتھ دھو کر کمرے میں آئی تو علی اٹھ چکا تھا وہ سات آٹھ ماہ کا ایک خوبصورت بچہ

تھا اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہا تھا حور کو بے اختیار اس پر پیار آیا
 حالانکہ رات عادل کے ساتھ بحث کے بعد وہ سوچ چکی تھی کہ علی میں کوئی دلچسپی نہیں
 لے گی لیکن اس کی معصوم صورت دیکھ کر اسے اپنے فیصلے پر شرمندگی سی محسوس ہوئی
 سوتیلے پن کی افیت و محرومی سے وہ بھی گزر چکی تھی اس نے جھک کر اسے بانہوں
 میں اٹھالیا

"کتنا پالا بے بی ہے۔ ہے نا" اس نے پیار سے کہہ کر اس کا ماتھا چوما وہ کھلکھلا کر ہنس دیا

تبھی دروازے پر دستک دے کر رمتا اندر آئی

"واہ بھئی تم یہاں ہو میں تمہیں عادل کے کمرے میں ڈھونڈ رہی ہوں" وہ معنی خیزی

سے کہتی علی کی طرف متوجہ ہو گئی حور مسکرا بھی نہ سکی

"چلو آ جاؤ نیچے سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں" اس نے علی کو اس کے ہاتھوں سے لے

لیا تبھی نظر حور کے لباس پر پڑی

"ارے تم نے چیخ نہیں کیا جلدی سے جاؤ میں تمہارا انتظار کر لیتی ہوں تمہارے گھر

والے بھی آنے والے ہوں گے" رمتا بے تکلفی سے کہتی بیڈ پر بیٹھ گئی ناچار اسے اٹھنا پڑا

اپنے اوپر بتی داستان تو اسے سنا نہیں سکتی تھی خاموشی سے عادل کے کمرے کی طرف

چل دی وہ کمرے میں نہیں تھا اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا



تیار ہو کر وہ جب نیچے آئی تو سب لاؤنج میں بیٹھے تھے عادل حیدر کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا حور پر ایک نظر ڈال کر نگاہوں کا زاویہ بدل گیا غیر متوقع طور پر شکلیہ اور ندرت بھی وہیں تھیں شاید دلہن اور اس کے گھر والوں کو دیکھنے کا شوق انہیں کھینچ لایا تھا اس نے ہلکی آواز میں سب کو سلام کیا افضل صاحب نے پر شفقت انداز میں اس کے سر پر ہاتھ رکھا بی جان نے بھی محبت سے گلے لگایا مگر جو گرم جوشی اور اپنائیت اسے حیدر کے انداز میں محسوس ہوئی وہ اس اندر تک سرشار کر گئی اپنے مضبوط اور جوان بھائی کو سامنے پا کر ہر ڈر اور اندیشہ کہیں دور جا سویا

اعتماد سے چلتی وہ عادل کے سامنے والے صوفے پر ہادی کے ساتھ بیٹھ گئی

"کیسے ہو؟؟؟" اس نے محبت سے ہادی کو دیکھا

"بہت پیارا" حسب توقع وہ چہکا

"یہ تو میں جانتی ہوں" وہ مسکرائی

"ویسے آپ ایک بات تو بتائیں " وہ اس کے کان کے پاس آکر بولا

ہاں پوچھو

"آپ کے سسرال میں لڑکیوں کی بہت کمی ہے کیا وجہ ہے؟؟؟" اس کے آرام سے پوچھنے پر حور کا مقہہ چھوٹ گیا سب نے چونک کر اسے دیکھا اس نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی کا گلہ گھونٹنا چاہا پر وہ نظروں میں آچکی تھی

"بھئی ہمارے وقت کی دلہنیں تو بہت شرماتی تھیں مگر آج کل کی دلہنیں تو—" بات ادھوری چھوڑ کر ندرت نے ناگواری سے سر جھٹکا حور شرمندہ سی ہو گئی جبکہ حیدر کے ماتھے پر بل پڑ گئے جنہیں افضل صاحب نے بخوبی دیکھ لیا

"کیا ہے بھئی ندرت کہیں بھی شروع ہو جاتی ہو چلو بھئی ناشتہ لگاؤ مہمان کب سے

بیٹھے ہوئے ہیں" ندرت کو ٹوک کر وہ کنیز کی طرف متوجہ ہوئے

"جی ابھی لگواتی ہوں" صورت حال سمجھ کر وہ رمتا کو اشارہ کرتیں خود بھی اٹھ گئیں

ندرت کی نظروں سے خائف ہو کر حور بھی اٹھ کر کچن کی طرف چل دی وہ سیڑھیوں کے پاس ہی تھی جب کسی نے بازو سے جکڑ کر بے دردی سے اپنی طرف کھینچا ساتھ ہی

منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ روکنے کی کوشش کی گئی حور اس افتاد پر گبھرا گئی ادھر ادھر دیکھا
کوئی بھی نہ تھا عادل نے اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا اور خود اسکے سامنے آگیا ایک ہاتھ
دیوار پر ٹکا کر وہ اسکی طرف جھکا

"میری بات کان کھول کر سن لو اگر تم نے حیدر یا کسی بھی دوسرے فرد سے اپنی
مظلومیت کا رونا رویا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" سخت لہجے میں سرگوشی کی گئی حور
نے اپنے چہرے سے اس کا ہاتھ ہٹایا

"کیوں کیوں نہ بتاؤں بقول آپ کے میرے بھائی نے ہی میری زندگی برباد کی ہے تو
اب پوچھ گچھ کا حق تو بنتا ہے" حور کی آواز قدرے بلند تھی عادل نے تیز نظروں سے
اسے گھورا

"آواز نیچی رکھو اور جو میں نے کہا ہے اسے اچھی طرح اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں
بٹھالو" اس نے حور کے سر پر انگلی رکھ کر کہا

"اور اگر میں آپ کی بات نہ مانوں تو؟؟؟" حور نے دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے
پوچھا عادل کو مزید تپ چڑھ گئی

"دیکھو" اس نے انگلی اٹھا کر کہنا چاہا مگر حور نے درمیان میں ہی بات کاٹ دی
 "دیکھو تو میں بتا رہی ہوں اب آپ دیکھیں میں کیا کرتی ہوں" حور کا انداز دھمکی آمیز
 تھا اس سے پہلے عادل کچھ کہتا رہتا علی کے ساتھ وہاں پہنچ گئی عادل نظروں ہی نظروں
 میں اسے تنبیہ کرتا واپس مڑ گیا حور کھل کر مسکرا دی "اب آئے گا مزہ" اس نے ہاتھ
 جھاڑ کر رمتا کی گود سے علی کو اٹھالیا



"فیصل ادھر آؤ یہاں بیٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے" ندرت بیگم نے فیصل کا ہاتھ پکڑ
 کر بیڈ پر بٹھایا
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی ماما کیا بات کرنی ہے؟؟" وہ پاؤں سیدھا کرتا ان کی طرف متوجہ ہو گیا

"بیٹا ادینہ تمہیں کیسی لگتی ہے؟؟" انہوں نے براہ راست سوال کیا

"اچھی ہے آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟؟" وہ حیران سا ہوا اس غیر متوقع سے سوال پر

"اچھی ہے خوبصورت ہے پڑھی لکھی ہے تمہارے ساتھ اچھی بھی لگے گی"

"میرے ساتھ" اس نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کر کے پوچھنا ندرت بیگم نے مسکرا

کراثبات میں سر ہلایا نہیں پورا یقین تھا کہ فیصل کبھی انکی خواہش رد نہیں کرے گا
 "مما آپ کا مطلب میں اس سے شادی—مما آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا ماما ٹھیک
 ہے وہ میری دوست ہے مگر شادی—نونیور" اس نے صاف الفاظ میں انکار کیا ندرت
 بیگم تو حق دق رہ گئیں ایسا تو ان کے گمان میں بھی نہ تھا
 "کیا مطلب تمہیں کوئی اور پسند ہے کیا؟؟" کچھ لمحوں بعد انہوں نے سنبھل کر پوچھا
 اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"کون—کون ہے وہ؟؟؟" وہ کچھ دیر ان کا چہرہ دیکھتا رہا
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "نوائم مجھے نوائم پسند ہے" اس کے بے دھڑک بے لچک انداز پر وہ چکرا کر رہ گئیں
 "میں اگر شادی کروں گا تو صرف نوائم سے اور آپ کو میری بات ماننا ہوگی" وہ نہ پوچھ
 رہا تھا نہ بتا رہا تھا بلکہ فیصلہ سنارہا تھا فیصل کا یہ روپ نہ صرف ان کے لیے نیا تھا بلکہ
 حیران کن بھی تھا ان کے سامنے ان کا لا پرواہ فرمانبرداران کے اشاروں پر ناچنے والا
 فیصل نہ تھا یہ تو کوئی اور ہی فیصل تھا اس کی آنکھوں میں انہیں بغاوت نظر آئی تھی مگر وہ
 بھی مجبور تھیں جو وہ مانگ رہا تھا وہ دلانا ان کے بس میں نہ تھا اگر وہ کسی اور لڑکی کا نام

لیتا تو وہ غور بھی کرتیں مگر نوائم ستارہ کی بیٹی ایک ناجائز اولاد ان کے لیے کسی طور قبول نہ تھا



بی اماں اور ہادی آج شام کی فلائٹ سے امریکہ چلے گئے تھے حور حیدر کے ساتھ انہیں ایئر پورٹ چھوڑنے آئی تھی واپسی حیدر ہی اسے نواب ولا چھوڑنے آیا تھا اس کے جانے کے بعد وہ کمرے میں چلی آئی اپنی ہر ضرورت کی چیز سمیٹ کر علی کے کمرے میں سیٹ کرنے لگی عادل کے کمرے میں آنے سے پہلے وہ کام نمٹالینا چاہتی تھی اس کے ہاتھ میں چند سوٹ تھے جب عادل دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اسے کمرے میں دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالے دوپہر والی بد تمیزی یاد آتے ہی وہ اس کی طرف بڑھا اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر حور تمیزی سے علی کے کمرے کی طرف بڑھی مگر دیر ہو چکی تھی عادل نے پھرتی سے اس کی کلائی تھام کر رخ اپنی طرف کیا

"صبح تو بہت شیرینی بنی ہوئی تھی اب کیوں ڈر رہی ہو" انداز مزاق اڑانے والا تھا حور کو غصہ آگیا

"میں کوئی لاوارث نہیں ہوں جو آپ جیسے کمزور مردوں سے ڈروں" اس نے براہ

راست وار کیا عادل کا ہاتھ اٹھتے اٹھتے رہ گیا

"جسٹ شٹ اپ تم ہو کیا ہوں؟؟" عادل نے اس کا چہرہ مٹھی میں جکڑا

"چھوڑ مجھے" حور نے اس کے ہاتھ ہٹانے چاہے مگر مقابل کی گرفت مضبوط تھی

"ایک منٹ میں قدموں میں گرا سکتا ہوں تم جیسی لڑکیوں کی اوقات ہی کیا ہوتی ہے

"اس نے جھٹکے سے اس کا چہرہ چھوڑا وہ دو قدم پیچھے ہوئی عادل کی آنکھیں سرخ ہو چکی

تھیں حور نے کھسکنے کا سوچا اس کا ارادہ جان کر وہ اس کے سامنے آ گیا

"اگر آج کے بعد میرے ساتھ زبان درازی کی تو جان سے مار دوں گا سمجھی" حور نے

اس خوبصورت انسان کے سخت روپ کو بڑی دلگرفتگی سے دیکھا جس کے دل میں

اس کے لیے رتی برابر جگہ نہ تھی وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی

اب عادل نے دیر تک اسے

کو سنا تھا



وہ آج دو دنوں بعد ہوش میں آئی تھی آج بھی سوائے پانی کے اسے کچھ نہ دیا گیا وہ

نڈھال سی دیوار کے ساتھ بیٹھ گئی جب دو ٹائیگر اندر آئے ایک نے اسے بازو سے تھام کر کھڑا کیا اور باہر لے جانے لگا وہ بے بس سی اس کے ساتھ گھسٹی چلی گئی آج اسے جس کمرے میں لے جایا گیا وہ تاریک اور چھوٹا تھا ایک کرسی پر کوئی شخص بیٹھا تھا جو یقیناً باس تھا اور سامنے ایک شخص زمین پر زخمی پڑا تھا اسے لا کر اس شخص کے پاس زمین پر بٹھا دیا گیا جو نہی نظر شخص چہرے ہر پڑی اس کی چیخ نکل گئی وہ کوئی اور نہیں

زمان شاہ تھا

"پاپا—پاپا" وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی ان کا چہرہ ہاتھوں میں تھا ماتوا ایک سسکی ہونٹوں سے نکل گئی زمان شاہ کے چہرے پر جگہ جگہ نیل تھے

"کیوں—کیوں مارا میرے پاپا کو تم نے" اس نے روتے ہوئے اس جابر انسان سے پوچھا جو بڑے کروفر سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے ایک ہاتھ میں سگریٹ تھامے رخ موڑے بیٹھا تھا مگر آج چہرے پر ماسک نہ تھا

"ہم نے کیا کیا ہے؟؟؟ کیوں لائے ہو ہمیں یہاں؟؟؟" وہ بلند آواز میں روتے ہوئے پوچھنے لگی

"تمہیں ہی شوق تھا نہ مجھ سے ملنے کا... نایاب زمان... تو سوچا کیوں نا تمہاری خواہش

پوری کر دی جائے " "وہ تمسخرانہ مسکرا کر کہتا اس کی جانب مڑا چہرے پر نظر پڑتے ہی
نایاب کی آنکھیں پھیل گئیں

"ح-حیدر" اسے یاد آیا حیدر نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر اس طرح رات کے
اندھیرے میں گھر سے اٹھا کر دو دن اس کے دل میں خوف و ہراس پیدا کر کے یہ کونسا
انداز تھا ملنے کا... کتنے ہی لمحے لگے تھے اسے یقین کرنے میں

"تو تمہیں کیا لگا تھا میں تم میں انٹر سٹڈ ہوں؟؟ تم پر مرنے لگا ہوں؟؟ ہونہہ "حیدر
نے نفرت سے اس کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھا
"کیا کیا چاہتے ہو تم؟؟"

"مہرو-مہرو چاہئے مجھے "وہ کرسی دھکیل کر کھڑا ہوا "اگر تمہیں اپنی اور اس کی "اس
نے انگلی سے زمان شاہ کی طرف اشارہ کیا "زندگی عزیز ہے تو مجھے شہاب شاہ کی موت
کی گارنٹی چاہئے اسے ماروں گا تو میں..... مگر اسے یہاں تک... لاو گی تم "اس نے
انگلی نایاب کے ماتھے پر مارتے ہوئے کہا وہ گنگ سی اس سنگدل کا چہرہ دیکھتی رہی



حور دیر تک جاگ کر عادل کے رویے پر غور کرتی رہی ابھی کچھ دیر قبل ہی اس کی آنکھ لگی تھی کہ علی کے رونے پر اسے اٹھنا پڑا اس نے فیڈر دیکھا تو خالی تھا وہ آنکھیں ملتے اٹھ بیٹھی دوپٹہ اچھی طرح لپیٹ کر اس نے علی کو اٹھایا اور نیچے چلی آئی صبح کے چھ بج رہے تھے یا سیر لاؤنج میں بیٹھا جو س پی رہا تھا وہ اسے سلام، کرتی کچن میں آگئی جہاں ستارہ ناشتہ بنا رہی تھیں اس نے حیرت سے انہیں کام کرتا دیکھا اتنی ساری ملازموں کے ہوتے ہوئے بھی وہ خود کام کر رہی تھیں

"السلام علیکم پھوپھو" اس نے مسکرا کر انہیں سلام کیا

"وعلیکم السلام جیتی رہو کچھ چاہئے تھا؟"

"جی علی رو رہا تھا شاید اسے بھوک لگی ہے۔" اس کے بتانے پر انہوں نے سر ہلایا

"تم بیٹھو میں فیڈر بنا دیتی ہوں" وہ کرسی کھینچ کر وہیں بیٹھ گئی جب اپنے پیچھے اسے ادینہ

کی آواز سنائی دی

"فریش جو س دیں مجھے" اس نے پلٹ کر دیکھا بلیک کھلے ٹراؤزر پر کھلی شرٹ پہنے بغیر

دوپٹے کے تنے ہوئے تاثرات لیے وہ دروازے میں ایستادہ تھی "یہ گھر میں ایسے رہتی

ہے "حور نے حیران ہو کر سوچا

"میں پہلے فیڈر بنالوں پھر۔" ستارہ نے رسان سے کہا ادینہ نے ماتھے پر بل ڈال کر پہلے

حور اور پھر ستارہ کو دیکھا

"آپ کو سمجھ نہیں آ رہا کیا کہا میں نے... کل کی آئی لڑکی کو آپ مجھ پر فوقیت دے

رہی ہیں" وہ غصے سے چلائی حور بوکھلا کر اٹھی

"اتنی سی بات پر شاوٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے" حور نے نرمی سے کہا مگر وہ اس

کے مزاج سے واقف ہی کہاں تھی

"تم اپنا منہ بند رکھو.... تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتی میں" ادینہ کے لہجے میں حقارت

تھی حور کی زبان گنگ ہو گئی وہ ستارہ کے ہاتھ سے فیڈر لے کر تیزی سے باہر نکل گئی

ادینہ کے رویے نے اسے الجھا دیا تھا اور ستارہ کے ساتھ اس کا اندازا سے کچھ سمجھ نہیں

آئی

ناشتے کی میز پر اس نے نگاہ دوڑائی تو سب موجود تھے سوائے ستارہ کے.... وہ ادھر

ادھر دیکھتی آگے بڑھ آئی سب کو سلام کر کے اپنے بیٹھنے کی جگہ ڈھونڈی ادینہ عادل

کے ساتھ بیٹھنے لگی تھی وہ فوراً آگے بڑھی اور ادینہ کا ہاتھ کرسی سے ہٹا کر وہیں براجمان ہو گئی سب کے سامنے اپنی توہین پر ادینہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا وہ تن فن کرتی پلٹ گئی عادل نے ایک سلگتی نگاہ اس کے وجود پر ڈالی "ڈھیٹ" عادل نے دانت کچکا کر ہلکی آواز میں کہا حور اسے مزید تپانے کے لیے بلا وجہ ہی مسکرا دی ساتھ ہی جو س کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگالیا

شادی کو کافی دن گزر چکے تھے اس عرصے میں عادل آفس جوائن کر چکا تھا علی اس سے کافی حد تک مانوس ہو چکا تھا گھر کے باقی افراد سے بھی وہ گھل مل گئی تھی سوائے ندرت اور شکیلہ کے.... ان کا رویہ دیکھ کر وہ سامنے آنے سے کتر جاتی.... ادینہ تو اسے ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اور آج کل ویسے بھی وہ عادل کے آگے پیچھے پھرتی تھی فیصل کے انکار کے بعد اس کی نظرافات کا رخ پھر سے عادل کی طرف ہو گیا تھا حور صبح ہی صبح اٹھ کر ستارہ کے ساتھ کچن میں آجاتی اور پھر ان کے منع کرنے کے باوجود ہر کام میں ان کی مدد ضرور کرتی انامتہ اور رمتا کی پر خلوص فطرت کی وجہ سے ان سے جلد ہی اس کی دوستی ہو گئی تھی دوسری طرف فیصل کے انکار نے ندرت کو پریشان کر دیا تھا مگر فیصل ندرت کو منانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا اب بھی وہ ان کے گٹھنے سے لگا بیٹھا

تھا

"پلیز ماما جان مان جائیں نا پراس اس کے بعد آپ کو کبھی تنگ نہیں کروں گا" اس نے منت بھرے لہجے میں کہا

"تم جانتے ہو تمہاری اس ضد نے میری راتوں کی نیندیں اڑادی ہیں ایک اکلوتا بیٹا ہے میرا وہ بھی چھین لیا اس ستارہ نے مجھ سے ساری عمر میری خوشیوں سے جلتی رہی ہے یہ عورت پہلے میرا شوہر اور اب اس کی بیٹی نے میرا بیٹا پھانس لیا کبھی معاف نہیں کروں گی ستارہ تمہیں اللہ پوچھے" وہ جھولی اٹھا کر ستارہ کو بددعائیں دینے لگیں

"مما میں یہ سب آپ کے لیے ہی کر رہا ہوں" فیصل نے پینتر ابد دلا

"کیا مطلب؟؟؟" وہ چونک گئیں

"میں جانتا ہوں ستارہ خالہ کی وجہ سے آپ نے ساری زندگی کس طرح گزاری ہے اب بس یہی صحیح موقع ہے ان سے بدلہ لینے کا" اس نے نئی راہ دکھائی بات کا پس منظر سمجھ کر ندرت کے ہونٹوں پر شاطرانہ مسکراہٹ آگئی



شہاب صاحب نے جو نہی آنکھیں کھولیں ایک کراہ ان کے ہونٹوں سے نکل گئی ان کے ہاتھ کرسی سے بندھے ہوئے تھے اور سامنے ہی ایک خوب رو دراز قدم و قامت والا نوجوان کھڑا تھا وہ چونک گئے ساری حسیات بیدار ہو گئیں

"ف۔ فیضی" لب تھر تھرائے مقابل کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آگئی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا شہاب کے سامنے آگیا

"بڑی اچھی یادداشت ہے آپ کی تو" وہ ہنوز مسکرا رہا تھا دائیں گال پر پڑتا ڈمپل مزید گہرا ہو گیا شہاب صاحب بغور اس کے نقش دیکھ رہے تھے جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہوں

"کو۔ کون ہو تم؟؟" انہوں نے تھوک نکل کر پوچھا نظر چہرے پر جمی تھی حیدرانکی کرسی کی پشت پر ہاتھ ٹکا کر قریب جھکا

"میں وہ ہوں جس کے بارے میں شاید تم نے کبھی نہیں سوچا ہی نہیں



کو۔ کون ہو تم؟؟" انہوں نے تھوک نکل کر پوچھا نظر چہرے پر جمی تھی حیدرانکی

کرسی کی پشت پر ہاتھ ٹکا کر قریب جھکا

"میں وہ ہوں جس کے بارے میں شاید تم نے کبھی نہیں سوچا"

"میں وہ فرار قیدی ہوں جس کے لیے تم نے زندان تیار کروایا تھا میں وہ بد نصیب بیٹا ہوں جس کے باپ کو تم نے بے قصور مار دیا میں وہ بد نصیب مسافر ہوں جسے تمہاری وجہ سے در بدر ہونا پڑا جسے تمہاری وجہ سے جرم کی دنیا بسانی پڑی اپنی خواہشوں کا گلا گھونٹنا پڑا محرومیاں سہنی پڑی کرچی کرچی ہوئے خوابوں کو خود اپنے ہاتھوں سے چننا پڑا سمجھ گئے ہونا یا اور بھی بتاؤں تمہیں" لہجہ سخت تھا تو الفاظ اس سے بھی زیادہ بے رحم اس کی آنکھوں سے لہو ٹپک رہا تھا شہاب پر گھبراہٹ طاری ہو گئی وہ پلٹا اور کرسی کھینچ کر سامنے بیٹھ گیا کچھ لمحے شہاب کی آنکھوں میں دیکھتا رہا جب بولا تو لہجہ سپاٹ تھا

"کیوں مارا فیضان شاہ کو تم نے؟؟؟"

"تم تم کیسے جانتے ہو؟؟؟" انکے کانپتی آواز میں پوچھنے پر وہ ہنس دیا اور دیر تک ہنستا رہا اس

کی ہنسی بھی شہاب کو خوفزدہ کر رہی تھی

دو دن سے وہ یہاں موجود تھے ہر طرح کی دھمکی اور چیخ و پکار پر بھی کسی زی روح نے

کان نہیں س دھرے تھے وہ شہاب شاہ جن کی ایک آواز پر نوکروں کی لائن لگ جاتی تھی آج بے بس ولا چار تھے وہ شہاب شاہ جن کے جلال سے دنیا ڈرتی تھی آج کسی کے رحم و کرم پر پڑے پانی کے دو گھونٹ کو ترس رہے تھے یہ وقت انہیں کس موڑ پر لے آیا وہ سمجھنے سے قاصر تھے حیدر سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا

"وہ بد کردار تھا" سختی سے آنکھیں میچ کر انہوں نے گویا خود کو بتایا تھا لہجہ کمزور تھا حیدر جھٹکے سے اٹھا

"تو تم کون ہوتے تھے انہیں سزا دینے والے جزا و سزا کا اختیار کس نے دیا تھا تمہیں

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

حیدر نے ان کے بال جکڑے

"باپ تھا وہ میرا سنا تم نے باپ تھا" وہ ان کی ساکت آنکھوں میں دیکھ کر بتا رہا تھا

"کس قدر ظالم ہو تم کسی کی معصوم آہیں سنائی نہیں دیں تمہیں کسی کی بے گناہی تمہیں نظر نہ آئی دولت کے لالچ میں اتنے اندھے ہو گئے تھے تم کہ اپنا خون ہی اس آگ میں دھکیل دیا ایک بار ایک بار ناسو چا تم نے کتنی محبت تھی انہیں کتنا چاہتے تھے بابا تمہیں

"چیخ چیخ کر کہتا وہ اپنے باپ کی بے گناہی ثابت کر رہا تھا شہاب کی ہچکی بندھ گئی حیدر ٹھٹھک کر رک گیا خاموش ہو گیا مگر چہرے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ آئی

"ہاں ہاں میں نے مارا ہے اسے خود مارا ہے" شہاب نے روتے ہوئے اعتراف کیا حیدر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

"صرف فیضان کو نہیں تہمی کو بھی مارا ہے میں نے میں جانتا تھا کہ وہ بے قصور تھے لیکن اس وقت میری آنکھوں پر پٹی بندھی تھی لالچ کی پٹی انتقام کی پٹی تم مجھے کیا سزا دو گے میری زندگی خود سزا ہے میرے لیے ختم کر دو اس زندگی کو نجات دلا دو مجھے اس کرب سے لے لو بدلہ اپنے باپ کا" وہ گویا پھٹ پڑے تھے برسوں کا احساس جرم جو دل میں چھپا تھا لاوے کی صورت بننے لگا حیدر تھکے تھکے انداز میں ان کے سامنے ہی بیٹھ گیا اب اس کے چہرے پر سختی نہیں تھی آنسو تھے آنکھیں برس رہی تھیں وہ رو رہا تھا ہاں حیدر شاہ رو رہا تھا وہ اپنے باپ کے قاتل کے سامنے رو رہا تھا درد بہا رہا تھا لب خاموش تھے ایک دوسرے میں پیوست وہ اس وقت ایک ہارے ہوئے جواری کی مانند تھا میری اینٹیں اکھڑ رہی ہیں یہ درد میرے حوصلے کی دیوار گرا دے گا

"میں نے تمہیں ڈھونڈنے کی کبھی کوشش نہیں کی جانتے ہو کیوں؟؟" اس کے سوال پر بھی حیدر کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ دوبارہ بولے

"کیوں کہ میں جانتا تھا فیضان شاہ کا بیٹا مجھ تک ضرور آئے گا اپنی امانت لینے اپنے باپ کا عہد نبھانے ضرور آئے گا اور میرا یقین بے جا نہیں تھا" وہ ر کے

"میں تم سے معافی نہیں مانگوں گا جانتا ہوں میرا گناہ قابل معافی نہیں ہے لیکن میری بیٹی بہت معصوم ہے اسکے دل میں آج بھی تم بستے ہو اسے میرے کیے کی سزا مت دینا تمہیں فیضان کی قسم میری بیٹی کو سزا مت دینا" وہ پھر سے رونے لگے حیدر سن بیٹھا رہ گیا اسے جس قسم کی زنجیر میں جکڑ دیا گیا تھا وہ چاہ کر بھی کچھ نہ کہہ پایا

ڈر ہے اکیلا دیکھ کر نہ گھیر لیں مجھے میری سادگی سے منکر تیرے خوش مزاج جملے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



ندرت نے شکلیہ کو پوری بات سے آگاہ کیا مگر وہ پھر بھی مطمئن نہ ہوئیں

"اور اگر فیصل کو نوائم سے سچ مچ محبت ہو گئی تو؟؟؟ کیا آپ نے دیکھا نہیں نوائم پوری

ستارہ پر ہے" وہ نوائم کی خوبصورتی سے خوفزدہ تھیں

"ارے کچھ نہیں ہوتا وہ میرا بیٹا ہے جو کہوں گی وہی کرے گا اور رہی بات نوائم کی تو وہ

جتنی بھی حسین ہو مرد اسی کے ساتھ گھر بساتا ہے جو حسب نسب اور کردار میں اعلیٰ ہو

اگر بات صرف خوبصورتی کی ہوتی تو ستارہ آج اکیلی کیوں ہوتی؟؟؟ "ندرت کی بات
شکلیہ کی سمجھ میں آگئی تھی ان کو راضی ہوتا دیکھ کر ندرت آگے

کاسوچنا لگی



"آپی شاپنگ پر چلیں" وہ تینوں اس وقت لان میں بیٹھی تھیں جب انامتہ نے کہا حور
علی کو سیری لیک کھلا رہی تھی

"بور ہو گئی ہو؟؟؟" رمتانے مسکرا کر پوچھا انامتہ نے اثبات میں سر ہلایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا میرے پاس تمہاری بوریت دور کرنے کا بہت اچھا آئیڈیا ہے" حور نے کہتے
ساتھ ہی نیک سک سے تیار گاڑی کا دروازہ کھولتے یاسر کو آواز دی

"یاسر بھائی پلیز ایک منٹ" یاسر چلتا ان تک آیا

"آپ کہیں جا رہے ہیں؟"

"جی میں تو جا رہا ہوں آپ بتائیں کوئی کام تھا؟؟؟" اس نے مسکرا کر اسی نرمی سے کہا جو

اس کی شخصیت کا خلاصہ تھی

"ایکچولی انامتہ کو مارکیٹ جانا تھا میں نے سوچا آپ جارہے ہیں تو" ابھی حور کی بات مکمل بھی ناہوئی تھی کہ یاسر درمیان میں ہی بول پڑا

"جی ضرور میں لے جاتا ہوں" اس کی جلد بازی پر حور اور رمتا کی ہنسی نکل گئی

"نہیں میں پھر کبھی چلی جاؤں گی آپ" انامتہ نے جھکی نظروں سے کہا

"کیوں آپ کو میرے ساتھ جانے پر کیا اعتراض ہے؟؟" یاسر نے اپنی مرضی کا مطلب اخذ کر لیا

"ایسی بات نہیں ہے... میں تو" انامتہ بوکھلا گئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلی جاؤ انامتہ بھائی لے جائیں گے" رمتا نے مسکراہٹ دبا کر شرارت سے کہا انامتہ سر ہلاتی اٹھ گئی یاسر پہلو بدل کر رہ گیا اپنے دل کی حالت پر وہ خود بھی حیران تھا



انامتہ اور یاسر کے جانے کے بعد وہ دونوں اندر آگئیں عادل ہاتھ میں شرٹ پکڑے سیڑھیاں اتر رہا تھا

"نوری کہاں ہے؟؟ اسے میں نے شرٹ پریس کرنے کو کہا تھا"

حسب معمول اس کے چہرے کے زاویے بگڑے ہوئے تھے ایک تلخ نگاہ حور ہر ڈال
 کر اس نے رمتا سے پوچھا

"ارے بھائی اب تو آپ کی بیوی آگئی ہے اس سے کروائیں یہ کام کیوں بے چاری نوری
 کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں" رمتا کے شوخی سے کہنے پر عادل نے لب بھینچ لیے

"جاؤ حور تم کر دو" رمتا نے بے نیاز کھڑی حور سے کہا ساتھ ہی علی کو پکڑنے کے لیے
 ہاتھ بڑھائے مگر وہ مزید حور سے چمٹ گیا حور ایک جتنی نظر عادل پر ڈال کر آگے بڑھ
 گئی ناچار عادل کو پیچھے پیچھے آنا پڑا اس کی سخت نگاہیں وہ اپنی پشت پر بھی محسوس کر سکتی
 تھی خلاف توقع کمرے میں آکر بھی عادل خاموش رہا اس نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا
 تو وہ اسے ہی گھور رہا تھا

"ویسے اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟؟" حور نے گھڑی پر نگاہ ڈال کر پوچھا جو شام کے
 پانچ بج رہی تھی

"جہنم میں" تراخ سے جواب ملا

"واو وہ جگہ تو آپ کو سوٹ بھی کرتی ہے" حور نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا

اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ آگ بگولا ہو گیا

"بکو اس بندر کھو اپنی اور جو کرنے آئی ہو وہ کرو"

"چلیں پھر علی کو پکڑ لیں یہ اکیلا نہیں بیٹھے گا" وہ بھی شرافت کے جامے میں آئی عادل

نے خاموشی سے علی کو گود میں اٹھالیا اور صوفے پر جا بیٹھا حور بھی شرٹ پکڑ کر استری

سٹینڈ کی طرف آگئی اگلے ہی لمحے عادل کا فون بجا وہ باہر نکل گیا

"پتہ نہیں کس کا فون ہے جو اتنا چھپ کر بات کی جا رہی ہے.. ہو نہہ" حور نے جل کر

سوچا یکدم اسے نیا خیال سوچھا اس نے شرٹ کو وہیں چھوڑا اور دروازے کی طرف چلی

آئی وہ پاس ہی کھڑا تھا

آواز بخوبی حور کے کانوں تک پہنچ رہی تھی

"جب کہہ رہا ہوں کہ تھوڑی دیر تک آ جاؤں گا تو سمجھ نہیں آرہی تمہیں" عادل کا

انداز سختی لیے ہوا تھا دوسری طرف سے جانے کیا کہا گیا

"تم آخر چاہتی کیا ہو؟؟" اب کے اس کا لہجہ دھیماتا تھا

حور کا دل زور سے دھڑکا تو اس کا خدشہ بے جا نہ تھا دوسری طرف کوئی لڑکی تھی وہ

د لگرفتہ سی کمرے میں واپس آئی شرٹ بری طرح جل چکی تھی پورے کمرے میں
 جلنے کی بو پھیل گئی "اوہ مائی گاڈ" اس نے سر پر ہاتھ مارا جلدی سے پلگ نکال کر علی کی
 طرف آئی جو اب رو رہا تھا اسے اٹھا کر درمیانی دروازے کی طرف بڑھی اور اندر سے
 لاک کر لیا



وہ کال بند کر کے جب کمرے میں آیا تو خالی کمرہ اسکا منہ چڑھا رہا تھا جلنے کی بو پوری کمرے
 میں پھیل چکی تھی وہ حیران سا ہوا بے اختیار ہی نظر استری اسٹینڈ کی طرف گئی اپنی قیمتی
 شرٹ کی یہ حالت دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا وہ تیز تیز چلتا دروازے تک آیا لیکن یہ کیا
 دروازہ لاک تھا اس نے دو تین بار کھولنے کی کوشش کی مگر بے سود اس کے اشتعال
 میں مزید اضافہ ہوا اب اس کا رخ دوسری طرف تھا جہاں سے علی کے ہسنے کی آوازیں
 آرہی تھیں

"دروازہ کھولو" دھاڑ کر کہا گیا جو اب ندارد

"سنائی نہیں دے رہا" آواز پہلے سے بھی تیز تھی مگر دوسری جانب ہنوز خاموشی تھی

عادل نے دروازے کو ہاتھ سے بجایا

"اگر تم نے دروازہ نہ کھولا تو میرے پاس اور بھی بہت سے طریقے ہیں دروازہ

کھلوانے کے" یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی حورا اٹھ کر دروازے کے پاس آگئی

جی فرمائیں "دروازہ کھولو" عادل نے سختی سے کہا

"نہ کھولوں تو" وہ ہنسی "تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا"

"وہ تو اب بھی نہیں ہے" بکو اس بند کرو اپنی"

"جب بند کی تھی تب بھی سکون نہیں مل رہا تھا"

"تم دروازہ کھول رہی ہو یا نہیں" "ایک شرط پر"

"میں تمہاری بات مانوں اتنا برا وقت نہیں آیا"

"تو پھر کمرے میں ہی رہیں"

"تمہیں کیا لگتا ہے تم نہیں کھولو گی تو میں کمرے میں ہی پڑار ہوں گا"

"ہاں بالکل"

"میں ابھی تمہاری یہ غلط فہمی دور کر دیتا ہوں"

"خبردار جو باہر سے کسی کو بلایا تو ابھی جا کر بابا سے آپ کی شکایت کر دوں گی انہیں اپنے

ساتھ ہونے والی ہر ظلم کی داستان من و عن سناؤں گی"

میں تمہارا منہ توڑ دوں گا"

"جو مرضی کر لیں مگر آپ 9 بجے سے پہلے کمرے سے باہر نہیں جاسکتے"

"کیا بکو اس ہے یہ"

"میں ہر گز نہیں چاہتی میرا شوہر کسی غیر لڑکی سے ملے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم تم میری جاسوسی کرتی ہو"

"یہی سمجھ لیں"

"میں جس مرضی کے ساتھ جاؤں تمہیں کوئی حق نہیں روکنے کا"

"مجھے پورا حق ہے سمجھے آپ" اس نے حق جتا یاد و سری طرف خاموشی چھا گئی کچھ دیر

جواب کا انتظار کرنے کے بعد وہ پلٹی تو اچھل گئی وہ اس کے سامنے ہی کھڑا تھا حور کے

چہرے کا رنگ بدلا

"آپ کیسے یہاں؟؟" اس کے پوچھنے پر عادل نے چابی اسکے آنکھوں کے سامنے لہرائی

"اب کرو بگو اس کیا کہہ رہی تھی تم" وہ دو قدم اس کی طرف بڑھا
 "کچھ کچھ بھی نہیں میں تو ابھی آئی ہوں یہاں علی سے پوچھ لیں" گبھراہٹ میں جو
 منہ میں آیا بغیر سوچے سمجھے بول گئی عادل نے علی کو دیکھا جو بیڈ پر لیٹا حور کے دوپٹے
 سے کھیل رہا تھا عادل کو بڑھتے دیکھ کر وہ دیوار سے جا لگی

"تمہیں سمجھ نہیں آتا ایک ہی بار میں؟؟؟" عادل نے اسے شانوں سے جکڑا
 "نہیں آپ کو تو بولنا ہی نہیں آتا تو سمجھ کیسے آئے گا؟؟؟" جواب حاضر تھا عادل نے سرتا
 پیرا سے دیکھا
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "تم ہو کیا؟؟؟ اتنا کڑتی کس چیز پر ہو؟؟؟"

"آپ کو کچھ بھی بتانے کی پابند نہیں ہوں سمجھے آپ" اس کی آنکھوں میں موجود
 حقارت نے حور کو سلگا دیا تھا تبھی تلخی سے جواب دے کر اس کے ہاتھ جھٹکے اور کمرے
 سے نکل گئی عادل نے پر سوچ نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا



وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی شہاب نے اسے فون کر کے ایک ایڈریس پر

آنے کو کہا تھا اور وہ اتنی خوش تھی کہ بغیر کچھ پوچھے فوراً جانے کو تیار ہو گئی کچھ ہی دیر میں وہ مطلوبہ فلیٹ کے سامنے تھی دروازہ کسی انجان نے کھولا اسے دیکھ کر وہ شاید سکتہ میں چلا گیا تھا مہک نے گلا کھنکھار کر اسکو متوجہ کیا وہ یکدم ہوش میں آیا

"مجھے بابا نے بلایا ہے کیا وہ یہیں ہیں؟؟" حیدر سر ہلاتا راستے سے ہٹ گیا سامنے صوفے پر ہی شہاب صاحب براجمان تھا ان کے ساتھ تین لوگ اور بھی تھے جنہیں وہ پہچاننے سے قاصر تھی

"بابا" وہ اپنے باپ کی طرف بڑھی وہ بھی اٹھ گئے

"آپ ٹھیک ہیں نا بابا؟؟ کہاں تھے آپ؟؟ اتنا پریشان ہو گئے تھے ہم" مہک نے ان کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا شہاب اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر مسکرا دیئے

"آج تمہارا نکاح ہے میں نے اسی لیے تمہیں بلایا ہے" انہوں نے گویا دھماکہ کیا وہ ساکت سی ان کا چہرہ دیکھنے لگی

"پریشان مت ہو میں تمہیں غلط باتوں میں نہیں سوچوں گا میں تمہاری خواہش جانتا ہوں تمہارا نکاح حیدر سے ہی ہوگا" ان کی آواز سرگوشی سے زیادہ بلند نہ تھی مہک پھٹی

پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی برف ہوئے حواسوں کے ساتھ سے کب اس نے
 نکاح نامے پر دستخط کیے اور وہ کب مہک مہر شہاب شاہ سے مہک مہر حیدر بن گئی جان
 ہی نہ سکی اسے تو بس اتنا یاد تھا کہ اب وہ ایک قاتل اور ایک بد کردار کے بیٹے کی منکوحہ
 ہے

کاش کہ ہم ان کی محبت پر راج کرتے

جو کل تھی وہ محبت آج کرتے



ہمیں غم نہیں ان کی بے وفائی کا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارمان تھا ہمیں اپنی محبت پر ناز کرتے



ندرت شکیلہ اور وقار کے ساتھ افضل صاحب کے پاس آئیں وہ جو کسی فائل میں

مصروف تھے چونک کر انہیں دیکھنے لگے

"بیٹھے" انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور منتظر نگاہوں سے ان کا چہرہ دیکھنے لگے

"ستارہ کو بلائیں جو بات ہوگی اس کے سامنے ہوگی" وقار نے بات شروع کی لہجہ اکھڑا

اکھڑا تھا ان کی حیرت دو چند ہو گئی

"نوری ستارہ کو بھیجو" کچھ ہی دیر میں کچن سے ستارہ نکلتی دکھائی دی افضل صاحب کے اشارے پر وہ صوفے پر ٹک گئیں

"آپ کا کہنا تھا کہ آپ اس کے سر پرست ہیں؟؟" وقار نے طنزیہ پوچھا

"میں آج بھی یہی کہوں گا" ان کا لہجہ بے لچک تھا ستارہ کا سر مزید جھک گیا

"اس کی بیٹی کے متعلق بھی کچھ سوچا ہے یا نہیں" ندرت نے لب کشائی کی ستارہ کا دل مختلف خدشات میں گھرنے لگا

"کیا کہنا چاہتی ہیں؟؟" افضل صاحب الجھگئے

"مطلب صاف ہے افضل بھائی۔ کون کرے گا اس سے شادی اس کی حقیقت سے سب واقف ہیں یہ کڑوا گھونٹ ہمیں ہی پینا پڑے گا آخر کو وہ سکندر کی بھی تو بیٹی لگتی ہے

"ان کی تمہید کا مطلب تو ستارہ کو سمجھ نہ آیا البتہ آخری بات پر انہیں دھچکا لگا تھا

"اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ نوائم کی شادی فیصل سے کر دی جائے آخر اپنوں کے

عیبوں پر خود ہی پردہ ڈالنا پڑتا ہے" شکیلہ نے تلخی سے کہہ کر بات مکمل کر دی افضل

صاحب کو حیرت کا دھچکا لگا انہوں نے بے اختیار ہی ستارہ کی جانب دیکھا جن کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا وہ ساکت نظروں سے ندرت کو تک رہی تھی عیب والی بات نے ان کے جسم میں چنگاریاں سی بھردی تھیں وہ خود کو مضبوط کرتیں صوفے سے اٹھ گئیں

"نوائم میری بیٹی ہے اس کا فیصلہ میں کروں گی آپ لوگوں کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں

"ان کا لہجہ دو ٹوک تھا وقار کا پارہ ہائی ہو گیا

"کیوں حاصل نہیں اتنا عرصہ اسے گھر میں رکھا اس کے اخراجات برداشت کیے

"وقار بول رہے تھے اور ستارہ گنگ تھیں وہ پوچھنا چاہتی تھیں کونسا خرچہ برداشت کیا

؟ کونسی محبت اس کی جھولی میں ڈالی تھی کونسا ایسا احسان کیا تھا جس کا وہ خرچ وصول کرتے

"اس کو نواب ولایت میں رہنے کا شرف حاصل رہا کیا یہ کم نہ تھا ورنہ اس جیسی ناجائز

اولادوں کو لوگ کوڑے دانوں میں پھینک دیتے ہیں یہ ہمارا ہی ظرف تھا کہ اس گند کو۔

"

"بس خاموش" ستارہ ہاتھ اٹھا کر چلائیں وقار کی زبان کو بریک لگا افضل صاحب بھی

حیران تھے جبکہ سیڑھیاں اترتا عادل ٹھٹھک کر انہیں دیکھنے لگا ان کا یہ روپ سب کے

لیے نیا تھا

"آپ کا کیا ظرف تھا یہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا نواب و قادر رانی صاحب۔ نو ائم کے وجود کو نواب و لا کا مکین بننا آپ کے ظرف کی نہیں بابا کی میرے بابا کی محبت کا ثبوت ہے آپ سے تو مجھے کل بھی کسی اچھے کی امید نہیں تھی لیکن اپنی بیٹی کو میں کسی کی نفرت یا ضد کی بھینٹ چڑھنے نہیں دوں گی وہ کسی کی امانت ہے اور جب تک میری سانسیں ہیں میں اس امانت کی حفاظت کروں گی" وہ بولتی چلی جا رہی تھی و قار کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا انہوں نے کچھ بولنا چاہا مگر افضل صاحب کے ہاتھ اٹھا کر روکنے پر خاموش ہو گئے

"بے فکر رہو ستارہ جو تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا" ان کی تسلی پر ستارہ نے تشکر آمیز نظروں سے انہیں دیکھا ایک سلگتی نگاہ ندرت پر ڈال کر وہاں سے ہٹ گئیں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے فیصل کے چہرے پر غصہ و انتقام کی جھلک واضح تھی اس کا زہن اب کچھ اور سوچ رہا تھا



حیدر اسے لے کر اپنے گھر آیا تھا وہ بے حد خاموشی سے اس کے ساتھ آگئی ایک بار بھی

نظر اٹھا کر اس نے حیدر کو نہ دیکھا تھا حیدر کو اس کی خاموشی محسوس ہوئی تھی مگر فی الحال اسے اس کے حال پر چھوڑنے کا فیصلہ کر کے وہ کمرے سے باہر آ گیا مہک نے اسے جاتا دیکھا تو گہری سانس بھر کر صوفے کی پشت سے سر ٹکا دیا اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی دل اگر حیدر کے حق میں تھا تو دماغ دل کے فیصلے سے انکاری تھا

وہ حیران تھی اس کے بابا تو فیضان اور اس کی فیملی سے نفرت کرتے تھے پھر کیسے حیدر سے شادی پر اتنی جلدی رضامند ہو گئے؟؟ کیا انہیں ذرا بھی مجھ سے محبت نہیں تھی؟؟ یہ سوچ آتے ہی اس کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئیں یکدم ہی اس کا زہن حیدر کی طرف چلا گیا کیا وہ آج بھی اس کا جو جو تھا؟؟ کیا آج بھی اس کے دل میں مہر کے لیے محبت تھی؟؟ بہت سے سوالات تھے جن کے جواب اسے حیدر سے لینے تھے وہ اس کی تلاش میں کمرے سے نکلی سیڑھیاں اتری تو سامنے ہی وہ وہ صوفے پر نظر آ گیا آنکھیں بند کیے صوفے کی پشت سے سر ٹکائے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا سوچ کتنی تکلیف دہ تھی اس کا اندازہ اس کے چہرے کی پرچھائیوں سے بخوبی ہو رہا تھا مگر اسے چہرے پڑھنے ہی کہاں آتے تھے وہ تو یک ٹک اسے دیکھے جارہی تھی کتنا شاندار کتنا مکمل

تھا.... اپنی پوری زندگی میں اس نے اتنا خوبصورت... اتنا وجیہہ مرد نہ دیکھا تھا کیا یہ شخص اس کا تھا؟؟ وہ بے یقین ہونے لگی

"کون کرے گا تم جیسی کالی سے شادی کبھی آئینہ میں دیکھا ہے خود کو؟؟" فہد کی آواز کانوں میں گونجی وہ احساس کمتری میں مبتلا ہونے لگی اور یہ احساس کچھ غلط بھی نہ تھا اگر حیدر اور مہک کو ساتھ کھڑا کیا جاتا تو وہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھی یہ اس کی نظروں کی تپش تھی کہ حیدر نے آنکھیں کھول دیں اسے یوں خود پر نظریں جمائے دیکھ کر وہ حیران ہوا مہک کی آنکھیں اب اس کی آنکھوں پر تھیں یہ آنکھیں تو اسے کبھی بھولی ہی نہ تھیں مگر اب اسے ان آنکھوں میں دیکھنے سے خوف محسوس ہو رہا تھا بد صورت ہونے کا احساس حاوی ہونے لگا وہ پلٹ کر جانے لگی جب حیدر کی گھمبیر آواز سنائی دی

"مہر و" اس کی آواز بھی بلاشبہ خوبصورت تھی وہ رک گئی مگر پلٹ کر نہ دیکھا دیکھ بھی کیسے سکتی تھی وہ شخص خود میں اتنی کشش رکھتا تھا کہ مقابل کو خود سے محبت پر مجبور کر دے

"آؤ بیٹھو کچھ باتیں کلیئر کر لیں" اس نے حیدر کو کہتے سنا وہ ٹس سے مس نہ ہوئی اسے

یوں جمادیکھ کر حیدر اٹھ کر اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا

"جانتا ہوں جن حالات میں ہماری شادی ہوئی تم تو کیا میں بھی زہنی طور پر تیار نہیں تھا تمہارا تو مجھے معلوم نہیں مگر مجھے ابھی کچھ وقت درکار ہے اس رشتے کو نبھانے کے لیے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنے کے لیے مجھے کچھ وقت چاہئے اور کیوں چاہئے یہ میں تمہیں وقت آنے پر بتاؤں گا" وہ خاموش ہوا تو مہک نے پلٹ کر اسے دیکھا وہ عین اس کے پیچھے کھڑا تھا چند لمحے اسے دیکھتی رہی اسے یوں دیکھتے پا کر وہ مسکرا دیا صاف

شفاف بے ریا مسکراہٹ

"تم نے مجھ سے شادی کیوں کی" سوال بے حد غیر متوقع تھا حیدر کی مسکراہٹ پل

بھر میں سمٹی اسے خاموش دیکھ کر مہک کا حوصلہ بڑھا

"جو پوچھا ہے وہ بتاؤ" اب کے اس نے چیخ کر کہا لہجہ گستاخانہ تھا حیدر کا چہرہ سرخ ہو گیا

"یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہو میں اس لہجے میں بات سننے کا عادی ہر گز نہیں ہوں

"اس نے ٹھنڈے لہجے میں تشبیہ کی تھی وہ مزید مشتعل ہوئی

"تو تمہیں اس انداز میں بات سننے کی عادت ڈال لینی چاہئے کیوں کہ میں قاتل کے بیٹے

سے کوئی نرمی برتنے کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں" اس کے سخت الفاظ پر حیدر دنگ
 رہ گیا ایسی بات کی اسے ہر گز امید نہیں تھی

"کیا بکو اس ہے یہ؟؟؟" اس نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا مہک استہزائیہ ہنسی
 "تو اب مطلب بھی میں بتاؤں؟؟؟ تمہارا باپ نہ صرف بد کردار تھا بلکہ میری ماں کا
 قاتل بھی ہے جب کسی بھی طرح میری ماں تک رسائی ناپاسکا تو اس نے میری ماں کا
 قتل کر دیا یہ ہے تمہارے باپ کی اصلیت۔"

"چٹاخ" حیدر کا ہاتھ اٹھا تھا اور اٹھتا ہی چلا گیا یکے بعد دیگرے کئی تھپڑوں نے اسے
 ادھ موا کر دیا وہ زمین پر جا گری اسکے لفظوں پر حیدر کی کنپٹیاں سلگ اٹھیں تھیں وہ
 مٹھیاں بھینچے بمشکل خود کو روک رہا تھا کچھ بعید نہ تھا کہ وہ اس کا قتل کر دیتا مہک چہرے
 پر ہاتھ رکھے اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی جواب ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی اپنے سر پر
 انڈیل کر خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا انتہائی طیش میں اس نے جگ دیوار پر
 دے مارا اور بغیر اسے دیکھے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا مہک چہرے ہر ہاتھ رکھے
 پھوٹ پھوٹ کر رو دی

ایک موتی سا کسی سیپ کے پہلو میں رہوں

پھر میں آنکھوں کے سمندر سے اچھالا جاؤں

ہائے میں تاج محل جیسا نظر آتا رہوں

ہائے جمنائے کنارے پہ سنبھالا جاؤں

عشق آدم کو کسی روز میں تسخیر کروں

میں بھی جنت سے تیرے ساتھ نکالا جاؤں



عادل لاؤنج میں موجود تھا اس کی گود میں علی تھا ادینہ نے اسے دیکھا تو وہیں چلی آئی

"کیسے ہو؟؟؟ نظر ہی نہیں آتے گھر پر کبھی ہمارے لیے بھی وقت نکال لیا کرو" ادینہ

مسکرا کر کہتی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی عادل کے ماتھے پر موجود شکنوں میں لاتعداد

اضافہ ہو گیا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سخت سناتا اسے سامنے کچن سے حور نکلتی دکھائی دی

لمحہ لگا تھا اسے موڈ بحال کرنے میں چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اس نے ادینہ کی طرف

دیکھا

"ہم نے کہاں جانا ہے آپ حکم کریں وقت بھی نکل آئے گا" عادل کے اتنے میٹھے

جواب پر ادینہ بے ہوش ہوتے ہوتے پچی علی اپنے ننھے ہاتھوں سے عادل کے پاس پڑا
موبائل اٹھا چکا تھا

"آج تو بہت اچھا موڈ ہے" ادینہ نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا

"اتنے خوبصورت چہرے دیکھنے کو ملیں گے تو موڈ تو خود بخود خوشگوار ہو جائے گا" اس
کی تعریف نے جہاں ادینہ کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا تھا وہیں پیچھے کھڑی حور کو سلگا دیا
تھا وہ پیر پختی کچن میں چلی گئی عادل کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ ٹھہر گئی

کچھ ہی دیر بعد وہ جگ اور گلاس ٹیبل پر رکھنے باہر آئی تو سامنے کے منظر نے اس کا دماغ
گھما دیا علی اب ادینہ کی گود میں تھا اور برے برے منہ بنا رہا تھا وہ دونوں اس سے بے
نیاز اپنی باتوں میں مگن تھے وہ تیز تیز چلتی ان تک پہنچی اور چھٹنے کے انداز میں علی کو
ادینہ کے ہاتھوں سے لیا ادینہ تو اس افتاد پر بوکھلا کر رہ گئی عادل نے حیرت سے سر اٹھا کر
اسکا لال بھبھو کا چہرہ دیکھا بلاشبہ وہ غصے میں بھی بے حد حسین لگ رہی تھی عادل کے
دل نے اعتراف کیا وہ دل کی سرگوشی سے نظر چراتارخ پھیر گیا

"خبردار اگر میرے بیٹے کو آج کے بعد تم نے ہاتھ بھی لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گی تمہارے

"اس نے دھمکی کے انداز میں انگلی ادینہ کو دکھا کر کہا پھر عادل کی طرف اشارہ کیا

"البتہ بے کار چیزوں سے تم اپنی جھولی بھر سکتی ہو" اس کے انداز پر دونوں ہکا بکارہ گئے
جب تک عادل کو اس کے جملے کی سمجھ آئی وہ جاچکی تھی



فیصل غصے سے کمرے میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا ندرت اسے سمجھا بجھا کر تھک چکی
تھیں مگر وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہ تھا اس پر جنون سوار ہو چکا تھا ہر حال میں اسے نوائم
چاہئے تھی

"سمجھتی کیا ہے یہ خود کو؟؟ اس کے انکار کی اوقات ہی کیا ہے؟؟" فیصل نے تنفر سے
سر جھٹکا غصے سے وہ ہر لحاظ بھلا چکا تھا

"ٹھنڈے دماغ سے سوچو کیوں خود کو ہلکان کر رہے ہو... تمہارے لیے لڑکیوں کی کمی
تھوڑی ہے" شکیلہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا

"کچھ بھی ہو جائے میری زندگی میں نوائم کسی کی نہیں ہو سکتی وہ صرف فیصل ہاشم کی
ہے بتا دیجئے گا اپنی بہن کو ورنہ میرے پاس اپنی بات سمجھانے کے اور بھی بہت سے
طریقے ہیں" کہہ کر وہ رکنا نہیں تھا ندرت نے پر سوچ نظروں سے فیصل کی پشت کو

دیکھا شکلیہ مسکرا دی انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہو اب آئے گا مزہ



"بی بی جی صاحب کہہ رہے ہیں ان کا اور ادینہ بی بی کا کھانا بھی لگا دیں وہ دونوں اکٹھے

کھائیں گے" ملازمہ نے آکر حور کو اطلاع دی

"کون سے صاحب؟؟" حور نے ابرو اچکا کر پوچھا ساتھ ہی علی کو ٹیبل پر بٹھایا

"عادل صاحب نے" حور کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ ہو گیا تاثرات چھپانے کو وہ

رخ پھیر گئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا تم یہ چاول نکالو ڈش میں" وہ نوری سے کہہ کر خود بھی برتن نکالنے لگی علی نے

اچھے بچوں کی طرح پاس پڑے ڈونگے کا ڈھکن اٹھایا جس میں سالن تھا پھر اس نے اپنے

ہاتھ میں پکڑے عادل کے موبائل کو دیکھا اور بڑے آرام سے موبائل ڈونگے میں رکھ

دیا اب وہ اپنی کارکردگی پر خوش ہو رہا تھا اس کے کھکھلانے پر حور پلٹی سامنے کا منظر

حیران کن تھا یکدم اسکے ذہن نے کام کیا اس نے نوری سے آنکھ بچا کر ڈونگا اٹھایا اس

میں مزید سالن ڈال کر بھر دیا اب موبائل چھپ چکا تھا دل ہی دل میں خوش ہوتے

اس نے سالن بھجوا یا اور خود وہیں بیٹھ کر عادل کے ری ایکشن کا انتظار کرنے لگی



"مہر بی بی جی صاحب کہہ رہے ہیں آکر کھانا کھا لیجئے" ملازمہ نے حیدر کا پیغام مہک تک پہنچایا جو گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی اس نے صبح کا کچھ نہ کھایا تھا صبح کی تلخ کلامی کے بعد حیدر گھر سے نکل گیا تھا ابھی کچھ دیر قبل ہی اس کی واپسی ہوئی تھی کمرے میں آنے کی بجائے اس نے ملازمہ کو کہہ کر مہک کو کھانے کے لیے بلا یا وہ خاموشی سے اٹھ کر نیچے چلی آئی حیدر شاید اس کا ہی منتظر تھا اسے آتا دیکھ کر کھانا شروع کر دیا مہک بھی خاموشی سے کھاتی رہی کن آنکھیوں سے اس نے حیدر کی طرف دیکھا اس کا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا نہ خوشی نہ غمی وہ کوئی نتیجہ اخذ نہ کر پائی کچھ کرنے کی آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا سامنے ہادی کھڑا تھا سخت تاثرات لیے وہ ان دونوں پر نظر جمائے ہوئے تھا بیگ دائیں طرف زمین پر پڑا تھا مہک اسے یہاں دیکھ کر حیران ہوئی جبکہ حیدر مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا

"واٹ آپلیزنٹ سر پرائز.... تم نے بتایا ہی نہیں" حیدر اس کے احساسات سے انجان گر مجوشی سے گلے لگانے آگے بڑھا ہادی نے درشتی سے اس کے ہاتھ جھٹکے وہ ٹھٹک گیا

"کیا ہوا ہادی" حیدر نے حیرت سے اس کے تاثرات دیکھے جس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو رہا تھا شعلہ بار نظروں سے ہادی نے باری باری دونوں کو دیکھا اس کی آنکھوں میں کچھ تھا جسے وہ فی الحال سمجھنے سے قاصر تھا

"تو جو مجھے معلوم ہوا وہ غلط نہ تھا آپ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں آپ کو ایک بار بھی خیال نہ آیا کہ مجھ پر کیا گزرے گی" وہ اتنی زور سے چلایا کہ مہک کو اپنے کان پھٹتے محسوس ہوئے ساتھ ہی اس نے حیدر کا گریبان تھام لیا تھا وہ اس کی حرکت پر گنگ رہ گیا اسے ہادی سے ایسی امید ہی کہاں تھی



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



"یہ کیا کہہ رہے ہو ہادی؟"

"مت لو میرا نام کچھ نہیں لگتا میں تمہارا۔ قاتل ہو تم میری محبت پر ڈاکہ ڈالا ہے تم نے"

"چیخ چیخ کر اس کی ذات کی دھجیاں اڑاتے اس نے جھٹکے سے حیدر کا گریبان چھوڑا"

"ہادی میری بات سنو" اتنا سب سننے کے بعد بھی وہ سخت لہجہ نہ اپنا سکا حیدر نے اسے بازو سے تھامنے کی کوشش کی مگر وہ ہاتھ جھٹکتا دو قدم پیچھے ہوا

"یہ میری محبت تھی جس سے تم نے زبردستی شادی کر لی صرف میری خوشی چھیننے کے لیے" ہادی مہک کی طرف اشارہ کر کے دھاڑا حیدر کو لگا کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں ڈال دیا ہو اس کے سفید پڑتے چہرے کو نظر انداز کرتے ہادی نے انتہائی طیش میں گلہ ان اٹھا کر اس کی طرف اچھال دیا سنے بروقت بڑھا کر خود کو بچا یا ہادی کا یہ روپ اسکے ہر لفظ ہر دلیل کو بے زبان کر گیا تھا اس کے پاس اپنی صفائی میں کہنے کو کچھ بھی نہ بچا ہادی کی آنکھوں میں موجود نفرت کی پرچھائیاں اور چھلکتی اجنبیت اس کے ہر جواب کا گلا گھونٹ گئی

"جار ہا ہوں میں مبارک ہو تمہیں یہ جنت کبھی معاف نہیں کروں گا تمہیں کبھی نہیں انگلی اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہتا ہوں سے پاتال میں دھکیل گیا حیدر کو محسوس ہوا کہ وقت ایک بار پھر پیچھے چلا گیا ہو وہ پھر سے بھری دنیا میں اکیلا رہ گیا ہے کبھی کبھی کچھ بھی نہیں بچتا ہمارے پاس سوائے خالی ہتھیلیوں کے جن پے چہرہ رکھے آپ پھوٹ پھوٹ کر رو دیتے ہیں شاید یہ بے بسی کی آخری حد ہوتی ہے 😞

وہ اس کے پیچھے لپکا "ہادی۔۔ ہادی۔۔ ہادی" کو پلیرز کو میری بات سنو "وہ مین گیٹ تک اس کے پیچھے آیا تھا ہادی نے بے رحمی سے اس کے ہاتھ جھٹکے اور نفرت بھری

نظروں سے اسے تکتا گیٹ پار کر گیا وہ خالی ذہن اسے جاتا تکتا رہا اس کے چہرہ پر آنسو کی

لکیریں بننے لگیں نظریں گیٹ پر جمی تھیں

مرشد خدا کی ذات پہ اندھا یقین تھا..

افسوس اب یقین بھی اندھا نہیں رہا!!..

"واہ واہ.... داد دینی پڑے گی آپ کو" مہک کی تمسخر اڑتی آواز پر وہ ہولے سے پلٹا وہ

اس کے عین سامنے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی

"کیا اب تک حقیقت سے انجان رکھا ہے اسے بتایا کیوں نہیں کہ وہ تمہارا بھائی نہیں

ہے" وہ پھنکاری تھی

"جسٹ شٹ اپ وہ بھائی ہے میرا" حیدر کے چبا چبا کر کہنے پر وہ ہنسی

"تمہارا کمزور لہجہ تمہارے جھوٹ کی چغلی کھا رہا ہے ویسے بھائی کے بھائی سے پیار کا

دلکش نظارہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں" اس نے گویا مزاق اڑایا تھا حیدر نے

ضبط کی انتہا پر پہنچ کر اسے دیکھا اور بغیر کچھ کہے لڑکھڑاتے قدموں سے اندر کی طرف

بڑھ گیا۔



"یہ کیا ہے؟" وہ تن فن کرتا حور کے سامنے پہنچ گیا وہ جو علی کو سلا رہی تھی چونک کر اسے دیکھنے لگی نظر جو نہی اس کے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر گئی تو وہ خود پر کنٹرول نہ رکھ سکی اور کھلکھلا کر ہنس پڑی جس نے عادل کے غصے کو مزید ہوا دی

"منہ بند کرو اپنا

"او کے او کے" وہ ہاتھ اٹھا کر ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی

"اتنا گھمنڈ کس چیز پر ہے تمہیں ہوں؟" عادل نے اسے بازو سے دبوچ کر اپنے سامنے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھڑا کیا

"ایسا تو کچھ نہیں ہے بازو چھوڑیں میرا" اس نے بازو چھڑوانا چاہا

"تمہیں کیا لگتا ہے تم ان اداؤں سے مجھے اپنا اسیر کر لو گی ہوں؟؟" عادل نے جھٹکے

سے اسے قریب کیا

"میں نے ایسی کبھی کوشش کی ورنہ آپ اب تک میرے قدموں میں گر چکے ہوتے

"حور نے بھی جواباً اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا عادل کا میٹر گھوم گیا اس نے

کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا

"یہ اوقات ہے میری نظر میں تمہاری اگر تمہاری بکو اس برداشت کر لیتا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم میری توہین کرنے لگو مت بھولو کہ تم یہاں میرے بیٹے کی وجہ سے ہو" اس نے منہ کو کافی کھینچ کر کہا حور کی آنکھیں آنسو سے بھر گئیں اس سے پہلے عادل پلٹتا حور نے اس کو آستین سے پکڑ کر روکا

"آیم سوری میں غلط تھی یہ تو آپ کا بیٹا ہے میں خواہ مخواہ اسے اپنا سمجھنے لگی آپ کو میری وجہ سے جو تکلیف ہوئی اس کے لیے معذرت چاہتی ہوں" اس کی آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں ہو گیا عادل نے حیرت سے اس کا یہ روپ دیکھا ورنہ وہ تو ہمیشہ ایک بولڈ اور نڈر لڑکی کے طور پر نظر آئی تھی عادل کے دل کو یکدم کچھ ہوا بس ایک لمحے کا کھیل تھا اس کے آنسو نے جانے کس انداز میں اس ہر اثر کیا کہ وہ سب غصہ نفرت بھول کر اسکی آنکھوں میں ڈوبنے لگا گہری شہد رنگ آنکھیں لمبی خم دار پلکیں سرخ ہونٹ اور بے تحاشہ گوری رنگت وہ بلاشبہ ایک حسین لڑکی تھی عادل نے آج پہلی بار اسے غور سے دیکھا تھا

"میں بہت جلد آپ کو اس تکلیف سے نجات دلا دوں گی" اس کی روتی بلکتی آواز اس

کے کانوں سے ٹکرائی وہ اسے روکنا چاہتا تھا مگر وہ بغیر موقع دیئے کمرے سے نکل گئی



بتا رہے ہو زمانے بھر کو

میری وفائیں، میری خطائیں

جب بات ٹھہری شکایتوں کی

جو ہم کریں گے، برا لگے گا

ہمیں بھی تم سے بڑے گلے ہیں

بتادیں سب کو،،،؟؟؟

خیر چھوڑو،،،!!

نہیں ہے مہک جو تم میں محبتوں کی

جو ہم کریں شکایت کوئی

تو برا لگے گا،،،!!



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Ghazals|Fiction|Drama|Screenplay|Etc.

ہاں سارا شہر گواہی دے گا

تیری عدالت،، تیرے ہیں قاضی

اگر بات آئی عداوتوں کی

جو ہم کریں گے،، تو بُرا لگے گا،

وہ گھر سے نکل کر پیدل سڑک پر چلنے لگا وہ نہیں جانتا تھا اب اسے کیا کرنا ہے وہ اتنی رات کو کہاں جائے گا مہک کو حیدر کے ساتھ دیکھ کر وہ خود پر قابو نہیں رکھ پایا تھا وہ امریکہ میں تھا جب نایاب نے اسے فون کر کے بتایا کہ حیدر نے زمان شاہ کا قتل کر دیا ہے اور مہک کو زبردستی اٹھا کر لے گیا ہے

"میں نے اسے بتانے کی بہت کوشش کی ہادی کہ مہک ہادی کی پسند ہے جانتے ہو جو اباً

اس نے کیا کہا"

"کیا کہا؟؟؟" ہادی کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی

"اس نے کہا کہ ہادی کی پسند ہے اسی لیے تولے کر جا رہا ہوں میرے ہوتے ہوئے وہ

اپنی مرضی کے فیصلے کیسے کر سکتا ہے میں اس کی ہر خوشی کو آگ لگا دوں گا تمہارا بھائی

ایک منافق شخص ہے ہادی "وہ اسے اور بھی کچھ بتا رہی تھی مگر ہادی کا ذہن ماوف ہو چکا تھا اس کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اس کے جسے بھیا ایسا نہیں کر سکتے بی جان سے بہانہ کر کے وہ اسی دن پاکستان پہنچ گیا تھا گھر داخل ہوتے ہی سامنے کے منظر نے اس کے پیروں سے تلو سے زمین نکال دی تھی اور پھر بے حد جنون میں جو اس کے منہ میں آیا بولتا چلا گیا اس چیز پر سے کوئی پچھتاوا نہیں تھا بہت سوچنے کے بعد اس نے دوست کے پاس رات گزارنے کا فیصلہ کیا اور موبائل نکال کر اس کا نمبر ملانے لگا

وہ رات بھر دوبارہ کمرے میں نہیں آئی تھی وہ کچن لاؤنج لان ہر جگہ دیکھ چکا تھا مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہ دی باہر تو وہ جا نہیں سکتی تھی گیٹ لاک تھا وہ گئی کہاں اسی پریشانی میں رات بیت گئی صبح کی سفیدی پھیلتی دیکھ کر وہ اپنے کمرے میں آیا صوفے پر ہی اسے حور بیٹھی دکھائی دے گئی

"اومائی گاڈ" عادل نے اپنے سر پر ہاتھ مارا سا راکھ چھان مارا تھا مگر اپنے کمرے میں جھانک کر نہ دیکھا تھا اپنی کم عقلی پر خود کو کواستا وہ حور کی طرف بڑھا

"حور" اس نے نرمی سے پکارا جواب ندر دا ایک بار دوبار اسے ہنوز خاموش دیکھ کر وہ

قریب آیاتھے پر ہاتھ رکھا تو لگا جیسے جلتا ہوا انگارہ چھو لیا ہو وہ بری طرح بخار میں تپ رہی تھی عادل کا احساس ندامت مزید بڑھ گیا جلد از جلد اسے بیڈ پر لٹا کر وہ باہر کی طرف بڑھا



حیدر ساری رات سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا رہا سوئی تو مہک بھی نہ تھی مگر وہ بے حد مطمئن تھی ان دونوں میں کوئی بات نہ ہوئی اس نے مطمئن انداز میں ناشتہ کیا پھر دوبارہ کمرے میں آگئی جہاں حیدر موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا موبائل بند کر کے اس نے اپنی کنپٹیوں کو سہلایا وہ بے حد پریشان لگ رہا تھا ہادی کا کہیں کوئی پتا نہیں تھا وہ اس کے ہر دوست سے اس کا پوچھ چکا تھا مگر مایوسی کا سامنا کرنا پڑا تناسب ہونے کے باوجود بھی اس کے دل میں ہادی کے خلاف کچھ نہ تھا بلکہ اسے یقین تھا کہ یہ سب ہادی نے جذباتیت میں کیا ہے اور بہت جلد اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا مگر آنے والے وقت سے وہ انجان تھا اور اس کا انجان رہنا ہی بہتر تھا

کاش مجھے بھی کوئی ایسا بخار چڑھے کہ

چندیل ہی لگیں اور موت سانسوں کی ڈوری کو چیرتی ہوئی آجائے



"یار جو بھی ہے بھائی ہے تمہارا کتنا پیار کرتا ہے وہ تم سے یہ بھی تو سوچو" سعود نے ہادی کی پوری بات سن کر اسے سمجھایا

"بھائی ایسے ہوتے ہیں دوسروں کی محبتوں پر زبردستی قبضہ کرنے والے" اس کی آواز بلند تھی یہ شاید اسے خود بھی محسوس نہیں ہوا

"ان کی محبتوں کو بھی تو شمار کرونا" سعود نے سمجھانے کی ایک اور کوشش کی

"ہونہہ کوئی اتنی بھی محبت نہ تھی انکی سب بھائی ہی اپنے بھائیوں سے ایسے ہی محبت کرتے ہیں ہاں مگر وہ ایسے نہیں کرتے جو اس نے کیا" اس کا لہجہ نفرت سے بھرا ہوا تھا سعود خاموش ہو گیا جیھی دروازے پر دستک ہوئی وہ گہری سانس بھرتا اٹھ کھڑا ہوا

"حیدر بھائی آپ" سامنے حیدر کھڑا تھا

"ہادی یہیں ہے نا" حیدر کے لہجے میں آس سے زیادہ یقین تھا سعود سے جھوٹ نہیں

بولا گیا

"جی آپ آئیں" وہ اسے لیے وہیں چلا آیا ہادی انہیں دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا پھر نفرت

سے منہ پھیر لیا حیدر تڑپ گیا

"ہادی میرے بھائی ایک بار میری بات سن کر پھر جو چاہے سزا دے لینا" وہ بے اختیار ہی اس کی طرف بڑھا اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا وہ اٹھ کر سائیڈ پر کھڑا ہو گیا اور پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بغور حیدر کا چہرہ دیکھنے لگا بڑھی ہوئی شیور تجگے کی گواہ سرخ آنکھیں شکن آلود لباس اس نے حیدر کو پہلی بار اس حالت میں دیکھا تھا بجائے اس کے کہ اس کا دل پگھلتا وہ مزید سخت ہو گیا

"کیوں آئے ہو یہاں نفرت ہے مجھے تمہاری شکل سے جی چاہتا ہے کہ تیزاب چھڑک دوں تمہارے اس خوبصورت چہرے پر اور اس سے پہلے کہ میں ایسا کر جاؤں چلے جاؤ یہاں سے" وہ بول نہیں رہا تھا زہرا گل رہا تھا تیر برس سا رہا تھا اتنے سخت الفاظ نے حیدر کو گونگا کر دیا کیا ایک لڑکی کی محبت اتنی طاقتور تھی کہ برسوں محبت نچھاور کرتے بھائی پر غالب آگئی سعود بھی حیران کھڑا تھا ہادی کی نفرت کا یہ روپ دونوں کے لیے نیا تھا "جاتے کیوں نہیں ہو" حیدر کو ساکت دیکھ کر وہ غرایا اور آگے بڑھ کر دروازے کی جانب دھکیلا

"ہادی" حیدر کی آنکھوں میں نمی آٹھہری وہ اسے کچھ بتانا چاہتا تھا مگر ہادی پر جنون سوار

تھا اس کی آنکھوں سے نکلتے نفرت کے شعلے حیدر کو ہرا گے تھے ہادی نے اسے بازو سے
 پکڑ کر دروازے سے باہر دھکیل دیا حیدر چاہتا تو اس کے ہاتھ جھٹک سکتا تھا بے شک وہ
 اس سے زیادہ طاقت ور تھا مگر فیضان شاہ کے بیٹے نے ایسا سیکھا ہی کب تھا

ہو اتو کچھ بھی نہیں

بس تھوڑا سامان ٹوٹا ہے

تھوڑے سے لوگ بچھڑے ہیں

تھوڑے سے خواب بکھرے ہیں۔

بس تھوڑی سی نیندیں اڑ گئی ہیں

تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں

ہو اتو کچھ بھی نہیں

بس اپنا آپ گنویا ہے

آنکھوں کو برسناسکھایا ہے



NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاہتوں کا صلہ پایا ہے

ہوا تو کچھ بھی نہیں

بس کسی اپنے نے ر لایا ہے

"بابا" وہ دروازے پر سرٹکا کر بے اختیار رو دیا آنسو دہلیز پر گر رہے تھے اور وہ جو اس گریہ وزاری کی وجہ بنا تھا بڑے اطمینان سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو چکا تھا پر وہ بے خبر تھا بہت جلد اسے ان آنسوؤں کا حساب دینا تھا سو دسمیت

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مہک بی بی آپ سے کوئی نایاب ملنے آئی ہے" ملازم کی اطلاع پر وہ حیران ہوتی نیچے آئی سامنے ہی نایاب کھڑی دکھائی دی وہ ڈرائینگ روم کی بجائے لاؤنج میں چلی آئی تھی مہک پر نظر پڑتے ہی اسکے ہونٹ طنزیہ مسکرائے مہک کو عجیب سے احساسات نے گھیر لیا وہ ضبط کرتی ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی

"کیسے آنا ہوا؟؟؟"

"بڑا اونچا ہاتھ مارا ہے تم نے تو پھر بھی کوئی خاص تبدیلی تو نہ آئی تم میں" نایاب نے

اسے سرتاپیر دیکھ کر تمسخر اڑایا مہک کا ضبط سے برا حال ہو گیا
 "شادی کر لی پلٹ کر دیکھا بھی نہیں میں نے سوچا خود ہی بتا آؤں آج تمہارے باپ کا
 جنازہ ہے شرکت کرنا چاہو تو شام تک پہنچ جانا" اس کے سر پر کسی نے بم پھوڑا تھا کچھ
 لمحے تو وہ بولنے کے قابل نہیں رہی

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم جھوٹ بول رہی ہو" وہ بے یقین تھی
 "سچ اور جھوٹ کیا ہے یہ تم حیدر سے پوچھ لینا اسی نے قتل کیا ہے تاجا جان کو" یہ دوسرا
 شاک تھا مہک وہیں صوفے پر گرسی گئی نایاب پیر پختی تنفر سے سر جھٹکتی باہر نکل گئی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



وہ ہوش میں آئی تو خود کو بیڈ پر موجود پایار متا اس کے سرہانے بیٹھی تھی صوفے پر کنیز
 اور ساتھ عادل براجمان تھا وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی
 "لیٹی رہو" رمتا نے کندھے پر دباؤ ڈال کر اسے اٹھنے سے روکا

"رمتا" اس نے کمزور آواز میں پکارا "مجھے بھیا کے پاس جانا ہے" رمتا نے عادل کو دیکھا
 وہ اٹھ کر بیڈ کے پاس چلا آیا

"حور اپنے بھائی کی طرف جانا چاہ رہی ہے" رمتا کے بتانے پر عادل نے حور کو دیکھا جو چھت کو گھور رہی تھی وہ سمجھ گیا وہ رات والی بات پر خفا ہے تبھی جانے کا کہہ رہی ہے

"ابھی تو اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے جب ٹھیک ہوگی میں اسے لے جاؤں گا" اس نے رمان سے کہا حور جھٹکے سے اٹھ بیٹھی

"مجھے ابھی جانا ہے عادل میرا دل گھبرا رہا ہے پلیز مجھے لے جائیں مجھے ایک بار بھیا سے ملو ادیں" بے قراری سی کہتی اس نے عادل کا ہاتھ تھام لیا وہ بلند آواز روتے ہوئے التجا کر رہی تھی اس کی حالت نے سب کو پریشان کر دیا

"اوکے میں تمہاری بات کروادیتا ہوں" عادل نے نرمی سے کہہ کر حیدر کا نمبر ملا یا مگر وہ بند مل رہا تھا

"دیکھا بھیا کا نمبر بند ہے نا مجھے وہاں لے جائیں پلیز" اس کی منت سماجتوں پر بھی عادل اسے بھیجنے پر تیار نہ ہوا تھا اسے ڈر تھا کہ اگر وہ آج گئی تو شاید واپس نہ آئے تبھی اس نے یاسر کو حیدر کی طرف جانے کو کہا



تمہیں جانا ہے نا؟ جاؤ

تمہاری یاد ہو، کچھ بھی ہو، تم آزاد ہو جاؤ

تمہیں اس سے نہیں مطلب

غلط فہمی تھی یا الفت

یہ میرا دردِ سر ہے، دردِ دل ہے، جو بھی ہے، جاؤ

تمہارا کام تھا، تم نے محبت کی، بہت اچھے

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | ... میں یاد رکھوں یا بھلا ڈالوں..

عجب باتیں ہیں دُنیا کی، عجب رسمیں ہیں الفت کی

محبت کر تو لیتے ہیں، نبھانا بھول جاتے ہیں

کسی دن چھوڑ جائیں گے، بتانا بھول جاتے ہیں

مجھے اب کچھ نہیں سُننا، مجھے کچھ بھی نہ بتلاؤ

مجھے تم مشورے مت دو

کہ میں نے کیسے جینا ہے

اگر تم بھولنے کا گرم مجھے بتلا نہیں سکتے،

تو پھر کچھ بھی نہ بتلاؤ

چلے جاؤ

چلے جاؤ!

کبھی نہ لوٹ کر آنے کو تم۔ جاؤ۔ چلے جاؤ

وہ تھکے تھکے قدموں سے گھر میں داخل ہوا جیسے بہت دور کی مسافت طے کر کے آیا ہو

ساری عمر محبتیں نچھاور کیں اس کے بدلے کیا ملا صرف نفرت رسوائی دھکے آج اس

نے سب ہار دیا تھا وہ خالی ہو گیا تھا سارے مان سارے بھر م پل بھر میں بکھر گئے تھے

اس نے صوفے پر گر کر آنکھیں بند کیں اور خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا بھی کچھ دیر ہی ہوئی

تھی جب اسے اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی اس نے نوٹس نہ لیا کچھ لمحوں بعد دوبارہ آواز

آئی کچھ ٹوٹنے کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے مہک کھڑی تھی ارد گرد چادر

لیٹے سپاٹ چہرہ لیے آنکھوں میں عجیب تاثر تھا وہ حیدر کو ہی دیکھ رہی تھی

"کیوں کیا تم نے ایسا" کچھ دیر بعد اس کے ہونٹوں میں جنبش ہوئی حیدر مزید حیران
ہوا

"کیوں مارا تم نے میرے باپ کو کیا بگاڑا تھا میرے باپ نے تمہارے باپ نے میری
ماں کو چھین لیا اور تم نے میرے باپ کو بس اب کھیل ختم یہ خون کا کھیل ختم" اس کی
آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے وہ بے حد آہستہ بول رہی تھی یکدم ہی اس کی آنکھوں
میں وحشت اتر آئی اس نے چادر سے ہاتھ نکالا جس میں پسٹل تھا جو یقیناً حیدر کا ہی تھا
اور اس پر تان لیا وہ اچھل کر صوفے سے اٹھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"یہ کیا ہے مہر"

"مت کہو مجھے مہر مت کرو مجھے کمزور تمہارے سامنے اب مہک کھڑی ہے وہ بیٹی
کھڑی ہے جس کے باپ کو مارتے ہوئے ایک لمحے کو بھی تمہارا دل نہ کانپا اب تمہیں
میرے باپ کے قتل کا حساب دینا پڑے گا تمہیں مرنا پڑے گا حیدر شاہ میں مار دوں گی
تمہیں" وہ جو خاموش نظروں سے اسے تک رہا تھا آخری بات پر ایک تلخ مسکراہٹ
اس کے ہونٹوں پر آٹھہری مہک نے سختی سے آنکھیں میچ کر ٹریگر دبا دیا ٹھاہ کی آواز
سے گولی نکلی اور حیدر کے جسم کو چیرتی ہوئی نکل گئی 😞😞



یاسر جو باہر گاڑی لاک کر کے اندر کی طرف بڑھ رہا تھا گولی چلنے کی آواز پر ٹھٹھک گیا اس کے قدم تیزی سے اندر کی جانب بڑھے سامنے کا منظر اس کے ہوش گم کرنے کو کافی تھا حیدر زین پر پڑا تھا خون جا بجا بکھرا ہوا تھا 😞😞 اور سامنے ہی وہ کھڑی حیدر کے دم توڑتے وجود کو تک رہی تھی وہ فوراً سے بیشتر حیدر کی طرف لپکا مہک تیزی سے باہر کی جانب بڑھی وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی ملازمہ کو اور چوکیدار کو وہ پہلے ہی چھٹی دے چکی تھی اس سے پہلے کہ یاسر اسے روکتا زندگی کی آخری سانسیں لیتا حیدر اس کا ہاتھ تھام چکا تھا 😞😞

"اسے جانے دو حیدر شاہ کی موت شاید ایسے ہی لکھی تھی ساری زندگی محبت کی پیاس بجھانے کی جو خواہش تھی وہ آج میرے ساتھ ہی دم توڑ جائے گی 😞😞"

اور میں۔۔۔ میں خواہش لئے پھر رہا تھا اس کے ساتھ زندگی گزارنے کی۔ یوں جیسے وہ واپس آجائے گی۔ یوں جیسے وہ مجھے مل جائے گی۔ یوں جیسے اگر وہ مجھے مل بھی گئی تو میرے ساتھ رہنے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ یوں جیسے اسے مجھ سے محبت ہو جائے گی۔ ویوں جتنی اور ویوں جیسی عبادت کرتا تو میری اوقات تو یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ

کے حضور حاضر ہو کر اپنی بخشش مانگتے ہیں۔ اور میں تب بھی اسے مانگتا رہا۔ شاید اللہ کو یہی برا لگا

بس میری بہن کا بہت خیال رکھنا اسے کبھی کوئی دکھ ناہو اور نا کبھی رونے دینا "زندگی کی ٹوٹی ڈور سے جڑا وہ اپنی بہن کا ہی سوچ رہا تھا

میں کہانی کا وہ کردار ہوں

جو مرے گا تو کہانی جی اٹھے گی 😞😞

"آپ مسٹر ہادی بات کر رہے ہیں؟؟" ہادی کو انجان نمبر سے کال آئی

"جی بات کر رہا ہوں" وہ حیران ہوا اگلی خبر نے اس کے ہوش اڑا دیئے

"آپ کے لیے ایک انتہائی افسوس ناک خبر ہے مسٹر حیدر اب اس دنیا میں نہیں رہے

😞😞

"خبر تھی یا بم ہادی کو چھت سر پر گرتی محسوس ہوئی موبائل چھوٹ کر دور جا گرا

"نہ نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ ابھی تو میرے پاس سے گئے ہیں" وہ بے یقین تھا

اسے یقین آ ہی نہیں سکتا تھا جبکہ دوسری طرف نواب ولا حور کی چیخوں سے گونج رہا تھا



جنازہ تو ایک اور بھی اٹھا تھا قہرام تو ایک اور گھر میں بھی مچا تھا شاہ پور کی حویلی کے وسط میں پڑی شہاب شاہ کی میت نے مہک کو ہلا کر رکھ دیا ایک ہی دن میں دو میتوں نے اس کے حواس سلب کر دیئے تھے وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہر ایک کو تک رہی تھی پے در پے جھٹکوں نے بہت جلد اسے ہوش کی دنیا سے بیگانہ کر دیا



ہادی کو لگا تھا یہ سب جھوٹ ہے اسے واپس بلانے کے لیے حیدر نے ڈرامہ رچایا ہے اس نے خود کو مطمئن کیا آج اس واقعہ کو دس دن گزر چکے تھے جب یا سر اس کے پاس آیا

"مجھے تمہیں کچھ دینا ہے" وہ بغیر سلام دعا کے شروع ہوا چہرہ سپاٹ تھا

"جی" ہادی کو حیرت ہوئی

"یہ لو" اس نے فائلز ہادی کی طرف بڑھائیں

"یہ کیا ہے؟؟"

"شاہ پور میں ایک سکول ہے جو حیدر نے بنوایا تھا دو گھر اور جائیداد سب کے کاغذات ہیں یہ حیدر تو اس دنیا میں رہا نہیں اس لیے قانونی طور پر تم ہی اس سب کے وارث ہو

"بات پوری کرتے ہی وہ بے تاثر چہرہ لیے اٹھ کھڑا ہوا

"چند افراد پر مشتمل ایک سیکرٹ فورس تھی ہماری جس کا حصہ بننا یقیناً تم پسند نہیں کرو گے" ہادی کو جو ڈرامہ لگا تھا اب اس پر شرمندگی محسوس ہوئی مگر دل کو سمجھاتا وہ فائلز کی طرف متوجہ ہو گیا یا سرنے تاسف سے اسے دیکھا کتنا سخت دل تھا وہ حیدر جس نے ساری عمر محبتوں کی برسات کر دی تیتی جو دھوپ میں اسکا سایہ بنا تھا آج اس بھائی کی یاد میں بہانے کے

لیے ایک آنسو تک نہ تھا 😞😞 اس کے پاس اسکی آنکھوں

کے گوشے بھگنے لگے ایک ہوک سی اٹھی تھی دل میں وہ سرعت سے پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا

جھوٹ چہرے پر سجانا نہیں آیا مجھ کو

زندگی تجھ کو بتانا نہیں آیا مجھ کو

رہ کے دنیا میں بھی سیکھی نہیں دنیا داری

کر کے احسان جتنا نہیں آیا مجھ کو

دنیا تھیٹر ہے تو ناکام اداکار ہوں میں

کوئی کردار نبھانا نہیں آیا مجھ کو

ایک ہی شخص کی خواہش میں رہا سرگرداں

در بدر خاک اڑانا نہیں آیا مجھ کو

لطف تو تب تھا خود کرتا محسوس محبت

کہہ کر احساس دلانا نہیں آیا مجھ کو

تو سمجھتا ہے کہیں ترک تعلق پہ ہوں خوش

روٹھنے والے منانا نہیں آیا مجھ کو



ثقلین شاہ کا تعلق شاہ پور سے تھا پورے علاقے کے کرتادھرتا اور وسیع و عریض

جائیداد کے مالک ثقلین شاہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے حق کے سچے... بات کے کھرے ثقلین شاہ جاہ و جلال اور رعب و دبدبہ میں بھی شاہ خاندان میں اپنا کوئی ثانی نہ رکھتے تھے... وہ نہ صرف خود خوبصورت تھے بلکہ حسن و خوبصورتی کے دلدادہ بھی تھے یہی وجہ تھی کہ ان کی وسیع و عریض رقبے پر پھیلی شاندار حویلی دیکھنے والوں کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیتی تھی چھوٹی سی چھوٹی چیز میں بھی خوبصورتی و نزاکت کو مد نظر رکھنے والے ثقلین شاہ کو جب ان کے والد نے ان سے آٹھ سال بڑی چچا زاد سے نکاح کا فیصلہ سنایا تو وہ دم بخود رہ گئے کسی ناپسند شے کو کمرے سے تو کیا حویلی سے در بدر کر دینے والے ثقلین شاہ کو ساری عمر ایک ان چاہے بندھن میں باندھنے کی سزا سنائی گئی تھی یہ سزا تھی یا جزا مگر ثقلین شاہ کو تو کم از کم سزا ہی لگی عالیہ بیگم نہ صرف ان سے عمر میں بڑی تھیں بلکہ شکل و صورت اور قد و قامت میں بھی ان سے بہت کم تھیں...

سانولی سے کچھ زیادہ گہری رنگت... اندر کو دھنسی آنکھیں... چھوٹا قد اور بڑھتی عمر وہ کہیں سے بھی ثقلین شاہ کے مقابل کی نہ تھیں مگر چاہنے کے باوجود بھی باپ کے سامنے انکار کرنے کی ہمت ثقلین شاہ نہ کر سکے وہ بہت محبت کرنے والے نہ سہی مگر ایک اچھے شوہر ثابت ہونے کی کوشش کر رہے تھے عالیہ زبان کی تیز ہونے کے ساتھ ساتھ دماغ کی بھی تیز تھی بہت جلد حویلی کا سارا نظام اپنے ہاتھ میں کرنے کے بعد

انہوں نے بی بی (ثقلین کی ماں) کو ہر کام سے علیحدہ کر دیا شہاب دو سال کا تھا جب ان کی زندگی میں ایک نیا انقلاب آیا جس کی امید شاید کسی کو بھی نہ تھی



گہری ہوتی شام میں ثقلین شاہ حویلی واپس آرہے تھے جب اچانک کوئی لڑکی ان کی گاڑی سے ٹکرائی ڈرائیور سے بھی پہلے وہ گاڑی سے باہر نکلے کہ اسے کہیں زیادہ چوٹ نہ آئی ہو وہ سیدھی ہو کر ثقلین شاہ کو دیکھنے لگی نیلی شفاف آنکھوں میں غصہ کی جھلک ثقلین شاہ کو کسی اور ہی دنیا میں لے گئی وہ ارد گرد سے غافل بس اس لڑکی پر نظریں جمائے ہوئے تھے انہیں کوئی حوش نہ تھا کہ وہ کون ہیں اور کہاں ہیں ہوش تھا تو اتنا کہ سامنے کھڑی خوبصورت دوشیزہ بے دھڑک ان کے دل کے بند کواڑوں کو کھولتی سیدھی اندر جا گھسی ہے چونکے تو تب جب اس کی آواز کانوں کے پردے پھاڑتی محسوس ہوئی

"ابے تجھے دکھائی نہیں دیتا کیا اندھا ہے تو یہ اتنی بڑی گڈی تجھے چلائی نہیں آتی تو نہ بیٹھا کر اس میں" وہ شاید ثقلین شاہ سے واقف نہ تھی تبھی اتنی تیز تیز زبان چلا رہی تھی ثقلین شاہ گڑ بڑاگئے

"آپ ٹھیک تو ہیں ناچوٹ تو نہیں آئی" ڈرائیور کی حیران نظروں کی پرواہ کیے بغیر وہ

خلاف مزاج نرمی سے بولے

"لگ بھی گئی تو کیا تو ڈاکٹر ہے؟؟ نہیں نا تو پھر جادو ہو۔ وقت نہ ضائع کر میرا" وہ

نخوت سے سر جھٹکتی پراندہ جھلاتی اک ادا سے چلتی واپس مڑ گئی ثقلین شاہ دھیرے سے مسکرا دیئے

"چتا ہے یہ بھی... تم پر ہی چتا ہے" ڈرائیور کو اس کی بڑبڑاہٹ تو سنائی نہیں دی مگر

چہرے پر مستقل مسکراہٹ کسی انہونی کا پتہ دے رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE'S
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



"شاہ جی معاف کر دو یہ تو جھلی ہے کچھ بھی بول دیتی ہے اسے پتہ نہیں لگتا پہلی غلطی

سمجھ کر معاف کر دو" بالا کی ماں نے ثقلین شاہ کے پیروں کو ہاتھ لگایا جس کی نظریں

بالا کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں بالا کے نام سے بھی وہ ابھی ابھی واقف ہوا تھا اس

کی ماں کے پیر چھونے پر چونک گیا فوراً پیر پیچھے کر لیے

"کچھ نہیں ہوتا ماں جی" اس نے نرمی سے کہا

"چل نی تو بھی معافی مانگ۔ اگر مجھے (ڈرائیور) نہ بتاتا تو سوچ کیا ہوتا تیرا" ماں نے بالا کو ٹھوکا دیا وہ ہڑبڑا کر آگے بڑھی اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ جوڑتی ثقلین شاہ نے ہاتھ اٹھا کر وہیں روک دیا

"بس بس ایک بار کہہ دینا کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے غلطی ہماری ہی تھی" اس کے یوں غلطی مان لینے پر بالا کی ماں حیران ہو گئی

"دیکھ مائی میں کہا تھا نا تجھے کہ غلطی میری نہیں شاہ جی کی تھی" بالا مسکرا کر چہرہ ماں کی طرف موڑ کر کہنے لگی ثقلین شاہ کو اس کی مسکراہٹ بے حد بھلی لگی

"بکواس بند کر لے" مائی نے کھینچ کر ایک تھپڑ بالا کی کمر پر مارا حیم شاہ تو گویا تڑپ ہی گیا

"یہ کیا کر رہی ہو کیوں مارا تم نے اسے ہم خود مان رہے ہیں کہ غلطی ہماری تھی اور اس کے لیے ہم بالا سے معذرت خواہ ہیں" بالا کھل کر مسکرا دی جبکہ اس کی ماں نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ثقلین شاہ کا چہرہ دیکھا



دن بدن ثقلین شاہ کی محبت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا پہلی نظر کی محبت اب جنون کی انتہا کو پہنچ چکی تھی عالیہ کو ثقلین شاہ کے بدلتے رنگ ڈھنگ صاف محسوس ہو رہے تھے ہر وقت مسکراتے رہنا کہیں بیٹھے بیٹھے کھو جانا یہ سب ان کا دل ہولانے لگا تھا اس کا دل مختلف خدشات کا شکار تھا اور یہ خدشے بے جا بھی نہیں تھے والد کی وفات کے بعد وہ دن بہت جلد آ گیا جب گاؤں کی ایک جھلی غریب کسان کی بیٹی بالا بالا ثقلین شاہ بن گئی اختلاف کی ہمت کسی میں بھی نہ تھی وہ اسے حویلی لے آیا ثقلین شاہ کی ماں کے لیے یہ دھچکا کم نہ تھا مگر بی بی مطمئن تھیں بالا کی خدمت نے ان کا دل موہ لیا تھا عالیہ کا رویہ اس کے ساتھ تحقیر آمیز تھا ثقلین شاہ کو عالیہ کا بالا کے ساتھ ہتک آمیز رویہ محسوس ہو گیا تبھی اس نے بالا کو شہر والی حویلی پہنچا دیا وہ خود بھی زیادہ تر شہر رہنے لگے بالا کی محبت میں پور پور ڈوبا ثقلین شاہ اب ایک نیا ثقلین شاہ بن گیا تھا نرم مزاجی ٹھہر ٹھہر کر بولنے والے ثقلین شاہ میں پہلے والے ثقلین شاہ کی کوئی جھلک نہ تھی عالیہ سے وہ محبت کرتا تھا یا نہیں مگر اپنی اولاد سے اسے بہت محبت تھی شہاب شاہ اور زمان شاہ میں ان کی جان بستی تھی

دوسری طرف آگینے کے ہاں دو جڑواں بچوں نے جنم لیا فیضان شاہ اور تہمینہ شاہ

وقت پر لگا کر اڑنے لگا عالیہ نے شہاب اور زمان کے ذہنوں میں سوتیلے بہن بھائی کے خلاف نفرت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی جبکہ دوسری طرف فیضان اور تہمینہ شاہ پور جانے کو بے تاب رہتے تھے شہاب نے رنگ روپ ماں کالیا تھا مگر روب و دبدبہ باپ والا تھا جبکہ فیضی ہو بہو باپ کی کاپی تھا وہی رنگت وہی وجاہت وہی گہری آنکھیں تہمی کی آنکھوں کا رنگ بالا جیسا تھا نیلی شفاف سحر آنکیز آنکھیں ان دونوں بہن بھائیوں کی غیر معمولی خوبصورتی نے شہاب اور زمان کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیا وہ لوگ جب بھی حویلی آتے شہاب اور زمان ان سے دور بھاگتے سخت رویہ بگڑے ہوئے زاویے فیضی کی محبت کے جواب میں بھی سرد مہر رویہ تقلید شاہ کو سب محسوس ہوتا تھا انہوں نے ایک دو بار بیٹوں کو سمجھانے کی کوشش بھی کی مگر ان کے ذہن ماں کی باتوں پر اس قدر پختہ ہو چکے تھے کہ باپ کی منت سماجت انہیں نظر ہی نہ آئی پھر وہ وقت بھی آگیا جب فیضان اور تہمی مستقل حویلی رہنے کے لیے آگے اور یہ وقت زمان کی نسبت شہاب کے لیے زیادہ کٹھن تھا



فیضان اور سکندر کی دوستی کالج سے شروع ہوئی فیضان کا نواب والا میں بہت آنا جانا تھا

افضل صاحب کا بھائیوں سامجت بھر انداز سجاد درانی کا پر شفقت لہجہ اسے کبھی محسوس ہی نہیں ہوا کہ وہ اس گھر کے لیے اجنبی غیر ہے اسی دوران بالادل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں ثقلین شاہ کو خود کو سنبھالنا بے حد مشکل تھا عزیز از جان بیوی سے دوری نے انہیں کمزور کر دیا تھا یہ فیضان ہی تھا جو نرم لفظوں سے انہیں سمجھا بچھا کر زندگی کی طرف واپس لانے کی کوشش کرتا رہتا

وہ شہاب اور زمان کی نفرت سے واقف تھے تبھی انہوں نے فیضی اور تہمی کو شاہ حویلی لے جانے کا فیصلہ کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ فیضان کو حویلی سے دور رکھ کر اسے اس کے حق سے محروم کر دیں یہ فیصلہ انہوں نے بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا مگر کبھی کبھار ایسا بھی تو ہوتا ہے ناکہ بہت سوچ سمجھ اور پھونک پھونک کر رکھا جانے والا قدم ہی انسان کو برزخ میں دھکیل دیتا ہے انہیں یقین تھا کہ اکٹھے رہنے سے دل کی کدورتیں ختم ہو جائیں گی مگر آنے والا وقت انہیں غلط ثابت کرنے والا تھا



سکندر فیضان کے شہر چھوڑنے پر بے حد اس تھا

"یار تو انکل کو سمجھانا" سکندر نے بے چاری سے صورت بنا کر کہا

"وہ نہیں مان رہے ویسے بھی ماما کے جانے کے بعد ان کی حالت بمشکل سنبھلی ہے میں انکار کر کے انہیں مزید دکھی نہیں کر سکتا" فیضی نے رمان سے اپنے جگری دوست کو سمجھایا اسے یہ دوست بہت پیارا تھا اس نے زیادہ دوست نہیں بنائے تھے سکندر اس کا واحد دوست تھا ٹین ایچ لڑکوں کی طرح اس میں چھچھوری حرکتیں مفقود تھیں جبکہ دوسری طرف سکندر عادات میں اس سے مختلف تھا رنگین آؤٹنگ کا شوقین پڑھائی سے کوسوں دور مگر ایک چیز دونوں میں کامن تھی دونوں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے تھے فیضان اگر حسن ووجاہت کا شاہکار تھا تو کم سکندر بھی نہ تھا ساری زندگی دوستی نبھانے کے وعدے کر کے اس نے اس راہ پر رنگ بدلنا تھا یہ کوئی نہ جانتا تھا



فیضان اور تمہی حویلی شفٹ ہو گئے تھے عالیہ کو یہ سب بے حد ناگوار گزرا تھا مگر مخالفت ظاہر کرنے کی ہمت ان میں نہ تھی خاموشی سے صحیح وقت کا انتظار کرنے لگیں پوری حویلی میں اگر کوئی ان کی آمد پر دل سے خوش تھا تو وہ بی اماں اور زویا تھی زویا کی آنکھوں میں فیضی کو دیکھ کر جو چمک اتری تھی وہ شہاب کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکی

جس کی نظریں ہمہ وقت زویا کی ہر سرگرمی پر ہوتی تھیں وہ کیسے اس کی آنکھوں میں
اترتے رنگوں کو نہ پہنچانتا اس سب نے اس کے دل میں موجود فیضان کی نفرت میں
اضافہ کر دیا



زویا اور ہما دو بہنیں تھیں والدین کی وفات کے بعد عالیہ جوان کی خالہ تھیں انہیں شاہ
حویلی لے آئیں زویا بے حد ماڈرن اور خوبصورت تھی اسی حسن نے اسے مغرور اور خود
سر بنا دیا تھا اسے شاہ حویلی میں خود سے زیادہ کوئی حسین نظر نہ آتا تھا اور یہ حقیقت بھی
تھی پھونک پھونک کر چلتی اکڑ سے تنی گردن حسن و خوبصورتی میں بے مثال دیکھنے
والوں کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیتی یونہی تو نہیں شہاب شاہ نے اس پر دل ہارا تھا جبکہ
دوسری طرف ہما عام سی شکل و صورت کی رکھنے والی سادھی باجیانیک سیرت اور اچھے
دل کی مالک تھی

زویا کا دل فیضان پر بری طرح آگیا تھا وہ ہر حال میں اس سے شادی کی خواہش مند تھی
اور جب خواہشیں زور پکڑنے لگیں تو انسان اندھا ہو جاتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا اس
نے بغیر کسی شرم و لحاظ کے اپنے دل کی بات عالیہ کے سامنے رکھ دی وہ حق دق رہ گئیں

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟؟" عالیہ سنبھل کر غصے سے بولیں

"جی خالہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے آگے آپ جانیں آپ کا کام" وہ شان بے نیازی سے

بولی

"تم جانتی ہو اسی ناگن کے بچے ہیں وہ جس نے میرا شوہر چھین لیا نفرت ہے ان دونوں

سے مجھے اور تم کہہ رہی ہو" ابھی ان کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ درمیان میں

بول پڑی

"یہ آپ کا مسئلہ ہے خالہ ویسے بھی آپ کی نفرت بے جا تھی بالا آئی تو اتنی اچھی تھیں

اگر آپ چاہتی تو آپ اپنے شوہر کو واپس موڑ سکتی تھیں تھوڑا سا دل بڑا کر لیتیں قبول

کر لیتیں ان کو مگر آپ نے تو ان کا حویلی میں رہنا حرام کر دیا" وہ بول رہی تھی اور عالیہ

کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں

"فیضان اور تمہی دونوں آپ لوگوں کے آگے پیچھے پھرتے ہیں مگر آپ لوگ اف کس

قدر سخت دل ہیں بہر حال اب اگر آپ کو ان سے نفرت ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں مجھے

تو بہت محبت ہے اس سے اور مجھے اپنی محبت ہر حال میں چاہئے" اس کی خود سری سر

چڑھ کر بول رہی تھی اپنے مطلب کے لیے وہ عالیہ کو حقیقت کی تلخیاں بھی بتا چکی تھی

جبکہ کل تک وہ خود بالا کے خلاف تھی

عالیہ نے ثقلین شاہ سے بات کی تھی اور خلاف توقع انہوں نے فوراً حامی بھری وہ حیران رہ گئیں

"آپ ایک بار فیضان سے پوچھ تولیں" عالیہ نے اسی حیرت سے کہا ثقلین شاہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے عالیہ کہ میں فیضان سے کچھ کہوں اور وہ نہ مانے" ان کے لہجے میں یقین اعتماد و فخر سب تھا اور کچھ بے جا بھی نہیں تھا فیضی نے ایک لمحہ بھی نہ لگایا حامی بھرنے میں اسے مان رکھنے آتے تھے باپ کا سراونچا کرنا آتا تھا اسے محبت کرنا اور محبت کی قدر کرنا آتا تھا

اس کی حامی نے شہاب کے تن بدن میں آگ لگادی وہ زخمی سانپ کی طرح پھنکار رہا تھا

"میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا" شہاب کی کرخت آواز گونجی ایاز خباثت سے ہنسا

"کیا کرے گا تو اب تک کیا کر لیا تو نے" وہ گویا اس کی حالت سے مزہ اٹھا رہا تھا

"تو بس دیکھتا جا میں کرتا کیا ہوں"

"ابے یار کچھ نہیں ہو گا تجھ سے" وہ شراب کی بوتل منہ سے لگاتے ہوئے بولا

شہاب اور ایاز بچپن کے ساتھی تھے ایاز میں ہر قسم کی برائی موجود تھی وہ اپنے باپ کی اکلوتی اولاد تھا پیسے کی کمی نہ تھی غلط تربیت اور پیسے کی فراوانی نے اسے لالچی ہوس کا پجاری بنا دیا تھا اب بھی وہ شہاب کو اٹے سیدھے مشورے دے رہا تھا زویا پر اس کی نظر شروع سے تھی وہ اپنے دوست کے دل کا حال بھی جانتا تھا مگر اپنی عادت سے مجبور تھا شہاب اس سے بے خبر اپنی دل کی بھڑاس نکالنے کو ایاز کا ہی سہارا لیتا تھا مگر کوئی وار کامیاب نہ ہونا تھا اور وہ وقت بھی آگیا جب شہاب کی شادی ہما اور فیضان کی دلہن زویا بن گئی اگر ہما کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی جو ذوی سے زیادہ حسین ہوتی تو شاید شہاب زویا کو بھلا دیتا مگر اب یہ اس کے لیے ناممکنات میں سے تھا



زویا کے ہاں بیٹے نے جنم لیا جبکہ ہما کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ثقلین شاہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا فیضان بھی بے حد خوش تھا گول مٹول سا جو جو ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن گیا شہاب نے مہک کو ایک نظر کے بعد دوبارہ دیکھنا بھی گوارا نہ کیا ہما کے لیے یہ ایک نئی

اذیت تھی شادی سے لے کر اب تک وہ شہاب کی ایک نظر التفات کو ترستی رہی تھی اور اب یہ محرومی اس کی بیٹی کے مقدر میں بھی لکھی گئی تھی وقت اپنی رفتار پر چل رہا تھا ثقلین شاہ کی خواہش پر مہر اور حیدر کی منگنی کر دی گئی انہیں یقین تھا کہ اس بندھن سے شہاب کے دل میں موجود نفرت میں تھوڑی بہت کمی ہوگی مگر شہاب کی رگوں میں نفرت اور جلن کوٹ کوٹ کر بھری تھی دوسری طرف ایاز کی نظریں تہمی پر پڑ چکی تھیں وہ آئے دن شاہ حویلی کا چکر لگانے لگا آہستہ آہستہ اس کی دوستی فیضان سے ہو

گئی اور پھر وہ وقت بھی آ گیا جب فیضان اس پر اعتماد کرنے لگا
 "کیا کرتے پھر رہے ہو تم آج کل؟؟" شہاب نے غصے سے پوچھا

"کیا کیا میں نے؟؟" وہ انجان بنا

"میرے دشمنوں سے دوستیاں پروان چڑھا رہے ہو" شہاب کی سیدھی بات پر وہ قہقہہ

لگا کر ہنسا

"ارے یار تمہارا دشمن تو میرا بھی دشمن" کیا مطلب؟؟" شہاب ٹھٹھکا

"تم بدلہ لینا چاہتے ہو نا فیضان سے" ہاں لیکن تم کیا کرو گے؟؟"

"تمہی سے شادی" اس نے آنکھ مار کر شہاب کو دیکھا شہاب حیران سا پر سوچ نظروں سے اس کا چہرہ تکنے لگا



"بڑے بابا بڑے بابا۔ میں جیت گئی"

بے دھڑک دروازہ کھول کر ہنستی کھلکھلاتی ستارہ اندر داخل ہوئی جہاں سجاد درانی فیضی اور سکندر کے ساتھ موجود تھے کوئی اور ایسی جسارت کرتا تو یقیناً اسے سجاد درانی کے عتاب کا نشانہ بننا پڑتا مگر سامنے کوئی اور نہیں ستارہ تھی ان کی بے حد لاڈلی جان سے پیاری ستارہ وہ کھل کر فخریہ مسکرا دیئے

"ہمیں پتا تھا ہمارا بیٹا ہی جیتے گا" انہوں نے محبت سے کہتے ہوئے اس کے لیے بازو کیے وہ بھاگ کر ان کے گلے لگ گئی

"آخر میں بیٹی کس کی ہوں" وہ بھی ناز سے اترا کر ہنسی فیضی بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا جبکہ سکندر کے منہ کے زاویے بگڑ رہے تھے فیضی نے اسے آنکھ کے اشارے سے سمجھایا وہ سکندر کی ستارہ سے ناپسندیدگی جانتا تھا ستارہ اور سکندر کی ایک

منٹ نہ بنتی تھی جہاں سکندر ہو وہاں کوئی اور اس سے زیادہ اہمیت لے جائے ایسا ممکن نہ تھا مگر ستارہ کی موجودگی میں وہ پس منظر میں چلا جاتا تھا وہ تھی ہی ایسی بلا کی خوبصورت خود اعتماد نیک سیرت باحیا وہ کسی کا بھی آئیڈل ہو سکتی تھی اسے خود کو منوانا آتا تھا اسے گھڑ سواری کا بے حد شوق تھا سجاد درانی کبھی اس کے شوق میں رکاوٹ نہ بنے تھے و قار درانی نے پہلے پہل اعتراضات اٹھائے تھے مگر سجاد درانی کے جواب نے انہیں خاموش کر دیا

"یہ میری بیٹی ہے و قار اور اپنی بیٹی کے فیصلے میں خود کروں گا"

اب بھی اس نے ڈرانی جیتی تھی اور یہ خوشی کی بات وہ سب سے پہلے اپنے بابا کو بتانا چاہتی تھی

"ہو نہہ بڑا کوئی شاہی خزانہ ہاتھ لگا ہے جو اتنی چمک رہی ہو" سکندر کی جلن زبان پر آ ہی گئی سجاد درانی نے اسے گھر کا جبکہ ستارہ نے لا پرواہی سے ہاتھ جھٹکے

"تم خاموش رہو آگ والے دیو" اس کی بات پر سجاد درانی نے قہقہہ لگایا جبکہ فیضان نے اس کی غصے سے دکھتی رنگت دیکھ کر مسکرائے پر ہی اکتفا کیا

"فیضی بھائی آپ سنائیں کیسے ہیں آپ؟؟" اب وہ فیضی کی طرف متوجہ ہوئی

"میں فٹ فٹ بالکل تمہاری طرح" اس نے مسکرا کر نرمی سے کہا جس میں مزاق کی آمیزش بھی تھی تبھی ندرت چائے کی ٹرالی دھکیلتی اندر داخل ہوئی

"لو بھئی چائے آگئی" وہ اٹھ کر صوفے پر سجاد درانی کے ساتھ آبیٹھی ندرت کو یہ منظر بے حد ناگوار گزرا تھا سوائے ستارہ کے گھر میں یہ جرت کسی میں نہ تھی

"ندرت یہ دیکھیں آج کے کمپنیشن میں.. میں فرسٹ آئی ہوں" اس کو چہرے پڑھنے نہ آتے تھے تبھی خوشی خوشی تفصیل بتانے لگی وہ جوں جوں بول رہی تھی سکندر اور ندرت کے تاثرات میں اتار چڑھاؤ آنے لگے تھے سکندر کی آنکھوں میں جلن تھی

جبکہ ندرت کی آنکھوں میں نفرت



حور کی پیدائش کے بعد فیضان اور سکندر بیرون ملک چلے گئے تبھی زویا کے دل میں بدگمانی نے جنم لینا شروع کیا

"میری تو کوئی ویلیو ہی نہیں فیضی کی نظر میں" زویا جلی پیر کی بلی کی مانند ادھر سے ادھر

ٹہل رہی تھی

"کیوں کیا ہوا؟؟؟" ہمانے حیرت سے اسے دیکھا

"میرے لاکھ روکنے کے باوجود وہ نہیں روکے حد ہوتی ہے ڈھٹائی کی بھی" وہ غصے سے

بولی ہما مسکرا دی

"دل نہیں لگ رہا کیا"

"ہونہہ کیا سمجھتا ہے یہ زویا اب اس کی راہ تکتی رہے پرانی عورتوں کی طرح اپنے شوہر

کے فراق میں آہیں بھریں اتنی گری ہوئی تو ہر گز نہیں ہوں میں" اس کے لہجے میں

کچھ تھا جس نے ہما کو چونکا دیا

"کیا مطلب زویا؟ فیضان تو بہت محبت کرتا ہے تم سے ایسے کیوں کہہ رہی ہو تم" ہما کا

دل اپنی بہن کے لیے پریشان ہوا

"کچھ نہیں" زویا نے سر جھٹکا اور پاس سے گزرتی تہمی کی طرف متوجہ ہو گئی

"کہاں جا رہی ہو تم" جی۔میں۔کچن میں "وہ ہکلائی

"کیوں؟؟؟" زویا نے آنکھیں نکال کر پوچھا اس کا دویہ تہمی سے ہمیشہ سخت ہوتا تھا وہ

مزید سہم گئی "م۔ مجھے بھوک لگی ہے"

"یہ اتنی معصوم شکل کیوں بنا لیتی ہو تم کتنی چالاک ہو میں جانتی ہوں بالکل اپنے بھائی کی طرح میسنی" وہ غصہ اس پر اتارنے لگی تھی کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئیں وہ عمر میں چھوٹی ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد معصوم بھی تھی مگر زویا کو وہ ایک آنکھ نہ بھاتی تھی کوئی اس سے زیادہ خوبصورت ہو یہ وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی اور اب تو ایاز کی نظریں تھی پردیکھ کر اس کی جلن میں مزید اضافہ ہو گیا وہ اس سے بے خبر نہ تھی کہ ایاز اور شہاب اس کے لیے کیا سوچتے ہیں مگر وہ یہ بھی ہر گز برداشت نہیں کر سکتی تھی کوئی اسے نظر انداز کر کے کسی اور کو دیکھے چاہے وہ اس کی بہن کا ہی نصیب کیوں نہ ہو

"جاؤ میرے لیے چائے لاؤ" اس نے آنکھیں نکال کر کہا وہ سرعت سے کچن کی طرف لپکی ہمانے تاسف سے اسے دیکھا

"ایسے کیوں کرتی ہو زویا"

"تم خاموش رہو" وہ بد لحاظی سے کہتی کمرے کی طرف بڑھ گئی



تمہی کے ساتھ زویا کا رویہ دن بدن تلخ ہوتا جا رہا تھا پہلے جو جو اور اب حور کی بھی ذمہ داری تمہی پر آگئی تھی ثقلین شاہ کی طبیعت ناساز رہنے لگی تھی انہیں قلق تھا کہ وہ شہاب کے دل سے فیضان کی نفرت ختم نہ کر پائے انہی دنوں ایاز کا رشتہ تمہی کے لیے آ گیا اور اس رشتے کا سب سے بڑا حامی شہاب تھا اس کے دل میں اپنی سادہ دل اور معصوم بہن کے لیے محبت تو دور کی بات ہمدردی کا بھی جذبہ تک نہ تھا فیضان سے بدلہ لینے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جاسکتا تھا تبھی ایاز کی منصوبہ بندی پر آنکھیں بند کر کے عملدرآمد شروع کر دیا ایاز نے شہاب کو یقین دلایا تھا کہ شادی کے بعد وہ تمہی پر دباؤ ڈال کر فیضان سے زویا کو طلاق دلوادے گا اور فیضان اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسو نہ دیکھ پائے گا شہاب مطمئن ہو گیا مگر ایاز کے دل میں کیا تھا یہ کوئی نہ جانتا تھا

ثقلین شاہ نے اس رشتے سے صاف انکار کر دیا تھا وہ ایاز کو بخوبی جانتے تھے تو پھر کیوں اپنی معصوم پھولوں سی بیٹی کو دوزخ میں دھکیل دیتے شہاب ان کا انکار سن کر بھڑک اٹھا

"کیوں بابا سائیں کیا کمی ہے اس رشتے میں؟؟" وہ تیز آواز میں بولا اسکے لہجے نے ثقلین

شاہ کو حیرت میں مبتلا کر دیا

"کوئی کمی نہیں ہے شہاب؟؟؟" انہوں نے عجیب سے لہجے میں پوچھا وہ نظریں چرا گیا

"وہ میرا دوست ہے" ایک کمزور سے دلیل آئی

"تو دوست کا کیا مطلب ہے کہ میں اپنی بیٹی واردوں اس بد معاش کو اپنی بیٹی دے دوں

"؟؟؟"

"کسی نہ کسی سے تو کرنی ہے ناشادی اور پھر آپ ہی تو کہتے ہیں کہ میں فیضان اور تہمینہ

کے بارے میں اچھا سوچتا نہیں ہوں ان کا خیال نہیں رکھتا" ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ وہ

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غصے سے اس کی بات کاٹ کر دھاڑے

"یہ سوچا ہے تم نے؟؟؟ یہ خیال کیا ہے تم نے؟ اگر تم اسکو اپنی بہن سمجھتے تو ایسا کہنے سے

پہلے ہزار بار سوچتے۔ میری بیٹی میں کوئی کمی نہیں ہے جو تمہارے اس بد کردار دوست

کے ساتھ بیاہ دوں اس کا باپ زندہ ہے ابھی۔ لاوارث نہیں ہے وہ" کمزوری و نقاہت

کے باوجود ان کے لہجے میں دبدبہ تھا ان کے سخت لہجے پر شہاب کو چپ لگ گئی

"تمہاری بیٹی سوچ سے تو لگتا ہے کہ اگر تمہارا بس چلے تو ان کو بیچ دو" بیٹی سوچ پر شہاب

کا غصہ عود کر آیا اور اسی طیش نے سب لحاظ و ادب بھلا دیا

"ہاں ہاں بیچ دوں گا۔ بلکہ مار دوں گا ان دونوں کو۔ میرا دل چاہتا ہے آگ لگا دوں ان کی خوشیوں کو اور میں ایسا کر بھی جاؤں گا ایک وقت آئے گا تب جیت صرف میری ہوگی مجھے جاہل لوگوں کی طرح جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی مت دیجئے گا میری ماں کے پاس آپ سے زیادہ دولت موجود ہے"

تیز آواز میں چنگھاڑتا دھمکاتا نہیں گنگ کر گیا وہ صوفے پر ڈھے گے عالیہ جو سارا تماشہ

بڑی مسرت سے ملاحظہ کر رہی تھیں لپک کر انکی طرف آئیں

"جوان اولاد ہے شاہ جی کیوں اسکا دل برا کر رہے ہیں" انداز قائل کرنے والا تھا ثقلین

شاہ نے ایک سخت نظر ان پر ڈالی اور دروازے کی طرف اشارہ کرتے رخ پھیر گئے

ایسا تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا وہ ہمیشہ فیضان کو یہی کہتے رہے

"شہاب تمہارا بڑا بھائی ہے اس کی سخت باتوں کو دل پر مت لینا بس غصے کا تیز ہے کبھی

کچھ کہے تو انکار کر کے مزید ناراض مت کرنا" اور فیضان نے ہمیشہ ان کا کہا مانا تھا وہ

ساری رات اس کا نمبر ملاتے رہے جو بندل رہا تھا زندگی میں پہلی بار وہ خود کو اتنا بے

بس محسوس کر رہے تھے وہ جو چاہے کر لیتے مگر شہاب کو عالیہ کی شے حاصل تھی وہ یہ بھی جانتے تھے شہاب فیضان سے بات کرے گا اور وہ انکار نہ کر پائے گا وہ اسے باز رکھنا چاہتے تھے وہ کہنا چاہتے تھے کہ تمہی کو لے کر کہیں دور چلا جائے مگر وقت نے انہیں مہلت ہی نہ دی

اسی رات دل کا دورہ پڑنے سے وہ چل بسے



فیضان کو باپ کی موت کی خبر دے دی گئی وہ سکندر کے ساتھ پاکستان پہنچ چکا تھا اس کی باپ سے وابستگی کو سب جانتے تھے وہ خود بھی رویا تھا اور دوسروں کو بھی رلا رہا تھا اگر کوئی خاموش تھا تو وہ تھا شہاب وہ آگے کی سوچ رہا تھا اسے اپنی فتح بہت قریب نظر آرہی تھی حویلی کے معاملات سے فیضان کو کیسے الگ کرنا ہے یہ وہ بخوبی جانتا تھا اس کے ساتھ ساتھ اسے ایاز کی راہ بھی ہموار کرنی تھی اور یہ موقع اسے بہت جلد مل گیا چالیسویں کے بعد وہ خود چل کر فیضان کے پاس گیا فیضان حیران سا ہوتا احتراماً اٹھ کھڑا ہوا

"آؤ بیٹھو کچھ بات کرنی ہے" وہ سامنے ہی بیٹھ گیا

"جی"

"آگے کا کیا سوچا تم نے" شہاب نے بات کا آغاز کیا لہجہ مٹھاس سے لبریز تھا اور چہرہ غمگین

"کیا مطلب؟؟؟" وہ نا سمجھی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا

"میرا مطلب ہے کہ جائیداد کے معاملات دیکھو گے یا وہیں۔ باہر کی نوکری ہی کرو گے؟؟؟"

"میں نے ابھی کچھ سوچا نہیں اس بارے میں ابھی تو مجھے یقین ہی نہیں آ رہا کہ بابا مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں" فیضی کا لہجہ ٹوٹا بکھرا سا تھا

"زندگی میں رکا تو نہیں جاتا مرنے والوں کے ساتھ مرا بھی نہیں جاتا" وہ اپنی

نا پسندیدگی چھپاتے ہوئے اسے سمجھانے کے انداز میں بولا

"جی شاہد ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ یہاں کے معاملات آپ ہی دیکھ لیں مجھے تو کچھ پتا

بھی نہیں ہے" اس نے نرمی سے کہا شہاب کو لگا اسے ہفت کلیم مل گئی ہو مگر اس نے

خوشی کو ظاہر نہ ہونے دیا اور ساتھ ہی تہمی کے رشتے کی بات شروع کر دی

"ایاز اور تہمی" فیضان حیران رہ گیا "یہ کچھ نامناسب نہیں ہے؟؟"

"نامناسب والی کیا بات ہے بابا نے خود کہا تھا مگر وقت نے انہیں مہلت نہ دی اور ایاز کو بھی تم جانتے یو اچھا لڑکا ہے" شہاب نے بڑی روانی سے جھوٹ بولا جو اب اسکی توقع کے مطابق آیا تھا

"بابا نے کہا تو میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا جو آپ مناسب سمجھیں" اس کی رضامندی نے شہاب کی اگلی راہ بھی ہموار کر دی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجیب درانی اور ان کی بیگم کی وفات پر فیضان اور سکندر نواب ولا چلے گئے شہاب کو موقع مل گیا تھا کھل کر کھیل کھیلنے کا اس نے فوراً سے بیشتر ایاز اور تہمی کا رشتہ طے کر دیا نکاح کی تاریخ زمان کے نکاح کے ساتھ دو ماہ بعد کی رکھی گئی تھی ہما کو کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں شہاب؟؟"

"کیا کیا ہے میں نے؟؟" شہاب نے تیکھے لہجے میں پوچھا

"اتنی جلدی کیا ہے شادی کی ابھی تو خالو کی وفات کو بھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا" اس کی

سیدھی بات نے شہاب کا پارہ ہائی کر دیا

"بکو اس بند کرو تمہیں کس نے اجازت دی میرے معاملے میں بولنے کی" شہاب نے

اسے چٹیا سے پکڑ لیا

"میں-تو" بات اس کے گلے میں ہی اٹک گئی دروازے پر دستک ہوئی شہاب نے جھٹکے

سے اس کے بال چھوڑے

"آج کے بعد بکو اس کی تو زبان کاٹ دوں گا" دھیمے مگر سخت لہجے میں تنبیہ کر کے وہ

باہر کی سمت بڑھ گیا ہما آنسو پیتی خاموشی سے اس کی پشت دیکھتی رہ گئی



فیضان نے اسے محبتوں کے سائے میں رخصت کیا اس کی دائمی خوشیوں کی دعا دیتے

ہوئے اسنے ایک لمحے کو بھی نہ سوچا تھا کہ اس کی معصوم بہن کو یہ دعائیں راس نہ آئی

تھیں ہر لڑکی کی طرح وہ بھی نئی زندگی کے بہت سے سہانے سنے پلکوں پر سجا کر آئی

تھی جسے ایاز نے بڑی بے رحمی سے پاؤں تلے روند دیا

پہلے ہی دن نشے میں دھت ایاز نے اس کی نسوانیت کے پر نچے اڑادیے اس نے صاف الفاظ میں تمہی کو باور کروادیا کہ زویا کا نشہ اس کے سر چڑھ کر بول رہا ہے

"تجھے پتا مجھے کون پسند ہے؟؟" اس نے تمہی کے کندھے پر ہاتھ مارا وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی

"تیری بھابھی" اس نے تمہی کی طرف اشارہ کر کے بتایا

"زویا مجھے بھی پسند ہے اور تیرے بھائی کو بھی فیضان کو نہیں۔ شہاب کو" اس حقیقت پر تمہی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں "ویسے ہے تو تو بھی بہت خوبصورت" اس نے اپنی لال آنکھوں سے اسے گھورا وہ خوفزدہ سی ہچکیوں سے رونے لگی

"رو کیوں رہی ہے؟؟ ہاں؟؟ کون مر گیا تیرا؟؟ اب تو میری اجازت کے بغیر نہیں روے گی.. سنا تو نے... نہ ہنسے گی نہ روے گی.. سمجھی"

"جی" تمہی نے سہم کر سر ہلا دیا



فیضان ایک بار پھر چلا گیا زویا نے اس بار اسے روکنے کی کوشش نہ کی اسے فیضان سے

جس قسم کی محبت چاہئے تھی وہ نہ مل رہی تھی فیضان کو بچوں سے شدید محبت تھی ہر روز سکاٹپ پر جو جو سے گھنٹوں باتیں کرتا نہ تھکتا تھا فیضان نے کبھی زویا سے اونچی آواز میں بات نہ کی تھی وہ محبت سے زیادہ اس کی عزت کرتا تھا مگر زویا کو یہ سب نہ چاہئے تھا تبھی اس کی نظر التفات کا رخ ایاز کی جانب ہو گیا زویا کے ساتھ ایاز کی ملاقاتیں روز ہونے لگیں دوسری طرف تہمی پر دائرہ زندگی تنگ ہو گیا پہلے پہل بات صرف لفظی مار تک کی تھی اب ایاز ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا اب بھی ایسا ہی ہو اوہ باہر سے لوٹا تو تہمی کو چائے کا کہہ کر کمرے میں چلا گیا تہمی نے چائے بنائی مگر چینی شاید کم تھی ایاز نے سارا کپ اس پر الٹ دیا گرما گرم چائے نے اسے تڑپا کر رکھ دیا

"چائے بھی نہیں بنانی آتی تجھے جاہل کام چور عورت" ایاز نے اس کی تکلیف کو نظر انداز کر کے کہا "سارا دن کرتی کیا رہتی ہے تو کہیں میرے پیچھے سے باہر تو نہیں نکل جاتی"

"وہ اس پر الزام لگا رہا تھا مگر خود اپنے گریبان میں جھانکنے کی کوشش نہ کی تھی وہ

نفرتوں کا سوال کرے

محببتوں کا جواب مانگے کہ میرے حصے میں کانٹے لکھ کر

وہ مجھ سے تازہ گلاب مانگے یہ چاہتوں کے کڑی مسافت

چلیں ہے تنہا شکست خوردا کوئی تو میرا بھی درد جانے

کوئی تو اس سے حساب مانگے



"کب شادی کرو گے مجھ سے؟؟" زویا نے ایاز کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

"بہت جلد میری جان" وہ اس کا ہاتھ تھام کر مسکرایا

"کب تین ماہ سے یہی سن رہی ہوں جو جو بڑا ہو رہا ہے اب تو ملاقاتیں کرنے سے بھی ڈر لگتا ہے"

"افوہ یار بس یہ بچہ دنیا میں آجائے پھر تم سے شادی کر لوں گا"

"تمہی کو چھوڑ دو گے؟؟"

"نہیں وہ بھولی سی ہے ہمارے درمیان نہیں آئے گی"

"مگر میں کسی دوسری عورت کو برداشت نہیں کر سکتی اور تمہیں بچے کی اتنی کیا ٹینشن

ہے ایسا نہ ہونے کے بعد تمہارا دل میری طرف سے پھر جائے"

"ایسا ممکن ہی نہیں۔ بس میں اپنا بیٹا کھونا نہیں چاہتا اور تہمی کو ڈاکٹر نے ٹینشن فری رہنے کو کہا ہے بس کچھ ماہ صبر کر لو" وہ آنکھ دبا کر ہنس دیا زویا نے ذہن کو فیضان کی طرف کر لیا اب اسے سوچنا تھا کہ فیضان سے کیسے جان چھڑانی ہے جس کا دل اسکی سرد مہری کے باوجود بھی سخت نہ ہو پایا تھا



ندرت اور وقار کی شادی سے کچھ ہی دن قبل فیضی اور سکندر پاکستان آئے تھے فیضی سجاد درانی کے بے حد اصرار پر اور بچوں کو لے کر نواب ولا گیا جہاں ان کا شایان شان استقبال کیا گیا سب بہت اچھے سے ملے مگر ستارہ سب سے زیادہ چہک رہی تھی وہ فیضان کو اپنا بھائی سمجھ کر ٹریٹ کر رہی تھی مگر زویا کے دماغ میں شک کا کیڑا بیدار ہونا شروع ہو گیا اسے جہاں کوئی خود سے بہتر نظر آتا وہ یونہی جل جاتی تھی اب بھی ایسا ہی ہوا اور یہیں سے فیضان کی بربادی کا دور شروع ہوا



"سکندر بھائی مجھے آپ سے بات کرنی ہے" اس نے لاؤنج سے گزرتے سکندر کو

مخاطب کیا

"جی بھابھی " وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا

"یہ ستارہ آئی مین آپ کی منگیتر ہے نا" سکندر ٹھٹھکا

"جی ہاں آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟؟؟"

"آپ کی کوئی جذباتی وابستگی بھی ہے یا؟؟؟"

"آپ صاف صاف بات کریں کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟؟" اب کے سکندر نے لہجہ سخت کیا

وہ سیدھی ہوتی تھوڑا آگے کو جھکی

"ایکچولی بھائی بات ایسی ہے کہ مجھے شرم آرہی ہے کہتے ہوئے لیکن اگر اب بھی نہ

کہوں گی تو خاموشی میرے لیے عذاب بن جائے گی فیضان" وہ رکی سکندر سانس

رو کے اسے سن رہا تھا "فیضی ستارہ کو پسند کرتا ہے اور شاید ستارہ بھی" اس کے چہرے پر

جھوٹ کا شائبہ تک نہ تھا وہ اتنی صفائی سے جھوٹ بول رہی تھی کہ سکندر کو اس کا یقین

کرنا ہی پڑا

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے بھابھی" وہ اب بھی بے یقین

ساتھا

"آپ نہ مانیں مگر میں یہ سب صرف آپ کو ہی بتا سکتی ہوں آپ ستارہ کو روکیں اسے سمجھائیں میں اپنا گھر برباد نہیں کرنا چاہتی مجھے فیضان سے بے حد محبت ہے مجھے اکثر فیضی نے صاف ستارہ کا نام لے کر اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے میں جھوٹ کیوں بولوں گی؟؟؟" وہ بڑی مہارت سے شک کا بیج سکندر کے دل میں بوچکی تھی اسے ساکت چھوڑ کر مسکراتی ہوئی اٹھ گئی وہ سنبھل کر اٹھا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے

جب اسے ستارہ کے کھلکھلانے کی آواز آئی گردن موڑ کر دیکھنے پر اسے جھٹکا لگا ستارہ کے ہاتھ میں پائپ تھا جس سے وہ فیضان کو گویا کر رہی تھی شک پر یقین کی مہر ثبت ہو چکی تھی اشتعال کو دل میں دباتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا

اگلے دن فیضی اور زویا نواب ولا سے واپس آگئے واپسی پر اسے سکندر کہیں نظر نہ آیا فیضان نے کال کی تو نمبر بند ملا وہ پریشان ہو گیا ایسا پہلی بار ہوا تھا



تمہی کو ایاز نے گھر سے نکال دیا تھا

"اگر تجھے اپنے بچے کو زندہ رکھنا ہے تو جا اپنے بھائی کے پاس اور اسے کہہ کہ زویا کو

طلاق دے دے جا" وہ نشے میں تھا تبھی محسوس نہ ہوا کہ کیا بول رہا ہے روتی دھوتی
تمہی واپس شاہ حویلی آگئی یہاں اس نے کسی سے کوئی ذکر نہ کیا ہما اس کا بے حد خیال
رکھنے لگی سردیوں کی ایک ٹھہرتی شام میں ہادی ایاز اس کی گود میں آ گیا وہ بے حد
خوش تھی ننھے منے ہادی کے وجود سے اسے کچھ عرصے کے لیے ہی سہی سارے غموں
سے چھٹکارا مل گیا

"سکندر.... بیٹھو مجھے بات کرنی ہے" سجاد درانی نے سکندر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

"جی" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا سجاد درانی نے بغور اسے دیکھا

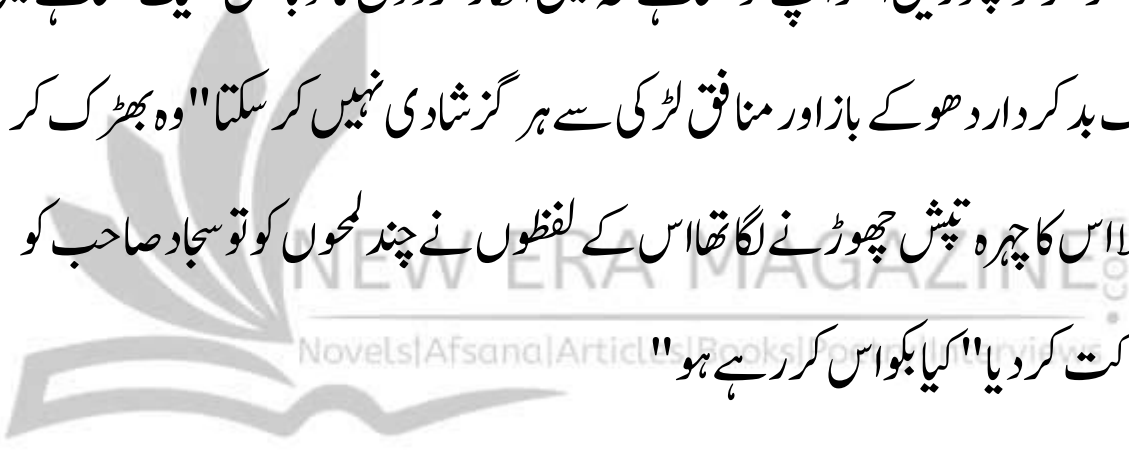
"کیا بات ہے اتنا کھڑے کھڑے کیوں رہتے ہو فیضان کا فون آیا تھا وہ شکایت کر رہا تھا
کہ تم اس سے بات نہیں کرتے" آخری بات پر اس کے چہرے کے عضلات مزید تن
گئے

"میں کر لوں گا بات جب دل چاہے گا آپ بتائیں کیا کہنا آپ کو" لہجہ اب بھی ہنوز

تھا" ہوں" انہوں نے گہری سانس بھری

"میں اور تمہاری ماما چاہتی ہیں کہ تمہارا اور ستارہ کا نکاح بھی وقار اور ندرت کے ساتھ

ہی کر دیا جائے کیا خیال ہے تمہارا " اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا جیسے وہ بہت ضبط کر کے بیٹھا ہو " آپ نے ستارہ سے پوچھا " قدرے توقف کے بعد جواب موصول ہوا " مجھے یقین ہے کہ وہ انکار نہیں کرے گی " انہوں نے پر یقین لہجے میں کہا وہ مزید تپ گیا " تو کیا آپ کو مجھ پر ہی یقین نہیں تھا " مجھے تم پر بھی یقین ہے مگر . . .

" اگر مگر کو چھوڑیں اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں انکار کر دوں گا تو بالکل ٹھیک لگتا ہے میں ایک بد کردار دھوکے باز اور منافق لڑکی سے ہر گز شادی نہیں کر سکتا " وہ بھڑک کر بولا اس کا چہرہ تپش چھوڑنے لگا تھا اس کے لفظوں نے چند لمحوں کو تو سجاد صاحب کو ساکت کر دیا " کیا بکو اس کر رہے ہو " 

" ٹھیک کہہ رہا ہوں جانتے بھی ہیں آپ کس کو پسند کرتی ہے آپ کی اعلیٰ ذہین دماغ والی بیٹی فیضان کو آج کل اسی کے ساتھ چکر چلا رہی ہے . آئی م سوری میں کسی ایسی لڑکی کو اپنا ہم سفر نہیں بنا سکتا جس کے دل میں کوئی اور ہو " وہ دو ٹوک انکار کر گیا تھا نہ صرف انکار بلکہ اس کے کردار کو داغدار بھی کر گیا تھا سجاد صاحب کے پاس لفظ ختم ہو گئے تھے

" تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے سکندر میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا " وہ نفی میں سر ہلاتے

صوفے پر سے اٹھے وہ بغیر کچھ کہے لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکلتا چلا گیا



"تمہی آیا زہادی کو دیکھنے کیوں نہیں آیا نام بھی تم نے اکیلی نے رکھ لیا" ہما کے پوچھنے پر

اس کے چہرے پر سایہ سالہرایا

"یہ میرا بیٹا ہے آپ میں خود ہی نام رکھوں گی" وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی فیضان جو

ہادی کو پیار کر رہا تھا چونک گیا

"کیا بات ہے تمہی" وہ پریشان سا پوچھنے لگا

"کچھ نہیں بھائی می وہ بس ایسے ہی" وہ گڑ بڑا گئی اپنے بھائی می کو دل کے پھپھولے

دکھا کر دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی

"مجھے بتاؤ کیا بات ہے" وہ اٹھ کر اسکے ساتھ آ بیٹھا

"وہ بس بابا کی یاد آرہی تھی" اس نے بروقت بہانہ تراشا تبھی جو جو کی شرارتی آواز نے

اس کی توجہ کھینچ لی

"پھوپھو دیکھیں ہادی کا نوز بالکل میرے اور بابا جیسا ہے نا" اس نے ہادی کی ناک چھو

کر کہا تمہی سب بھلا کر سنے لگی اسے اپنا یہ بھتیجا بہت پیارا تھا بے اختیار ہی اسے کھینچ کر
گلے سے لگالیا



سکندر کا انکار سب کے لیے کسی شاک سے کم نہ تھا ستارہ تک بھی اس کا انکار پہنچ چکا تھا
اختلافات اور لڑائی ہی اپنی جگہ مگر بچپن سے لے کر اب تک اس کی خوابوں کی دنیا کا
شہزادہ اگر کوئی ہی تھا تو صرف سکندر تھا اس کے انکار نے اسے ہلا کر رکھ دیا پھر سب
سے زیادہ حیرت اسے تب ہوئی ہی جب سجاد صاحب نے اسے بلا کر اسکی پسند پوچھی
"بابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" وہ سنبھل کر بولی

"جو پوچھا ہے وہ بتاؤ" وقار نے غصے سے کہا سجاد صاحب کو برا تو لگا مگر خاموش رہنا
مجبوری تھی

"مجھے کوئی ی پسند ہوتا تو پہلے ہی بتا دیتی ایسی کوئی ی بات نہیں ہے بابا یقین کریں" اس
کے لہجے کی پختگی نے سجاد صاحب کو پھر سے زندہ کر دیا جو وہ سوچ رہے تھے ایسا کچھ نہ
تھا یقیناً سکندر کو غلط فہمی ہوئی ہی ہے مگر ان کے سمجھانے کے باوجود سکندر نے ہامی نہ

بھری بے حد طیش اور غصے میں آکر انہوں نے ندرت کی جگہ ستارہ کو ہاشم کے سنگ
رخصت کرنے کا فیصلہ سنا دیا سب دم بخود رہ گئے

"میری بیٹی کوئی ی گری پڑی نہیں ہے جو تمہاری منتیں کروں اسی دن رخصت کر کے
دکھاؤں گا جس دن کا طے کیا ہے جاؤ دفعہ ہو جاؤ.. دور ہو جاؤ میری نظروں سے
" انہوں نے سکندر کو دھکادے کر پیچھے دھکیلا وہ ایک تلخ اور سلگتی نگاہ ستارہ پر ڈال کر
باہر نکل گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
"نہیں مانی نا تم نے میری بات" آج ایاز حویلی آیا تھا اور سیدھا تہمی کے کمرے میں چلا
آیا وہ جو ہادی کو سلا رہی تھی فوراً اٹھی

"کون سی بات" اس نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا اب وہ اپنے بھائی کے
گھر تھی تو کیسا ڈر

"بڑی ہمت آگئی ہے تجھ میں ہوں" اس نے بے دردی سے تہمی کے بال جکڑے وہ
چنچ پڑی

"ابھی بتاتا ہوں تجھے" اس نے کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا وہ پیچھے کو گری اس کی چیخ سن کر ہما کمرے میں آئی سی سامنے کا منظر دیکھ کر اس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا وہ بے دریغ اسے مارنے لگا ہما جو ساکت کھڑی تھی فوراً ہوش میں آئی سی اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتی کسی نے ایاز کو گریبان سے تھام لیا

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری میری بہن پر ہاتھ اٹھانے کی" آواز بلاشبہ فیضان کی تھی تمہی نے چونک کر سر اٹھایا سرخی چھلکاتی رنگت لیے غیض و غضب کی تصویر بنایا اس کا نیاروپ تھا ایاز کو ایک لمحہ لگا تھا سنبھلنے میں

"میری بیوی ہے یہ جو مرضی کروں تو کون ہوتا ہے... " بات پوری ہونے سے پہلے ہی فیضان کا ہاتھ اٹھا اور اس کی زبان بند کروا گیا اس کے تھپڑ نے ایاز کو مزید مشتعل کر دیا "مجھے چھوڑ اپنی بہن سے پوچھ کس کے ساتھ یاریاں لگاتی پھر رہی ہے ایک بد کردار..

"خاموش" فیضان نے اس کا جبراً پکڑ لیا "خاموش ایک لفظ مت بولنا تو کہے گا اور میں مان لوں گا میری بہن پر ساری دنیا بھی الزام لگائے تو میں نہ مانوں اتنا یقین ہے مجھے اگر تم بابا سائیں کی پسند نہ ہوتے تو شوٹ کر دیتا تمہیں" وہ پھنکار رہا تھا ایاز کو نیا خیال

سو جھاوہ اس کے ہاتھ جھٹکتا دو قدم پیچھے ہوا

"ہاہا تیرے بابا وہ تو اس شادی کے حق میں ہی نہ تھا ہاہا ہا" وہ اونچی اونچی ہنسنے لگا اور

فیضان کو اپنے اوپر چھت گرتی محسوس ہوئی

"تیرے سوتیلے بھائی نے جھوٹ بولا تھا تجھ سے صرف بدلہ لینے کے لیے" وہ

سارے راز اگل رہا تھا زویا کے ہاتھ پیر کا پنپنے لگے اس سے پہلے کہ وہ مزید گل افشانی کرتا تھی دھڑام سے زمین بوس ہو گئی سب کو تہمی کی طرف متوجہ دیکھ کر ایاز نے ہادی کو اٹھایا اور خاموشی سے نکل گیا جب تک انہیں خبر ہوئی ہی دیر ہو چکی تھی

سکندر کو جب یہ خبر ملی تھی وہ اشتعال کو چھونے لگا یہ بات اس کی غیرت پر تازیانہ تھی کہ وہ جس سے شادی کرنے والا تھا اس کی ہونے والی بیوی کسی غیر مرد سے تعلقات بڑھا رہی تھی اور غیر بھی وہ جو اس کا دوست تھا جگری یار تھا اس نے ایک بار بھی بات کی گہرائی میں جانے کی کوشش نہ کی تھی سچ کو پرکھنا نہ چاہا تھا بس آنکھیں بند کر کے یقین کر لیا تھا اسے ستارہ سے چڑھی تھی جلن تھی مگر نفرت نہ تھی لیکن اب وہ اس سے نفرت کرنے لگا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ اس نے ستارہ سے شادی نہیں کرنی مگر اسے معاف بھی نہیں کرنا وہ شادی سے انکار تو کر آیا تھا مگر ستارہ اور فیضان کا راستہ صاف

نہیں کرنا چاہتا تھا وہ ان دونوں کو سخت سے سخت سزا دینا چاہتا تھا ایسی سزا جس سے اسکے دل میں لگی انتقام کی آگ سرد ہو جائے اور یہ موقع اسے بہت جلد میسر آ گیا تھا



ایاز لاپتہ ہو چکا تھا فیضان اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اسے ڈھونڈ نہ پایا ہادی کی گمشدگی نے تہمی کو ذہنی مر لضعہ بنا دیا فیضان بہن کی حالت پر کڑھتا رہتا وہ بیٹھے بیٹھے کھو جاتی کبھی چیخنے چلانے لگتی اس کی حالت ابتر تھی دوسری طرف سکندر فیضی سے بات کرنے کا روادار نہ تھا اس کا اجنبی انداز فیضان کو کچوکے لگا رہا تھا زویا بھی اکھڑی اکھڑی رہنے لگی تھی اگر کوئی ی اس کا اپنا تھا تو وہ صرف جو جو تھا جو رات دیر تک اس کے گھٹنوں پر سر رکھے اپنے باپ کے درد کو محسوس کیا کرتا تھا



وہ گہری سوچ میں گم تھی جب ندرت دروازہ کھول کر اندر آئی ی غصے کی زیادتی سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا ستارہ چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگی "کیا ہوا"
"کتنی معصوم شکل ہے تمہاری کوئی ی جان ہی نہیں سکتا کہ کیسی کینہ پرور عورت ہے

تمہارے اندر ارے ڈائی ن بھی سات گھر چھوڑ دیتی ہے مگر تم تم سے اپنی بہن کی خوشیاں برداشت نہ ہوئی یں "وہ اپنی بھڑاس نکال رہی تھی ستارہ گم صم سی اس کا چہرہ دیکھے گئی وہ اسے کیسے بتاتی کہ اس کے اندر کیسی توڑ پھوڑ ہو رہی ہے جس شخص کے خواب بچپن سے آنکھوں میں سجے ہوں وہ ایک پل میں بکھر جائی یں تو انسان نہ زندوں میں رہتا ہے نہ مردوں میں



وہ شہر جا رہا تھا جب اسے سکندر کی کال موصول ہوئی ی اس نے سرعت سے کال پک کی

"ہیلو سکندر یار کیسے ہو اتنا مس کیا میں نے تمہیں... اب بھی میں تم سے ملنے ہی آرہا تھا" کوئی ی گلہ شکوہ کیے بغیر وہ شروع ہوا لہجہ خوشی سے لبریز تھا مگر مقابل کو اس سے سروکار نہ تھا

"ہاں میں بھی تم سے ملنا چاہ رہا تھا" سکندر کا لہجہ ہر احساس سے عاری تھا مگر فیضان اپنی خوشی میں محسوس ہی نہ کر سکا "ہاں ہاں کیوں نہیں بتاؤ کہاں ملیں"

"میں ذرا بڑی ہوں سب شادی کی تیاریوں میں مصروف ہیں تم یوں کرو ستارہ کو کالج چھوڑ دو اس کی آج ایوننگ کلاس ہے پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہاں ملنا ہے" سکندر نے بات پوری کرتے ہی کال کاٹ دی اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا اس سے بے خبر فیضان نے مسکراتے ہوئے گاڑی نواب ولا کی طرف موڑ لی

سکندر کے پلان کے مطابق فیضان ستارہ کو لینے نواب ولا پہنچ گیا مرد حضرات گھر سے نکلے ہوئے تھے ستارہ نے جلدی میں بڑی بیگم سے اجازت لی اور فیضان کے ساتھ آکر گاڑی میں بیٹھ گئی اصل بات سے وہ بھی انجان تھی دوران سفر ہی فیضان کو اطلاع ملی کہ تمہی کی طبیعت خراب ہوگئی ہے اس نے ستارہ کو کالج کے گیٹ پر اتارا اور زن سے گاڑی دوڑا لے گیا ستارہ کالج تک پہنچ چکی تھی اب آگے کا کام سکندر لے لیے کوئی مشکل نہ تھا



اسے جب ہوش آیا تو وہ بیڈ پر تھی ذہن پر زور ڈالنے سے یاد آیا کہ وہ کالج کہ عین سامنے تھی جب کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھ کر اپنی جانب کھینچ لیا یہ خیال ہی سوہان روح تھا کہ وہ اغوا ہو چکی ہے وہ پھرتی سے بیڈ سے اتری سامنے صوفے پر سکندر کو بیٹھے

دیکھ کر اسے اطمینان ہوا

"سکندر وہ کالج کے گیٹ کے سامنے" بات کرتے کرتے اس نے نظر گھمائی دروازہ

بند تھا اور کمرہ نیم تاریک

"یہ ہم کہاں ہیں سکندر" اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا

"تم تم محفوظ ہو آرام سے بیٹھو" سکندر نے اطمینان سے کہتے ہوئے سگریٹ کو ایش

ٹرے میں مسلا

"کیا مطلب سکندر مجھے کالج کے گیٹ سے آپ نے" وہ خوفزدہ سی کہہ رہی تھی

سکندر نے سر تا پیرا سے دیکھا بے شک وہ بے حد خوبصورت تھی اس کے اندر کا شیطان

جاگنے لگا تھا

"اگر تم میری نظروں میں دھول جھونک سکتی ہو تو میں بھی ایسا کرنے کا حق رکھتا ہوں

میڈم"

"کیا... میں نے کیا کیا ہے" اسکی آنکھوں میں حیرانی درآئی

"تم نے کیا نہیں کیا میرے ہی دوست سے چھپ کر چکر چلاتی رہی اتنا بڑا دھوکہ دیا تم

دونوں نے مجھے مجھے لاعلم رکھ کر اتنا بڑا کھیل کھیلتے رہے "وہ بھڑک کر صوفے سے اٹھا
ستارہ حیرت سے منہ کھولے اسے سن رہی تھی

"کیا سمجھتے تھے مجھے کچھ پتہ نہ لگے گا تم دونوں اتنی آسانی سے مجھے بے وقوف بناؤ گے
اس فیضی کو تو میں بعد میں پوچھوں گا آج تم سے نمٹ لوں اپنی سزا کے لیے تیار ہو جاؤ
محترمہ "وہ خباثت سے کہتا اس کی طرف بڑھا

"کیا کہہ رہے ہیں آپ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی "وہ چیخ اٹھی

"فیضان سے کیا رشتہ ہے تمہارا ہوں بولو کیا لگتا ہے تمہارا جو اس سے تنہا ہیوں میں ملتی
رہی تم "وہ اس کے شفاف کردار کی دھجیاں بکھیر رہا تھا نفرت بھرے جملے اس کی
سماعتوں کی نذر کر رہا تھا

"آپ کو مجھ سے شادی سے انکار کرنا تھا کر دیا اتنا گھٹیا الزام لگا کر ذلیل کرنے کا
کوئی حق نہیں آپ کو سمجھے "ستارہ کو بھی غصہ آ گیا

"حق حاصل کر بھی کون رہا ہے تم جیسی لڑکیوں پر حق نہیں تسلط جمایا جاتا ہے ذلت
سے نوازا جاتا ہے "سکندر نے دھاڑتے ہوئے اسے بیڈ پر دھکیلا اس کا چہرہ خطرناک حد

تک سرخ ہو رہا تھا وہ اشتعال کی حدوں کو چھو تا اس کی طرف پیش رفت کر چکا تھا وہ فرار کی ہر راہ مسدود پار ہی تھی منتیں کر رہی تھی کمرہ اس کی فریاد کناں چیخوں سے گونج رہا تھا اور وہ اس کی ہر فریاد کو ٹھوکروں پر رکھتا اس کی عزت کو پامال کر چکا تھا اپنے مزوم عزائم میں کامیاب ہوتے اس نے تنفر سے ایک نظر ستارہ پر ڈالی اور نکلتا چلا گیا



شادی سے دو دن قبل ستارہ کی گمشدگی نے نواب ولایت قہر برپا کر دیا سکندر شام میں گھر لوٹا وہ بے حد خوش تھا خوشی کو دل میں دباتے اس نے لاؤنج میں بیٹھے نفوس پر نگاہ دوڑائی افضل کے علاوہ سب موجود تھے

"کیا بات ہے آپ لوگ پریشان کیوں ہیں؟؟ اور ماما آپ رو کیوں رہی ہیں" اس نے سب سے سوال کرتے آخر میں ماریہ بیگم کو دیکھا

"ستارہ میری بیچی نہ جانے کہاں ہے دوپہر کی نکلی ابھی تک گھر نہیں لوٹی" عائشہ بیگم نے روتے ہوئے بتایا سکندر نے چونکنے کی کمال اداکاری کی

"گی کہاں تھی وہ"

"کالج" جواب ندرت کی طرف سے آیا سب کی نسبت اس کا چہرہ پر سکون تھا

"تو وہیں ہوگی"

"نہیں ہے افضل نے پتا کروایا ہے وہ کالج کی ہی نہیں" فضہ بیگم نے شرمندہ لہجے میں

نظریں جھکا کر کہا سکندر نے ماتھے پر بل ڈال لیے

"میں تو پہلے ہی کہتا تھا اسے اتنی ڈھیل مت دیں مگر کسی نے سنی ہی نہیں میری" اس

نے سجاد صاحب کی طرف دیکھ کر طنز کیا "کون چھوڑنے گیا تھا اسے" سب کچھ اس کے

پلین کے مطابق ہو رہا تھا وہ دل ہی دل میں خوش تھا مگر چہرے کو سنجیدہ ہی رکھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"فیضان" کی لمبے خاموشی کی نظر ہوگئے جب عائشہ بیگم کے لبوں نے حرکت کی

"واٹ۔۔۔ اسے کس نے گھر میں آنے دیا اور غیر مرد کے ساتھ اسے کیسے جانے دیا

کس نے اجازت دی اسے" وہ چنگھاڑتا ہوا بولا

"میں نے مجھ سے پوچھا تھا اس نے" عائشہ بیگم کے جواب پر وہ خاموش ہو گیا چند لمبے

لاؤنج میں خاموشی چھائی رہی سکندر سجاد صاحب کے سامنے جا رہا

"کہا تھا میں نے آپ کو آپ نے یقین نہیں کیا تھا دیکھ لیا انجام بھاگ گئے وہ دونوں

ہماری عزت کو نیلام کر گئے "

"سکندر" سجاد صاحب تڑپ کر اٹھے

"میں سچ کہہ رہا ہوں بابا آپ مانیں یا نامانیں حقیقت یہی ہے " وہ ان کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر بولا

"میں نے بلوایا ہے فیضان کو ابھی معلوم ہو جائے گا " سجاد رانی نے لاؤنج میں چکر لگاتے

ہوئے کہا وہ سب کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہے تھے

"اور آپ کو لگتا ہے وہ مان جائے گا " ابھی بات سکندر کے منہ میں ہی تھی جب ملازم

نے فیضان کے آنے کی اطلاع دی سجاد صاحب نے اسے یہیں بھیجنے کا حکم دیا ساتھ ہی

سکندر کو خاموش رہنے کی تنبیہ کی وہ لب بھینچتا رخ پھیر گیا فیضان سلام کرتا آگے

بڑھ آیا خلاف معمول کسی نے بھی گرم جوشی سے جواب نہیں دیا جو کہ اسے بے حد

محسوس ہوا وہ حیران ہوتا سب کے چہرے تکنے لگا

"کیا بات ہے آپ لوگ اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہیں " سجاد صاحب نے جانچتی

نظروں سے اسے دیکھا

"ستارہ کو تم لے کر گئے تھے"

"جی میں ہی اسے کالج چھوڑنے گیا تھا" اس نے مدہم سا جواب دیا

"کس کی اجازت سے لے کر گئے تھے تم" وقار غصے سے بولا

"مجھے سکندر نے کہا تھا کہ" وہ ابھی بات کر ہی رہا تھا جب بے حد طیش میں سکندر پلٹا

اور کھینچ کر ایک تھپڑ فیضان کے منہ پر مارا وہ اس کے لیے تیار نہ تھا لڑکھڑا گیا صوفے پر

ہاتھ رکھ کر بمشکل خود کو گرنے سے بچایا

"جھوٹ جھوٹ بولتے ہو تم شرم آنی چاہیے تمہیں خود کو بچانے کے لیے تم اس حد

تک بھی گر سکتے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا" سکندر کے الفاظ نے اسے گنگا کر دیا تھپڑ سے

زیادہ اس کی باتوں نے دل دکھایا تھا اس کی آنکھوں سے چھلکتی نفرت اور اجنبیت کی

چنگھاڑیاں اسے بھسم کر گئی تھیں وہ نمی چھپانے کو نظریں جھکا گیا اسکی اس حرکت نے

شک پر یقین کی مہر ثبت کر دی

"دیکھا دیکھا آپ نے میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ستارہ اسی کے پاس ہے اور بے غیرتی

دیکھیں کتنی ڈھٹائی سے ہمارے سامنے کھڑا ہے" اس پر الزام لگانے میں سکندر سب

سے آگے تھا وہی دوست جو کبھی جان چھڑکتا تھا آج جان لینے کے درپے تھا سجاد صاحب شکستہ قدموں سے چلتے فیضان کے سامنے آر کے

"تم ستارہ کو یہاں لے آؤ میرا وعدہ ہے تم دونوں کی شادی خود کرواؤں گا مگر میری عزت کا جنازہ مت نکالو یہ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں" انہوں نے سچ مچ میں ہاتھ جوڑ دیئے فیضان حق دق رہ گیا اس نے سرعت سے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ تھام لیے

"ایسا کچھ نہیں ہے آپ مجھ سے قسم لے لیں پر میرا یقین کریں ایسا کچھ نہیں ہے" وہ ان کے ہاتھوں پر سر رکھ کر بلک پڑا جہاں سجاد درانی کو اس کی بے گناہی کا یقین آیا وہیں سکندر کو اپنا پلان فیل ہوتا نظر آ رہا تھا تبھی سجاد صاحب کے جاتے ہی بے حد مشتعل ہو کر اس نے فیضان کا گریبان تھام لیا

"لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" یہ کہہ کر اس نے پیٹنا شروع کر دیا فیضان نے اس کا ہاتھ نہ روکا تھا سب خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے جب مار مار کر تھک گیا تو اسے کالر سے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا اور دروازے سے باہر دھکیل دیا فیضان نے سر اٹھا کر ایک آخری نظر اس پر ڈالی دروازہ بند کرنے سے پہلے جو آخری الفاظ سکندر

نے سنے تھے وہ اسے ساکت کرنے کو کافی تھے

"سکندر میں جا رہا ہوں مگر ایک وقت آئے گا جب تمہیں میری بے گناہی کا یقین آئے گا
تب یہ دوست تمہیں بہت یاد آئے گا مگر ڈھونڈنے سے بھی کہیں نظر نہ آئے گا
"آستین سے ہونٹوں کے کناروں سے خون پونجھتا نمکین پانیوں سے بھری آنکھوں
سے دیکھتا وہ الوداعی ہاتھ ہلاتا لڑکھڑاتا ہوا پلٹ گیا سکندر کتنی ہی دیر خالی الذہنی کے عالم
میں وہیں کھڑا رہا"

ستارہ دو دنوں سے بے ہوش تھی اتنا بڑا شاک اس کا دماغ برداشت نہ کر پایا تھا سکندر
نے اسے ہوش میں لانے کی پوری کوشش کی تھک ہار کر وہ اسے قریبی ہاسپٹل لے گیا
نفرت اور تلخیاں اپنی جگہ مگر وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرواتے
وقت اسے ان کی فیملی ڈاکٹر ڈاکٹر صائقہ نے دیکھ لیا چونکہ وہ ستارہ اور سکندر کو جانتی
تھیں تبھی انہوں نے نواب و لا اطلاع دی سجاد صاحب دوڑے چلے آئے ستارہ کی
حالت سیریس تھی سکندر اس سب سے انجان اپنے کمرے میں بیٹھا آگے کا سوچنے میں
مصروف تھا یہ تو بہر حال طے تھا کہ اسے ستارہ سے کوئی رشتہ کوئی تعلق نہ رکھنا تھا



ایک ماہ ہسپتال میں گزارنے کے بعد ستارہ نواب ولا واپس آگئی اجڑی اجڑی سی بکھری
 بکھری سی عائشہ بیگم اس کی حالت دیکھ کر دنگ رہ گئیں سکندر اسے ہسپتال چھوڑنے
 کے بعد منظر عام سے غائب ہو گیا تھا وہ جانتا تھا کہ نواب ولا تک خبر پہنچ چکی ہے تبھی
 گھر آنے سے ہچکچارہا تھا ستارہ کی حالت سجاد صاحب کو خون کے آنسو رلا رہی تھی
 خاموش ہونٹوں پر جامد چپ عائشہ بیگم نے اس سے محبت سے پوچھنا چاہا مگر اس کی
 ویران آنکھوں میں اترتی وحشت نے انہیں خاموش کروا دیا اور پھر وقار کی سختی اور
 سجاد صاحب کی نرمی بھی اس کی زبان نہ کھلو اپائی وہ بولنا بھول گئی تھی ہنسنا چھوڑ گئی تھی
 آنکھیں سوکھ گئی تھیں تبھی سکندر چلا آیا خلاف توقع اس سے کوئی سوال جواب نہ کیا گیا
 وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ خوش بھی تھا مگر یہ خوشی اس وقت غارت ہو گئی جب
 سجاد صاحب نے اسے کمرے میں بلا کر نکاح کا حکم صادر کیا

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ" وہ بے یقینی کے عالم میں بولا

"وہی جو تم سن رہے ہو اچھی طرح سوچ سمجھ لو مگر جواب ہاں میں ہی ہونا چاہیے اس
 سب کا قصور وار جو بھی ہے مگر میں اب ستارہ کے معاملے میں کسی دوسرے پر اعتماد
 نہیں کر سکتا

اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کر لو چاہے ہنس کر کرو یا رو کر "وہ حکم، صادر کر رہے تھے
بے حد کر خنگی سے سکندر اپنے ہی بچھائے جال میں پھنسنے

"ایک ایک ایسی لڑکی جس کا دامن داغدار ہے وہ آپ میرے سر منڈھ رہے ہیں
ہر گز نہیں بابا جان ہر گز نہیں..."

وہ نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہٹ رہا تھا

"آپ اسکو بلوائیں جو اس سب کا قصور وار ہے" سجاد صاحب نے آگے بڑھ کر اسے
گریبان سے تھام لیا

"میں نے تم سے رائے نہیں مانگی حکم سنایا ہے اور میرے حکم سے انحراف تمہیں نواب
ولا سے در بدر کر دے گا سمجھے" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہے گئے حکمیہ

الفاظ اسے دنگ کر گئے وہ جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑ کر باہر نکل گئے وہ

سوچوں کے گراب میں پھنسا بس یہ سوچتا رہ گیا کوئی پرانی بیٹی سے اتنی محبت کیسے کر سکتا
ہے کہ اپنی اولاد کو پس پشت ڈال دے



اور پھر اسے ماننا پڑا اتنی پر آسائش زندگی کو چھوڑنا اس کے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھا ستارہ نے غائب دماغی سے نکاح نامے پر دستخط کر دیئے وہ انجان تھی کہ جو شخص اس کی تباہی و بربادی کا ذمہ دار ہے وہی اس کا نصیب بنا دیا گیا ہے نکاح کے بعد ستارہ کو بے ہوشی کا دورہ پڑا اور اس دوران جو خبر ڈاکٹر نے سنائی وہ نواب ولاپر قہر بن کر اتری فضہ بیگم پورے قد سمیت زمین بوس ہو گئیں یہ دن اسکے لیے اذیتوں بھرا تھا جہاں ایک طرف ماں یہ دنیا چھوڑ گی وہیں سارے خونی رشتوں نے منہ موڑ لیا و قار سے دیکھ کر آپے سے باہر ہونے لگتا عائشہ بیگم کو چپ لگ گی شکلیہ اور ندرت کے طنز میں ڈوبے الفاظ اور نفرت بھری نگاہیں ہمہ وقت اسکے وجود سے لپٹی رہتیں مگر وہ وہاں موجود ہی کب تھی جو محسوس کرتی اس کے دوہی سائبان تھے جو مضبوط دیوار بنے اس کے آگے کھڑے تھے سجاد صاحب اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی اس سے منہ نہ موڑ پائے تھے شاید سگا باپ بھی ہوتا تو اس موقع پر ساتھ چھوڑ جاتا مگر نہ جانے کیسی محبت تھی ان کی کہ ایک سخت لفظ نہ نکلا تھا لبوں سے افضل نے بھی بڑے بھائیوں کا سا کردار ادا کیا سکندر سب جانتے بوجھتے انجان بنا ہوا تھا اس کا لگا یا گیا الزام سچ ثابت ہو گیا تھا سب کو یقین تھا کہ یہ بچہ جو دنیا میں آیا بھی نہیں فیضان کا ہی ہے اور پھر وہ دن بھی آ گیا جب سکندر یہ ملک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا جانے سے پہلے وہ باپ کے پاس آیا تھا

"میں جا رہا ہوں بابا آپ نے اپنی ضد پوری کر لی اب میری باری ہے آپ کی یہ بیٹی جسے آپ نے سگی اولاد پر ترجیح دی ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اکیلی رہے گی یہی سزا ہے اس کی نہ میں اسے آزاد کروں گا نہ ہی کوئی تعلق رکھوں گا" وہ چبا چبا کر کہتا سجاد صاحب کو اندر تک ہلا گیا وہ بے اختیار ہی اس کے آگے ہاتھ جوڑ گئے وہ ستارہ کی خوشیوں کی بھیک مانگ رہے تھے اس شخص سے جو خود اس کی تباہی کا ذمہ دار تھا

"میری بیٹی کی جھولی میں خوشیاں ڈال دو جو چاہے لے لو میں اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا خدا کا واسطہ ہے سکندر اپنے باپ کے جوڑے ہاتھوں کو دیکھو" وہ شدید رہ گیا ایک لمحے کو تو سکندر کی گرفت بیگ پر ڈھیلی پڑی اس کا باپ اس لڑکی کے لیے اس کی منتیں کر رہا تھا جس سے وہ نفرت کرتا تھا کیسی محبت تھی ان کی حسد و جلن میں مزید اضافہ ہو گیا اگر وہ جان جاتے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے تو جانے وہ کیا کرتے یہ سوچ کر ہی اسے جھر جھری سی آگئی

"ایک بار۔ ایک بار بھی اسے برانہ کہا آپ نے ایک لفظ اس کے خلاف نہ نکلا اوپر سے آپ مجھے سمجھا رہے کہ میں وہ گناہ بھی قبول کر لوں میرے پاس اتنا ظرف نہیں بابا جان میں نہیں رک سکتا کیونکہ میں رکنا ہی نہیں چاہتا" اور پھر وہ واقع ہی نہیں رکا تھا وہ

چلا گیا تھا سجاد صاحب دروازے تک اس کے پیچھے گئے مگر وہ ہر التجا کو پاؤں تلے
روندتا نواب ولا کی دہلیز پار کر گیا اور اسی دن سجاد صاحب کو پہلا ہارٹ اٹیک ہوا تھا



"بھابھی پلیز بھابھی میرا ہادی مجھے واپس لادیں میں مر جاؤں گی اس کے بغیر" تہمی
روتے ہوئے بولی زویا گڑ بڑاگی

"میں کہاں سے لاؤں پاگل ہوگی ہوتم،" زویا نے اسے پرے دھکیلا
"آپ جانتی ہیں ایاز کہاں ہیں مجھے یقین ہے آپ کو معلوم ہے میں بھیا سے بات کروں
گی پلیز آپ اسے کہیں ہادی مجھے

"اوہ آئی سی تو تم سب جانتی ہو اچھا ہوا تمہیں پتا لگ گیا ایک نہ ایک دن تو لگنا ہی تھا" وہ
تنفر سے ہنس کر بولی "ہاں میں جانتی ہوں ہادی کہاں ہے ایاز کہاں ہیں ویسے شوہر وہ
تمہارا ہے لیکن دیکھو میرے ہاتھ میں ہے اپنی انگلی پر نچا سکتی ہوں اسے" وہ اس کے
سفید پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے طنز کے تیر چلا رہی تھی

"میرے بھائی سے زیادہ اچھا تو نہیں ہے وہ" اس کے سوکھے پیڑی زدہ ہونٹوں نے

جنبش کی تھی وہ قہقہہ لگا کر ہنسی "تمہارا بھائی رشتوں میں بٹا ہوا.... دوستوں محبتوں عزتوں کے پیچھے بھاگنے والا شخص نفرت ہے ایسے لوگوں سے مجھے "وہ زہرا گل رہی تھی مگر فیضان کو لگا بھری محفل میں کسی نے اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا ہو یہ احساس ہی ذلت آمیز تھا کہ اس کی بیوی جس کی وہ بہت عزت کرتا تھا جس کی سرد مہری اور اکتاہٹ کو بھی اس کی ادا سمجھ کر نظر انداز کر دیا کرتا تھا وہ ایک دھوکے باز عورت ہے وہ اس کی امانت میں خیانت کرتی رہی ہے زویا بات کرتے کرتے پلٹی تو دروازے میں ایستادہ سرخ چہرے لیے فیضان کو دیکھ کر گھبراگی ماتھے پر پسینہ نمودار ہو گیا فیضان دھیرے دھیرے چلتا اس تک آیا تھی اس کی آنکھوں سے چھلکتی سرخی دیکھ کر سہم سی گی مگر وہ اسے نہیں زویا کو دیکھ رہا تھا چند لمحے اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے رکھیں

"وہ فیضی میں "زویا کو سمجھ نہ آئی کیا بولے اچانک فیضان کا ہاتھ اٹھا اور اس کے گال پر نشان ثبت کر گیا وہ گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اسے تکلنے لگی

"خاموش ہو جاؤ" وہ درشتی سے کہہ کر صوفے پر جا بیٹھا اور اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا یہ اس کے ضبط کی انتہا تھی وہ ایک غیرت مند شخص تھا کسی عورت کو بری نظر

سے نہ دیکھنے والے شفاف کردار کے حامل شخص کے نصیب میں کیسی عورت لکھی تھی اس کی معصوم بہن کے معاملے میں کتنی بڑی بھول ہوگی اُس سے اضطراری انداز میں وہ اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگا کسی نتیجے پر پہنچ کر وہ زویا کی طرف پلٹا

"بلاؤ ایاز کو اسے کہو ہادی کو لے آئے اور تمہیں لے جائے بے فکر ہو کر آئے مجھے دشمنیاں پالنا نہیں آتیں تمہیں آزاد کرنے میں لمحہ نہیں لگاؤں گا" لہجہ بے لچک اور انداز دو ٹوک تھا زندگی میں پہلی بار فیضان نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ پیر پٹختی باہر نکل گی فیضان تہمی کو سینے سے لگائے ضبط کھو بیٹھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Gossips | Poems | Features

"مجھے معاف کر دو تہمی مجھے معاف کر دو"



"معلوم کرواؤ سکندر کہاں ہے" سجاد صاحب نے افضل کا ہاتھ تھام کر کہا آواز نقاہت زدہ تھی وہ آج ہی ڈسچارج ہو کر گھر آئے تھے دونوں اس وقت کمرے میں اکیلے تھے

"جی بابا میں پتہ کرواتا ہوں" افضل نے تابعداری کا مظاہرہ کیا

"اسے واپس آنا ہو گا ہر قیمت پر ہر حال میں جانتا ہوں یہ اس کے لیے مشکل ہے مگر

اپنوں کے لیے قربانی دینی پڑتی ہے جانے کیوں میرا دل نہیں مانتا کہ ستارہ "بات کرتے کرتے ان کی آنکھیں بھیگ گئیں لب کپکپا گئے افضل نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا "بابا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ آرام کریں" اس نے موضوع بدلنا چاہا مگر وہ اس کی سن ہی کہاں رہے تھے

"میں نے ریحان سے وعدہ کیا تھا کہ ستارہ کو بیٹی سے بڑھ کر چاہوں گا آج کیسے کیسے چھوڑ دوں اسے اکیلا کیسے تنہا کر دوں آج اس کے سگے چھوڑ گئے ہیں ندرت اور وقار نے منہ پھیر لیا ہے اور سکندر چاہتا ہے کہ میں بھی اس پر لعنت ملامت کروں میں نہیں کر سکتا مجھے بھروسہ ہے اپنی ستارہ پر یقیناً کچھ غلط ہوا ہے تم دیکھنا افضل ایسا ہی ہوا ہو گا تم اسے ڈاکٹر کو دکھاؤ اسے ٹھیک ہونا چاہیے وہ بتائے گی وہ سب بتائے گی" وہ شاید تھک گئے تھے تبھی آنکھیں موند گئے افضل صاحب نے سنجیدگی سے ستارہ کے علاج کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا ساتھ ہی وہ فیضان سے ملاقات کا بھی سوچ رہا تھا اسکی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کہیں کچھ گڑبڑ ضرور ہے



فیضان اس دن سے گھر نہ آیا تھا زویا بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی اس انتظار کے

پیچھے کیا مقصد تھا اس سے کوئی واقف نہ تھا

"تم نہیں جانتی ہما فیضان نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا مجھ پر زویا پر اچھا نہیں کیا اس نے" زویا

غصے سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی ہمانے حیرت سے اس کو دیکھا

"کیسے بات کر رہی ہو زویا شوہر ہے تمہارا گر مار بھی لیا۔

"کیسے کیسے مار لیا" وہ بات کاٹ کر چلائی "اس کی ہمت کیسے ہوئی ذلیل انسان چھوڑوں

گی نہیں اسے میں"

"اچھا اچھا تم غصہ ٹھنڈا کرو سزا ہی دینی ہے تو یوں کرو زمان کے پاس شہر چلی جاؤ دیکھنا

فیضان خود لینے آئے گا تمہیں" ہمانے مسکراتے ہوئے حل پیش کیا زمان پسند کی شادی

کے بعد شہر شفٹ ہو گیا تھا

"بات ماننے منانے کی حدور سے باہر نکل گئی ہے اب صرف فیصلہ ہوگا ایسا فیصلہ جو

کبھی کسی نے نہ کیا ہو میں اسے برباد کر دوں گی پچھتائے گا وہ بہت پچھتائے گا" وہ بے

خونی سے بول رہی تھی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی ہمانے دہل کر اسکا انداز دیکھا

ایسی کون سی طاقت تھی جو زویا کو اس حد تک لے کر جا رہی تھی وہ وجہ جاننے سے

قاصر تھی



جب دلوں میں شک پیدا ہو جائے تو زندگی سے سکون رخصت ہو جاتا ہے زویا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا وہ اچھے برے کی پہچان بھول چکی تھی ضد.. خود سری احساس برتری نے اسے اندھا کر دیا تھا اور اب جو جلن و حسد کی آگ اسکے سینے میں دہک رہی تھی اس میں نہ صرف اسے خود دکھنا تھا بلکہ اپنے ساتھ جڑے رشتوں کو بھی جلانا تھا فیضان ہادی کو لے آیا تھا تہمی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا وہ والہانہ انداز میں اسے چومنے لگی

"کیسے ڈھونڈا بھائی آپ نے اسے" تہمی نے یکدم سر اٹھا کر پوچھا فیضان گہری سانس بھر کر صوفے پر جا بیٹھا

"یہ مت پوچھو تہمی بس اتنا جان لو کہ اس بد کردار شخص سے تمہارا اب کوئی رشتہ نہیں"

"لیکن بھائی" اسنے کچھ کہنا چاہا مگر فیضان نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا "نہیں تہمی کچھ"

مت کہنا اس کی اصلیت سامنے آگئی ہے اور اب میں تمہیں اس جہنم میں نہیں جھونک سکتا بہتر یہی ہے کہ اسے بھول جاؤ "اس نے گویا بات ہی ختم کر دی بات اگر صرف کردار کی ہوتی تو وہ کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے ضرور سوچتا مگر وہ ایک بیچ اور لالچی فطرت کا شخص تھا جسکے نزدیک کسی کی کوئی اہمیت نہیں

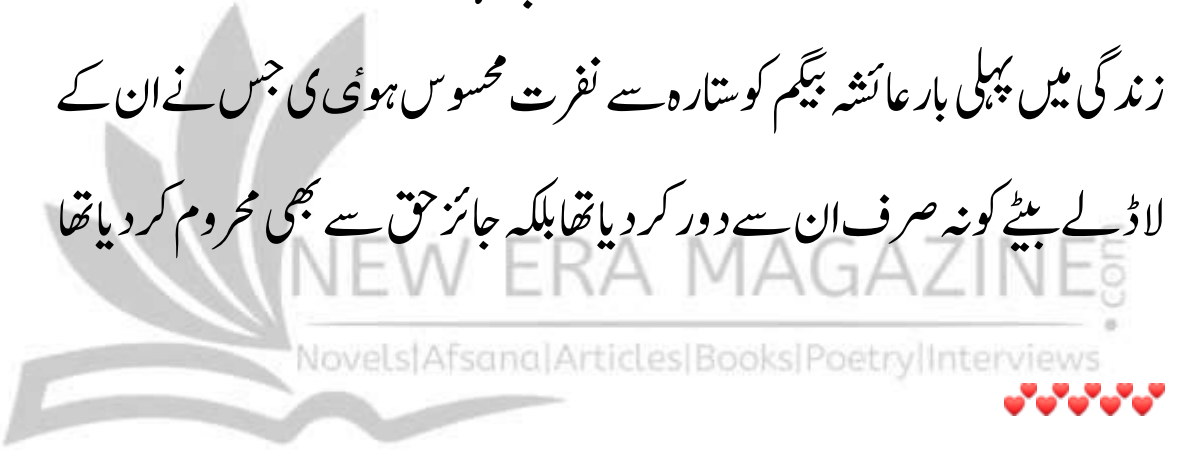
ایزا اپنے فارم ہاؤس پر تھا جب فیضان بذات خود وہاں گیا تھا ایزا نے اس شرط پر ہادی اس کے حوالے کرنے کا کہا کہ وہ تمہی کے حصے کی ساری جائیداد اس کے نام کر دے فیضان محض اسے دیکھ کر رہ گیا اور آج جب وہ دوبارہ وہاں پہنچا تو ایزا موجود نہ تھا تبھی ملازمہ کو ساتھ ملا کر وہ ہادی کو وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا اب وہ زویا کے بارے میں سوچ رہا تھا یہ تو بہر حال طے تھا کہ اب زویا کی جگہ اس کی زندگی میں کہیں نہ تھی



"یہ آپ نے کیا کیا سجاد" عائشہ بیگم کے سوال پر سجاد صاحب نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اسے دیکھا "کیا کہنا چاہ رہی ہیں آپ" وہ سمجھ نہ سکے "آپ نے یہ گھر اور اپنا حصہ ستارہ کے نام کر دیا۔ کیوں؟؟؟"

چلیں سکندر نہ سہی مگر افضل تو ہمارے ساتھ ہی ہے آپ کے بعد سب کچھ اسے ہی
سنجھانا ہے وہ اس سب کا زیادہ حقدار تھا " ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ انہیں یہ سب ناگوار گزرا
ہے سجاد صاحب تلخی سے مسکرا دئیے

"تم نہیں سمجھو گی عائشہ مگر میں نے بہت سوچ کر ایسا کیا آنے والا وقت ثابت کرے گا
کہ میرا فیصلہ صحیح تھا یا غلط " وہ مزید کچھ کہنا نہ چاہتے تھے تبھی کروٹ بدل گئے اور
زندگی میں پہلی بار عائشہ بیگم کو ستارہ سے نفرت محسوس ہوئی جس نے ان کے
لاڈلے بیٹے کو نہ صرف ان سے دور کر دیا تھا بلکہ جائز حق سے بھی محروم کر دیا تھا



زویا نے اپنا کمرہ الگ کر لیا تھا فیضان سے اس کا اب تک سامنا نہ ہوا تھا وہ ابھی کمرے
میں آیا ہی تھا کہ زویا بھی وہیں چلی آئی اسے دیکھ کر فیضان کے ماتھے پر بل پڑ گئے
مگر لب خاموش ہی رہے زویا کو اپنی یہ توہین بے حد محسوس ہوئی تھی تبھی چیخ کر بولی
"کیا فیصلہ کیا ہے میرے بارے میں " سوال پر جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتا اسکا
ہاتھ ایک لمحے کو ٹھٹھکا تھا

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا" وہ مختصر سا جواب دے کر رخ پھیر گیا زویا بھڑک اٹھی
 "تم سمجھتے کیا ہو خود کو بولو" آواز نیچی رکھو" جو اب فیضان بھی دھاڑ کر بولا زویا نے رک
 کر اس کا یہ انداز دیکھا

"مجھے قطعاً نہیں پسند کہ کوئی می مجھ پر چلائے" لہجہ خالص جاگیر دارانہ تھا زویا طنزیہ ہنسی
 "اوہ اچھا۔۔۔ تو تمہیں غصہ بھی آتا ہے میں تو سمجھی تھی کہ شاید غیرت عزت نام کی
 چیز سے تم واقف ہی نہیں" اس نے اس کے گزشتہ دھیمے نرم لہجے پر چوٹ کی فیضان کا
 ہاتھ اٹھتا اٹھتا رہ گیا اس نے بمشکل خود کو کچھ سخت سست کہنے سے روکا "چلی جاؤ یہاں
 سے دفعہ ہو جاؤ" وہ پھنکارا تھا

"جار ہی ہوں اس کمرے سے تو کیا اس گھر سے بھی چلی جاؤں گی ویسے بھی مجھے یہ قید
 نمازندگی بالکل نہیں پسند لیکن یاد رکھنا کیلی نہیں جاؤں گی اپنے بچوں کو ساتھ لے کر
 جاؤں گی" "ہر گز نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں میرے بچوں پر تمہارا سایہ پڑے یہ میں ہر گز
 برداشت نہیں کروں گا تم کیلی جاؤ گی اگر تم نے ان کی طرف دیکھا بھی تو تمہیں جان
 سے مار دوں گا میں" اس کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے ایک پل کو تو زویا کو
 خوف محسوس ہوا مگر اگلے ہی لمحے وہ خود کو مضبوط کر چکی تھی

"میں تمہیں ایسا کر کے دکھاؤں گی" یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی فیضان نے بے حد

طیش میں آ کر گلاس دیوار پر دے مارا



افضل نے فیضان کو اپنے آفس بلوایا تھا اور خلاف توقع وہ چلا آیا تھا افضل حیران ہونے کے ساتھ ساتھ مزید الجھ گئے اسکے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی سی سخت تاثر نہ مل سکا تھا "مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے" وہ فوراً سے پیشتر اصل موضوع کی طرف آئے "جی" وہ سمجھ گیا تھا کہ ضرور کوئی سی خاص بات ہے افضل نے تفصیل بیان کرنا شروع کیا جوں جوں وہ بولتے جا رہے تھے اس کے چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا آخری بات پر اسے جھٹکا لگا اتنا سب ہو گیا اور اسے خبر بھی نہ ہو سکی "اب بتاؤ تم اس میں کتنا سچ اور کتنا جھوٹ ہے" آپ یقین کریں افضل بھائی سی ایسا کچھ نہیں ہے میں نہیں جانتا یہ سب کون کر رہا ہے ہمارے درمیان کون اختلافات کی وجہ بنا ہے سکندر کا گزشتہ رویہ بھی میری سمجھ سے باہر ہے لیکن میں ہر طرح کی قسم اٹھانے کو تیار ہوں میں اس سب میں بے قصور ہوں ستارہ میری بہن جیسی ہے بلکہ میری بہن ہی ہے بالکل تمہی جیسی ہے میرے لیے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اور سکندر کیا اسے مجھ پر اتنا بھی

یقین نہیں تھا۔ "بولتے بولتے اس کا گلہ رندھ گیا افضل صاحب نے اس کا کندھا

تھپتھپایا

"ہوں تو پھر یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ستارہ کو اغوا کس نے کیا تھا تب ہی یہ گتھی سلجھ سکتی

ہے" وہ کچھ سوچ کر بولے "آپ ستارہ سے پوچھیں وہ تو جانتی ہو گی"

"وہ یہ بتا سکتی تو کب کا یہ معاملہ ختم ہو جاتا اس کا علاج چل رہا ہے یقین ہے بہت جلد وہ

اپنے حواسوں میں لوٹ آئے گی" میں اس سے ملنا چاہتا ہوں" اس کے لہجے میں کچھ تھا

افضل نے بغور اس کا چہرہ دیکھا کسی قسم کی کوئی فریبی مکاری انہیں نظر نہ آئی تھی

تبھی ہامی بھر بیٹھے

"ہوں ٹھیک ہے جیسے ہی اس کی کنڈیشن بہتر ہوتی ہے میں تمہیں بتاؤں گا" جواب

لے کر وہ خاموشی سے وہاں سے نکل آیا تھا مگر ذہن اب بھی ان کی باتوں میں الجھا ہوا

تھا



فیضان کو زویا کے ارادوں نے خوفزدہ کر دیا تھا وہ سب کچھ کھو سکتا تھا مگر اپنی اولاد سے

دوری اس کے لیے ناقابل قبول تھی تبھی بے حد سوچ سمجھ کر اس نے یہ ملک
چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا اسی مقصد کے تحت وہ شہاب کے پاس آیا
"کہاں جاؤ گے" شہاب نے اشتعال کو دل میں دباتے ہوئے پوچھا اس کی بات نے
شہاب کے تن بدن میں آگ لگادی تھی

"کہیں بھی مگر اب مزید یہاں نہیں رک سکتا پلیز بھائی می میری مجبوری سمجھیں"
اذیت دکھ تکلیف اس کے چہرے پر کیا کیا رقم نہ تھا مگر شہاب کو اس سے کوئی سروکار
نہ تھا اس کے لیے کچھ اہم تھا تو وہ دولت تھی فیضان اور تہمی کا حصہ دینے کا مطلب تھا
آدھی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھنا
"ہم نم نم ٹھیک ہے مجھے کچھ وقت دو میں وکیل سے بات کروں گا" شہاب نے بہانا
گھڑا جو فیضان کو مطمئن کرنے کو کافی تھا



"بابا یہ کون ہیں؟؟" جو جو نے سامنے دیوار پر لٹکتی تصویر کی طرف اشارہ کیا وہ آج
فیضان کے ساتھ شہر کی حویلی آیا تھا فیضان تھک گیا تھا اسے سکون کی تلاش تھی تبھی وہ

یہاں چلا آیا یہاں اس حویلی میں اس کی ماں کی یادیں تھیں باپ کی خوشبو تھی

"یہ تمہاری داد وہیں" وہ نم آنکھوں سے مسکرایا

"اوہ مطلب داد و میری دو داد وہیں واؤ میں مہر و کو بتاؤں گا" وہ بے طرح خوش ہوا تھا

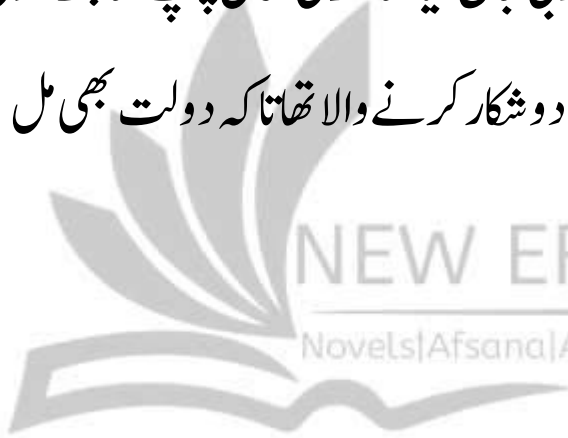
فیضان بغیر جواب دیئے آگے بڑھ گیا ہر شے کو سفید کپڑوں سے ڈھکا گیا تھا وہ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا پورا کمرہ اندھیرا میں ڈوبا ہوا تھا لائٹ آن ہونے کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بہت سی یادیں تازہ ہونے لگیں کمرے کے وسط میں سامنے ہی پیانو پڑا تھا اسے یاد تھا ثقلین شاہ نے اس کے موسیقی کے شوق کو دیکھتے ہوئے یہ پیانو اسے گفٹ کیا تھا وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اس تک آیا ہاتھ پھیر کر کچھ محسوس کرنا چاہا ایک جگہ اسکا ہاتھ رک گیا یہ وائٹ کی تھی وہ بے اختیار ہی دھن چھیڑ بیٹھا

ذہن میں ہر طرح کی یادیں گردش کر رہی تھیں سکندر کے ساتھ گزرے لمحات ماں باپ کا پر شفقت انداز و یا کی سنگت میں گزرے دن ایک ایک لمحہ کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا اس کے لب ہل رہے تھے دکھ لفظوں سے ٹپک رہا تھا جو اس کے پیچھے کھڑے جو جو کے دل میں اتر رہا تھا مگر وہ بے خبر تھا کہ اسکے یہ الفاظ

اس کے بیٹے کے معصوم ذہن پر کیا اثر ڈال رہے تھے



شہاب بے چینی سے ادھر سے ادھر اٹھل رہا تھا ذہن بہت تیزی سے کام کر رہا تھا
فیضان اور تہمی کے ساتھ اب اسے ایاز کو بھی رستے سے ہٹانا تھا ایاز کی دغا بازی اس کی
نظروں میں آچکی تھی وہ اس کے ارادے بخوبی جان گیا تھا مگر فی الحال چپ تھا کچھ سوچ
کر اسکی آنکھیں چمک اٹھیں وہ ایک تیر سے دو شکار کرنے والا تھا تاکہ دولت بھی مل
جاتی اور زویا بھی



"جو جو مجھے آپکو کچھ بتانا ہے بیٹا" فیضان نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا

"جی بابا" وہ خوش ہوتا ان کے ساتھ سیرٹھیوں پر بیٹھ گیا

"لیکن آپ کو مجھ سے دو وعدے کرنا ہیں جو جو پکے والے وعدے" وہ اسکے سامنے

اپنی چوڑی پیشانی پھیلاتے ہوئے بھولا۔ "اور آپ کو پتہ ہے ناپکا والا وعدہ وہ ہوتا ہے جو

کبھی نہیں ٹوٹا کسی بھی حال میں نہیں"

"جی بابا" اس نے تابعداری سے سر ہلاتے ہوئے اپنا ننھا ہاتھ ان کی ہتھیلی ہر رکھ دیا وہ اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کافی دیر سوچتے رہے جیسے لفظوں کو ترتیب دے رہے ہوں اور پھر مسکرا کر اسکی طرف دیکھنے لگے

"آپ تو میرے بہت بہادر بیٹے ہیں نا"

"جی بابا" وہ معصومیت سے بولا

"آپ وعدہ کریں جو جو آپ ہادی کا بہت خیال رکھیں گے اسے کبھی نہیں بتائیں گے کہ

وہ "وہ ر کے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جو جو ہادی اب ہمارے ساتھ ہی رہے گا وہ آپ کا بھائی ہے بیٹا ہمیشہ اسے اپنا بھائی

سمجھنا سے کبھی مت بتانا کہ وہ ہادی ایاز ہے ہادی فیضان نہیں"

"لیکن بابا وہ تو تمہی پھوپھو کا بیٹا ہے" اس نے معصومیت سے سوال داغا

"تمہی ہمیشہ تو ہمارے ساتھ نہیں رہے گی نا لیکن ہادی ہمارے ساتھ رہے گا" وہ اسے

اپنے ارادے بتا رہا تھا جو جو نے سمجھداری سے سر ہلایا

"ٹھیک ہے بابا میں کبھی نہیں بتاؤں گا" اس نے وعدہ کر لیا تھا ایسا وعدہ جسے آخری

سانس تک نبھانا تھا

"اور ہاں دوسری بات کبھی کسی کو دھوکہ مت دینا خصوصاً ان لوگوں کو جو آپ سے مخلص ہوں دھوکہ بہت تکلیف دیتا ہے بیٹا" وہ اب نصیحت کر رہا تھا بے حد نرمی و محبت سے جینے کے گر سکھا رہا تھا زندگی کا درس دے رہا تھا جانے اسکے دل میں کون سا ڈر تھا اور جو جو اپنے باپ کے چہرے پر نظریں جمائے یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ اس کے بابا سے یہ سب کیوں بتا رہے ہیں کیا وہ کہیں جا رہے ہیں "یہ سوچ محض دماغی تھی

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ستارہ کی حالت کچھ بہتر ہونے لگی تھی وہ بولنے لگی تھی مگر اس کے مکمل صحت یاب ہونے تک سجاد صاحب اس سے کسی قسم کی کوئی پرانی بات نہ کرنا چاہتے تھے وہ منتظر تھے کہ ستارہ خود بتائے

عائشہ بیگم اس سے بات کرنا پسند نہ کرتی تھیں باقی سب کے روپے دیکھ کر وہ کمرے میں بند ہو کر رہ گئی پرانی تلخ یادیں اس کا پیچھا نہ چھورتی تھیں اپنے اندر ہونے والی تبدیلی سے بھی وہ بخوبی واقف ہو چکی تھی تبھی فیضان چلا آیا سب شادی میں شرکت کے لیے گھر سے باہر تھے اسی لیے افضل نے ملاقات کی اجازت دی ستارہ اسے دیکھ کر

نظریں جھکا گئی جو بھی ہوا بہر حال اسے فیضان سے کوئی ی گلہ نہ تھا
 "میں سب جان گیا ہوں" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد فیضان کی آواز آئی "ستارہ
 میں نہیں جانتا ایسا کیوں ہوا مگر" مگر میں جانتی ہوں "ستارہ بات درمیان میں کاٹ کر
 بولی لہجہ سرد جبکہ نظریں زمین پر تھیں فیضان نے چونک کر اس کا سپاٹ چہرہ دیکھا
 "کو۔۔۔ کون ہے وہ"

"سکندر" جواب بالکل غیر متوقع تھا فیضان کو جھٹکا لگا ستارہ نے نظریں اٹھا کر فیضان کی
 بے یقین آنکھوں میں جھانکا "ہاں سکندر اس نے مجھے اغوا کیا اسنے میرے شفاف
 کردار کو داغ دار کیا اس نے میری نسوانیت کی توہین کی ہے وہ ذمہ دار ہے میری بربادی
 کا قاتل ہے میری خوشیوں کا" ایسا کیسے ہو سکتا ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ کبھی اس بچے کو
 "فیضان بولتے بولتے رک گیا ستارہ کے بدلتے تاثرات نے اسے خاموش ہونے پر مجبور
 کر دیا

"آئی م سوری مجھے شاید یہ نہیں کہنا چاہئیے تھا" وہ شرمندہ سا بولا ستارہ نے سختی سے
 لب بھیج لیے چند لمحے یونہی گزر گئیے جب اچانک ستارہ اٹھی اور سٹیڈی ٹیبل تک
 گئی پلٹی تو ہاتھ میں ایک کاغذ اور پنسل تھی

"ٹھیک کہا آپ نے اگر ایسا ہوتا تو وہ اس بچے کو اپنا نام دیتا مگر اس نے یہ گناہ آپ پر
تھونپ دیا" ستارہ نے بے رحمی سے گویا خود کی ہی نفی کی تھی وہ دنگ رہ گیا
"میں یہ راز کبھی آشکار نہیں کروں گی یہ بات میرے اور آپ کے درمیان رہے گی
"وہ مزید بولی

"مگر کیوں" فیضان الجھا وہ اس کے سامنے صوفے پر براجمان ہو گئی
"کیوں کہ کوئی اعتبار نہیں کرے گا بابا کو بہت محبت ہے مجھ سے مگر وہ کبھی نہیں
مانیں گے وہ بھی یہی سوال کریں گے جو کچھ دیر قبل آپ نے کیا" اس کے چہرے کا
رنگ یکدم سے بدلا ساتھ ہی انداز بھی بدل گیا تھا جسے فیضان کوئی نام نہ دے سکا
"اور میں میں کیا جواب دوں گی کوئی جواب نہیں ہے میرے پاس ہر ایک کے سامنے
اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے روتی تڑپتی رہوں گی مگر کوئی یقین نہیں کرے گا
مجھے انتظار کرنا ہے اس وقت کا جب وہ ظالم شخص خود آئے گا اور اپنے منہ سے اپنے جرم
کا اعتراف کرے گا تب میں سرخرو ہو جاؤں گی" وہ بولتے بولتے سانس لینے کو رکھی
"میں جاؤں گا سکندر کے پاس میں اسے سب بتاؤں گا مجھے یقین ہے وہ ضرور آئے گا

"فیضان نے پر یقین لہجے میں کہہ رہا تھا ستارہ تمسخرانہ ہنسنے لگی

"وہ نہیں آئے گا وہ کبھی نہیں آئے گا جب تک اسے خود احساس نہ ہو وہ کبھی نہیں آئے گا میں دعا کرتی ہوں خدا سے بیٹی دے اور اس کی بیٹی بھی وہی سب برداشت کرے جو اس نے میرے ساتھ کیا تب تب وہ تڑپے گا بالکل اسی طرح جس طرح میں تڑپی ہوں پھر وہ آئے گا تب اسے اس خون کی کشش محسوس ہوگی جس کے وجود سے آج وہ انکاری ہے مگر میں چاہتی ہوں تب وہ وجود سے نظر نہ آئے وہ اسے ڈھونڈنے کے لیے در بدر کی خاک چھانتا پھرے بھٹکتا پھرے مگر سکون نصیب نہ ہو وعدہ کریں آپ آپ وعدہ کریں آپ سے لے جائیں گے آپ سے نواب ولا کی دہلیز پر کبھی آنے نہ دیں گے

وعدہ کریں آپ مجھ سے "وہ وحشت کے عالم میں ایک ہی بات بار بار دہرا رہی تھی فیضان کو اس کی ذہنی حالت پر شک ہو اس کا سر بے اختیار ہی اثبات میں ہل گیا جسے دیکھ کر ستارہ کے چہرے پر سکون اتر آیا اس نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے نوٹ پیڈ اس کی طرف بڑھایا وہ سمجھ گیا تھا اس نے تسلی کی خاطر ایک کی بجائے دو تحریریں لکھی تھیں

"یہ میری امانت ہے جسے بہت جلد لینے آؤں گا فیضان"

اس کے بعد وہ وہاں رکا نہیں تھا ستارہ کی حالت نے اسے اندر تک دکھی کیا تھا اسے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ یہ وہی ستارہ ہے جسے وہ جانتا تھا دل ہی دل میں سکندر کو ڈھونڈنے کا عہد کرتا واپسی کے لیے روانہ ہو گیا مگر کون جانتا تھا کہ اس وعدہ کو وفا ہونا ہی نہ تھا



شام ڈھل چکی تھی وہ کمرے میں بیٹھا زندگی کے اتار چڑھاؤ کے بارے میں سوچ رہا تھا تبھی دروازہ ناک ہونے پر سیدھا ہوا ہما کو اندر آتا دیکھ کر اسے حیرت ہوئی جیسے چھپاتا خوش اخلاقی سے حال احوال پوچھنے لگا

"مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے" ہمانے اصل بات کی طرف آنا ضروری سمجھا

"جی"

"میں زویا کے بارے میں بات کرنے آئی ہوں وہ دوست کی طرف گئی ہے تبھی

موقع مل سکا"

"میں سن رہا ہوں" زویا کے ذکر پر اس کے چہرے پر ناگواری در آئی لیکن خود بخود تلخ ہو گیا

"وہ نا سمجھ ہے میں جانتی ہوں کہ اس سے انجانے میں بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں آپ درگزر کر دیا کریں" وہ رساں سے کہہ رہی تھی فیضان نے سر جھٹکا

"انجانے میں کی گئی غلطیاں قابل معافی ہوتی ہیں بھابھی مگر جو غلطیاں جان بوجھ کر کی جائیں وہ غلطی نہیں گناہ ہوتا ہے اور گناہ کی سزا ضرور ملتی ہے آپ جانتی ہیں وہ ایسا کیوں کر رہی ہے" اس کے سوالیہ انداز پر ہمانے نفی میں سر ہلایا

"وہ ایاز سے شادی کرنا چاہتی ہے" وہ بمشکل یہ تلخ حقیقت کہہ پایا تھا ہمانے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

عین اسی لمحے دھاڑ سے دروازہ کھلا اور شہاب سرخ چہرہ لیے ملازموں کے ہمراہ اندر داخل ہوا ساتھ ہی ہانپتی کانپتی عائشہ بھی تھی فیضان اور ہمانے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا شہاب نے آگے بڑھ کر ہما کو گردن سے دبوچ لیا

"بے حیا عورت تجھے شرم نہ آئی میرے ہی ناک کے نیچے اتنا بڑا ڈرامہ کرتی رہی

"وہ غیض و غضب کی تصویر بنا ہوا تھا منہ سے الفاظ کی بجائے شعلے نکل رہے تھے

"بھائی می" فیضان نے کچھ کہنا چاہا مگر منہ پر لگنے والے تھپڑ نے کھلے لبوں کو خاموش

کر دیا آنکھوں میں حیرانی در آئی

"خاموش تم دونوں مجرم ہو تم دونوں سزاوار ہو مجھ کو دھوکہ دینے کی قیمت چکاؤ گے

تم دونوں لے جاؤ دونوں کو اور ہمارے مخصوص قید خانے میں ڈال دو" وہ منصف بنا

بے رحمی سے حکم سناتا ان کی آہوں سسکیوں پکاروں کو نظر انداز کرتا اپنے پلان کی

کامیابی پر اندر ہی اندر خوش ہو رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



زویا ایاز کے ساتھ رات گئے حویلی لوٹی تھی اسی لیے اس واقعے سے لاعلم تھی وہ دبے

پاؤں کمرے میں داخل ہوئی جہاں حور اور جو جو سو رہے تھے چند لمحے جو جو کے

معصوم صورت کو دیکھتی رہی وہ اسے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی مگر وہ اس کی خاطر

قربانی بھی نہیں دے سکتی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر حور کو اٹھالیا وہ دروازے سے چند

قدم دور ہی تھی جب جو جو کی آواز آئی

"مما کہاں جا رہی ہیں آپ" وہ گھبرا گئی "آ۔۔۔ کہیں نہیں تم سو جاؤ" مگر آپ گڑیا کو کہاں لے کر جا رہی ہیں "وہ مطمئن نہ ہوا تھا "جہنم میں" وہ تڑخ کر بولی "مما پلیز آپ میرے پاس سو جائیں" جو جو نے آگے بڑھ کر زویا کا ہاتھ تھام لیا وہ گڑ بڑا گئی "جو جو مجھے تنگ مت کرو تم چھوٹے بچے نہیں ہو کہ تمہیں ساتھ سلا یا جائے" اس نے غصے سے جو جو کے ہاتھ جھٹکے وہ سہم گیا "جاؤ سو جاؤ آرام سے" وہ آگے بڑھنے لگی مگر اسے رکنا پڑا جو جو اس کا آنچل تھام چکا تھا

"مما پلیز" اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی مگر زویا کا دل پھر بھی نہ پگھلا "بابا بھی نہیں ہیں روم میں آپ تو مت جائیں" زویا نے اسے دھکا دے کر سائیڈ پر کیا اور خود کمرے سے نکل گئی وہ وہیں بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا



"پلیز شہاب بھائی میری بات سن لیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میرے بھیا ایسے نہیں ہیں" تمہی گڑ گڑا رہی تھی مگر شہاب کو کوئی فرق نہ پڑا وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بڑے کروفر سے گردن اکڑاے بیٹھا تھا عائشہ نے بھی اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا وہ شہاب کے قدموں میں بیٹھ گئی

"آپ کو خدا کا واسطہ ہے انہیں چھوڑ دیں رحم کریں بھائی می میں آپ کے پاؤں کو" وہ

اس کے پیروں کو ہاتھ لگانے لگی شہاب جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا

"بند کرو یہ ڈرامہ" وہ غصے سے چلایا تہمی کی زبان کو بریک لگا

"جاؤ فائل لے کر آؤ" شہاب نے دائیں طرف کھڑے ملازم کی طرف اشارہ کیا

وہ خاموشی سے پلٹ گیا ملازمین کو سختی سے زبان بند رکھنے کا حکم ملا تھا وہ مجبور تھے

شہاب ثقلین شاہ کی جگہ تھا وہ چاہ کر بھی اس کے فیصلے کے خلاف سر نہ اٹھا سکتے تھے

"یہ پکڑو فائل اگر چاہتی ہو کہ تمہارے بھائی می کی جان بخشی کی جائے تو اس پر

سائی ن کر دو ورنہ" شہاب نے فائل اس کے منہ پر مارتے ہوئے دھمکی آمیز انداز

میں انگلی اٹھا کر سفاکی سے کہا

"میں کر دوں گی سائی ن" وہ منمنائی می "ابھی کرو" شہاب نے پنسل اس کی طرف

اچھالی اس نے کانپتے ہاتھوں سے فائل کھول اس سے پہلے کہ وہ سائی ن کرتی ملازم

کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا



صاحب قید خانے میں آگ لگ گئی ہے "خبر تھی یاد تھا کہ وہ جھٹکے سے اٹھی
 "ایسا نہیں ہو سکتا میرے بھیا ہیں وہاں نکالو وہاں سے انہیں مدد کرو ان کی بچاؤ انہیں
 "وہ وحشت کے عالم میں ملازم کو دھکے دینے لگی اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ کر وہ
 ننگے پیر ہی باہر کو دوڑی شہاب کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آگئی سب کچھ اس
 کے پلان کے مطابق تھا

"کھولو دروازہ کھولو آگ لگی ہے میرے بھائی کی جل جائی گی گے رحم کرو وہ مر
 جائی گی گے" وہ زار و قطار روتے ہوئے قید خانے کے ملازم سے درخواست کر رہی
 تھی وہ بے بسی کی تصویر بنا کھڑا تھا کہ اسے ایسا کرنے کا حکم نہ تھا
 "کھول دو دروازہ" شہاب کی آواز پر ملازمین نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا
 دروازہ کھول دیا گیا تھی بغیر سوچے سمجھے تہہ خانے کی طرف دوڑی
 "بند کر دو" اس کے اندر جاتے ہی شہاب نے نیا حکم دیا ملازم نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا
 "سنا نہیں بند کر دو جب تک ہم نہ کہیں کھلنا نہیں چاہی ہے" اس کے اس سفاک حکم پر
 جہاں ملازمین کی آنکھیں نم ہوئی تھیں وہیں اس کے عین پیچھے کھڑے جو جو کے دل

میں نفرت اور انتقام کا جذبہ زور و شور سے اٹھ کر آیا تھا اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا
 ایک ادھیڑ عمر ملازم نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی آواز کو وہیں دبا دیا
 "بھاگ جائیں چھوٹے صاحب یہاں سے دور چلے جائیں یہ جگہ آپ کے لیے ٹھیک
 نہیں ہے یہ آپ کو بھی مار دیں گے جس طرح آپ کے بابا اور چھوٹی بی بی کو مارا" وہ
 ثقلین شاہ کا وفادار ملازم تھا تبھی جو جو کو چھپا کر اپنے کواٹر میں لے آیا تھا
 "میں اپنے بابا کا بدلہ لیے بغیر نہیں جاؤں گا" اس کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ
 رہے تھے شاہوں کا خون جوش مار رہا تھا اپنے باپ کی اتنی بے درد موت وہ بھی سگے تایا
 کے ہاتھوں اس سب نے اسے نڈر کر دیا تھا
 "ابھی آپ کم عمر ہیں اس کے لیے آپ کو طاقت چاہیئے جو جو بیٹا اپنے بابا کا بدلہ لینے
 کے لیے آپ کو زندہ رہنا ہے اور زندگی کے لیے آپ کو یہ حویلی چھوڑنی ہوگی" وہ اسے
 نئی راہ دکھا رہا تھا

"لیکن میں کہاں جاؤں گا" وہ مایوسی سے بولا ملازم کی آنکھیں بھگنے لگیں

"میں آج رات آپ کو اپنے کسی رشتہ دار کی طرف چھوڑ آؤں گا تب تک آپ یہیں

رہیں"

"اور ہادی" اسے ہادی کا خیال آیا

"ان کو بھی"

اور پھر رات کی تاریکی میں وہ یہ حویلی چھوڑ گیا تھا حویلی سے نکلتے ہوئے اسے اپنے بابا کی شدت سے یاد آئی بار بار اس کی آنکھیں بھینگتیں جب جب فیضان کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آتا اسکے انتقام کا جنون مزید پختہ ہو جاتا وہ ایک چھوٹے سے گھر میں آگئی تھی کچھ نیم پختہ مکان تھا جس میں درجنوں لوگ رہائش پذیر تھے اسے گھٹن ہونے لگتی کھانا بھی نہ ملنے کے برابر تھا ہادی بھی بھیڑ اور گرمی سے گھبرا کر دن رات روتا رہتا وہ سارا دن اسے کندھے سے لگائے رکھتا وہ عورت جسے سب اماں کہتے تھے ایک چالاک اور تیز طرار عورت تھی ہادی کا رونا اسے قطعی برداشت نہ ہوتا تھا تبھی ہادی کے رونے کے ساتھ ہی اسے بھی صلواتیں طعنے شروع ہو جاتے تھے اور پھر وہ مزدوری پر جانے لگا تھا سونے کا چنچ منہ میں لے کر پیدا ہونے والا حیدر شاہ آج زندگی کے لیے خود لڑ رہا تھا اتنے بڑے گھرانے کا چشم و چراغ آج دو وقت کی روٹی کے لیے مارا مارا پھر رہا تھا وقت گزرنے لگا تھا زمانے کی ٹھوکروں سے اس کا ذہن بھی پختہ

ہونے لگا اور پھر وہ وقت بھی جلد آ گیا جب اسے یہ چار گز کا مکان بھی چھوڑنا پڑا
 "ارے کیا مصیبت ہے تجھے ہاں اس جو نک کو اپنے ساتھ ہی لگائے رکھے گا کیا" عورت
 جس کا نام مریم تھا اس نے جو جو کو دو ہتھیر مارے ساتھ ہی زبان بھی فراٹے بھرنے لگی
 تھی

"آپ کچھ بھی کہہ لیں مگر میں ہادی کو کبھی نہیں جانے دوں گا" وہ بھی ضد پر آ گیا تھا
 مریم کا پارہ مزید ہائی ہو اس چھوٹے سے بچے کی وجہ سے اتنی بڑی رقم ہاتھ سے نکلتی
 دکھائی دے رہی تھی وہ ہادی کو پچاس ہزار کے عوض ایک بے اولاد جوڑے کو دینے
 کو تیار تھی مگر حیدر مان کر نہ دے رہا تھا
 "تو ٹھیک ہے پھر اگر تجھے اس گھر میں رہنا ہے تو میری بات ماننا ہوگی ورنہ" وہ خاموش
 ہو گئی تھی مگر حیدر اسکی چھوڑی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا اس نے پہلے اس ادھیڑ عمر
 عورت کو دیکھا پھر اس گھر کو

"یہ چھت مجھے ہادی سے زیادہ عزیز نہیں" آواز دل سے آئی تھی اور اسے دل کی
 ماننی پڑی تھی



"ستارہ کیسی ہے نواب صاحب" ڈاکٹر نے مسکرا کر سجاد صاحب سے پوچھا وہ آج ایک شادی میں شرکت کے لیے آئے تھے جہاں ان کی ملاقات ڈاکٹر سے ہوئی

"پہلے سے بہت بہتر ہے" انہوں نے رساں سے کہا

"دیٹس گریٹ۔۔۔ شادی ہوگئی کیا اس کی" انہوں نے مزید سوال کیا

"جی ہاں کچھ ماہ قبل ہوئی سکندر سے" وہ جلد از جلد بات ختم کرنا چاہتے تھے مگر وہ جانے کیا کیا پوچھنا چاہتی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو میرا اندازہ ٹھیک تھا" وہ فخریہ مسکرائی سجاد صاحب چونکے "کون سا اندازہ"

"بھئی میں تو تب ہی سمجھ گئی تھی جب سکندر ستارہ کو ہسپتال لے کر آیا تھا اس کی پریشانی دیکھ کر مجھے کچھ کچھ اندازہ تو ہو گیا تھا مگر" وہ اپنی دھن میں ہی بول رہی تھی مگر سجاد صاحب تو پہلی بات پر اٹکے ہوئے تھے

"سکندر ستارہ کو

"جی ہاں۔۔۔ کیا آپ کو نہیں معلوم۔۔۔ سکندر ہی ستارہ کو لے کر آیا تھا پھر وہ جانے

کہاں غائی ب ہوا مجبوراً مجھے نواب ولا کال کرنی پڑی غالباً آپ کے بڑے بیٹے سے بات ہوئی تھی "وہ واقعے کی تفصیل بتا رہی تھی اور سجاد صاحب کے لیے وہاں ٹھہرنا مشکل ہو رہا تھا



وہ اس رات ہادی کو لے کر وہاں سے نکل آیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ اب اسے کہاں جانا ہے وہ سنسان سڑک پر تنہا چلتے ہوئے دل ہی دل میں خوفزدہ بھی تھا مگر خود کو حوصلہ دیتا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا تبھی اسے اپنے پیچھے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں اس کا دل پسلیوں میں دھڑکنے لگا اس نے بغیر پیچھے دیکھے ہادی کو مضبوطی سے تھاما اور اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا وہ بلند آواز رو رہا تھا بھاگتے بھاگتے وہ دور نکل آیا تھا کتے بہت پیچھے رہ گئے تھے سڑک کے عین وسط میں کھڑا لمبے لمبے سانس لیتا چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھ رہا تھا عین اسی لمحے ایک تیز رفتار گاڑی اسے اپنی طرف آتی دکھائی دی اس کی تیز ہیڈ لائیٹس آنکھیں چبھتی ہوئی محسوس ہوئی مگر اس نے وہاں سے ہٹنے کی کوئی کوشش نہ کی



"افضل کہاں ہے افضل" سجاد صاحب نے بلند آواز میں پوچھا

"کمرے میں ہوگا" ماریہ بیگم کو انہونی کا احساس ہو اسجاد صاحب کا چہرہ غصے کی تپش سے

سرخ ہو رہا تھا وہ پریشان ہوئی یں

"جی بابا آپ نے بلایا" افضل فوراً نیچے آیا

"اتنی بڑی بات چھپائی تم نے کیوں" وہ دھاڑے تھے "کون سی بات بابا"

"ستارہ کو ہاسپٹل کون لے کر آیا تھا افضل"

"بولو" اسے ہنوز خاموش دیکھ کر ان کے اشتعال میں مزید اضافہ ہوا

"سکندر" وہ بے حد دھیمے لہجے میں بولا تھا کہ سجاد صاحب بمشکل سن پائے "لیکن بابا

یقین کریں میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا مجھے لگا کہ یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں"

"کیسے اہم بات نہیں اگر وہ اسے لایا تھا تو یقیناً اس کا اس سب سے کوئی نا کوئی

تعلق تو تھا" وہ بہت دور کی سوچ رہے تھے

"اگر ایسا ہوتا تو وہ ستارہ کو چھوڑ کر نہ جاتا وہ یہ سب نہ کرتا جو اس نے کیا" افضل کی بات

نے ان کی سوچوں کو نیا موڑ دیا

"رابطہ کرو سکندر سے اسے کہو کہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اور ستارہ کو میرے کمرے میں بھیجو" وہ سختی سے کہتے کمرے میں چلے گئیے افضل گہری سانس بھر کر رہ گیا



"بیٹا آپ کون ہیں اور وہاں سڑک پر کیا کر رہے تھے" اس نے آنکھیں کھولی تو ایک عورت کو خود پر جھکے پایا وہ نرمی سے استفسار کر رہی تھی

"میں۔۔۔ پتہ نہیں" وہ رونے لگا تھا
 "ارے بھئی یہ کیا بات ہوئی آپ تو اتنے پیارے بچے ہیں۔۔۔ بالکل شہزادے کی طرح اور شہزادے تو بالکل نہیں روتے... وہ تو بہت بہادر ہوتے ہیں" وہ مسکرائی تھی وہ خاموش ہو کر انہیں دیکھنے لگا

"آپ کون ہیں"

"میں سعدیہ ہوں میں ہی تمہیں ہاسپٹل لے کر آئی ہوں تم میری گاڑی کے سامنے آگئیے تھے شکر ہے زیادہ چوٹیں نہیں آئیں لیکن میں حیران ہوں تم رات کے

اس پہر سنسان سڑک پر کیا کر رہے تھے "وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر پیار سے کہنے لگیں ان کی شخصیت میں ایک وقار تھا ٹھہراؤ تھا آواز میں نرمی تھی

"ہادی۔۔۔ ہادی۔۔۔ کہاں ہے۔۔۔ وہ میرے ساتھ تھا" وہ بے قراری سے کہتے اٹھنے لگا

"لیٹے رہو" انہوں نے کندھے پر دباؤ ڈال کر اٹھنے سے روکا

"اینڈ ڈونٹ وری لٹل پرنس وہ گھر پر ہے اور وہاں بالکل محفوظ ہے تم مجھے اپنے گھر کا ایڈریس یا فون نمبر دوتا کہ میں تمہارے پیرنٹس کو کال کروں"

"میرا کوئی گھر نہیں ہے" وہ پھر سے مایوسی میں گھرنے لگا

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے" وہ حیران ہوئی اس سے پہلے کہ مزید سوال کرتی نرس کے آنے پر خاموش ہونا پڑا مگر نظریں جو جو پر ہی تھیں



"جی آپ نے بلایا" ستارہ نے سلام کرنے کے بعد پوچھا

"ہاں آؤ بیٹھو" وہ خلاف معمول بے حد سنجیدہ تھے وہ خاموشی سے سامنے پڑے

صوفے پر براجمان ہوگئی

"کیسی طبیعت ہے تمہاری"

"ٹھیک ہوں" مدہم سا جواب آیا

"ہوں" وہ کسی گہری سوچ میں گم ہوگئی

"افضل نے مجھے بتایا کہ تم فیضان سے ملی ہو" ستارہ نے نظریں اٹھائی ہیں وہ اسے ہی دیکھ

رہے تھے

NEW ERA MAGAZINE
"جی"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کس کی اجازت سے" لہجہ میں ٹھہراؤ تھا مگر نرمی مفقود تھی ستارہ نے حیرت سے ان کا

یہ انداز دیکھا یہ شاید پہلی بار تھا کہ وہ اس سے یوں بات کر رہے تھے

"تم جانتی بھی ہو کہ"

"جی ہاں میں جانتی ہوں آپ کو اپنے بیٹے کی زبان پر بہت یقین ہے لیکن مجھے خود پر یقین

ہے اور جو میں نے کیا وہ سوچ سمجھ کر کیا" وہ بھی پھٹ پڑی تھی

"یہ کس انداز میں بات کر رہی ہو ستارہ" سجاد صاحب کو اس کا انداز ناگوار گزرا تبھی

ٹوک گئی ہے

"کیا چاہتے ہیں آپ آپ کا بیٹا میرے دامن میں کانٹے بھر جائے اور تب بھی میرے منہ سے پھول ہی جھڑیں وہ میرے کردار پر کیچڑا اچھالے مجھے رسوا کرے برباد کرے اور میرا انداز پھر بھی نہ بدلے مجھ سے نکاح کرے اور ہمیشہ کے لیے چھوڑ جائے میں تب بھی خاموش رہوں کیسے بتائیے کیسے"

"کیا مطلب ہے" وہ ٹھٹھکے تھے

"مطلب اسی سے پوچھیں پکڑیں اس کا گریبان اور مانگیں اس سے حساب میری تذلیل کا میرے لہو لہو ہوئے وجود کا" آنسوؤں کا گولہ اس کے گلے میں پھنس گیا وہ سرعت سے باہر کو لپکی وہ کچھ نہ کہہ کر بھی سب کہہ گئی تھی سجاد صاحب کو سر چکراتا ہوا محسوس ہوا

"بابا" تبھی افضل کمرے میں داخل ہوا "آپ ٹھیک ہیں" وہ باپ کی طرف لپکا

"ہاں میں ٹھیک ہوں" انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے روکا

"بات ہوئی ی سکندر سے فون کیا تم نے" ماتھے سے پسینہ پونجھتے وہ بمشکل بولے

"جی مگر وہ گھر پر نہیں تھا" وہ نظریں چرا گیا

"کیا چھپا رہے ہو افضل" وہ دور کی نظر رکھتے تھے

"بابا وہ۔۔۔۔"

"جھوٹ مت بولنا"

"وہ شادی کر چکا ہے" افضل نے بغیر انہیں دیکھے جواب دیا تھا سجاد صاحب کا چہرہ سفید

پڑ گیا وہ سینے پر ہاتھ رکھے زمین پر گرتے چلے گئے تھے

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سعدیہ ایک مشہور بزنس مین غضنفر علی کی بیوی تھی دونوں کی پسند کی شادی تھی شادی

کے دس سال بعد بھی وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہی رہے مگر قدرت سے مایوس نہ

ہوئے

دونوں ایک دوسرے کی سنگت میں خوش تھے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا ایک

کار حادثے میں غضنفر علی اس جہاں سے کوچ کر گئے سعدیہ اکیلی رہ گئی ان کی

والدہ حیات تھیں بھائی کی اور بہن کا بھی سہارا تھا ان کے بھرپور اصرار پر بھی وہ

دوسری شادی کے لیے راضی نہ ہوئی میں خود کو مصروف رکھنے کے لیے وہ بزنس سنبھالنے لگیں اس دن ڈنر پارٹی سے واپسی پر دیر ہو گئی تھی جب انہیں سڑک پر ایک ڈراسہا بچہ نظر آیا انہیں یقین تھا کہ کار کو آتا دیکھ کر وہ پیچھے ہو جائے گا مگر اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ کر انہوں نے بریک پر پاؤں رکھا مگر دیر ہو چکی تھی وہ باوجود کوشش کے بھی اسے زخمی ہونے سے نہ بچا سکیں وہ اسے لے کر ہاسپٹل پہنچیں تھیں معمولی چوٹیں تھیں ہادی معجزاتی طور پر بالکل صحیح سلامت تھا حفاظت کی خاطر اسے ملازمہ کے ہمراہ گھر بھجوا دیا سعدیہ کو یہ معصوم سا بچہ بے حد اچھا لگا تھا وہ اس سے اس کی فیملی کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھیں مگر جو جواب اس نے دیا وہ اسے الجھا گیا تھا وہ ڈسچارج کروا کر اسے گھر لے آئی تھیں جو جو جس والہانہ انداز میں ہادی کی طرف بڑھا وہ بے اختیار پوچھ بیٹھیں

"یہ تمہارا بھائی ہی ہے" وہ لمحہ بھر کو خاموش ہوا

"جی یہ میرا بھائی ہی ہے" اس کا لہجہ اتنا مضبوط تھا کہ شک کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ

بچی تھی



سجاد صاحب یہ صدمہ برداشت نہ کر پائے تھے جس دن نواب ولایت میں ان کا جنازہ اٹھا
 اسی دن ستارہ کے ہاں نوائی م نے جنم لیا کسی کو اس سے سروکار نہ تھا اسے آخری دفعہ
 اپنے باپ کا چہرہ دیکھنے کی بھی اجازت نہ ملی تھی وہ دل ہی دل میں اپنی بد تمیزی پر پشیمان
 تھی اس سب میں سجاد صاحب کا کیا قصور تھا وہ خود کو جتنا کوستی کم تھا وقت کے ساتھ
 ساتھ اس کی حیثیت ایک ملازمہ سی ہو گئی افضل صاحب چاہ کر بھی کچھ نہ کر سکے
 ستارہ نے بھی اپنی یہ حیثیت قبول کر لی تھی ندرت امریکہ شفٹ ہو گئی شکیلہ اور
 وقار سے دیکھ کر رخ پھیر لیتے ماریہ بیگم بھی شوہر کی جدائی زیادہ دیر برداشت نہ کر
 پائی اور ایک شام چپ چاپ یہ دنیا چھوڑ گئی اب اس کے دو ہی ہمدرد رہے
 تھے افضل اور کنیز

مگر وہ خود کو سنبھال چکی تھی اس نے سمجھوتہ کرنا سیکھ لیا تھا اسے کسی شے کی چاہ نہ تھی
 نوائی م کو اس نے ایک کمرے تک محدود رکھا تھا وہ نہ چاہتی تھی کہ جو طعنے اس کے
 مقدر بنے وہ اس کی بیٹی سے جو تذلیل اسکے حصے میں آئی وہ اس کی بیٹی بھی سہے اسے
 شدت سے انتظار تھا کہ کب فیضان آکر اپنا عہد پورا کرے اور اسے اطمینان نصیب ہو
 وہ سکندر کو سوچنا نہیں چاہتی تھی وہ اسکی ہر یاد کو دل سے کھرچ کر پھینک دینا چاہتی تھی

شاید وہ ایسا کر بھی لیتی مگر جو زخم اسکے نام سے جڑ کر اسکے وجود میں گڑ چکے تھے کیا کرتی وہ ان کا جب جب بد کرداری کا طعنہ اسکے منہ پر لگتا جب اسے دیکھ کر منہ موڑا جاتا وہ تڑپ اٹھتی زخموں سے لہو پھر سے رسنے لگتا اور اسے لہو لہان کر جاتا اس کا دل شدت سے چاہتا کہ وہ سکندر کا گریبان پکڑ کر اس سے اپنا قصور تو پوچھے۔ اپنے ساتھ ہوئے اس ظلم کی وجہ پوچھ سکے اور وہ منتظر تھی اس دن کی بڑی شدت سے وہ اسے بھولی نہ تھی بھلا ہی نہ سکتی تھی ایسے لوگ بھلا یادداشت سے کب نکلتے ہیں جو خود اپنے ہاتھوں سے نفرتوں کے بیج بودیں ہاں اسے نفرت تھی شدید نفرت اسی شخص سے جو کبھی اسکے روح میں خوشبو بن کر بسا کرتا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عہدِ نارسائی میں، خوابِ زندگی لے کر دور تک بھٹکتے تھے

جاننے تو تم بھی تھے راکھ راکھ ہو کر بھی، خاک خاک ہو کر بھی ہاتھ کچھ نہیں آتا خواب کی مسافت ہے، ہاتھ خالی رہتے ہیں مانتے تو تم بھی تھے اور باوجود اس کے نیند کو لٹا کر بھی چین کو گنوا کر بھی ہر شبِ عبادت میں، زار زار اکھیوں کے اشک رکھ ہتھیلی میں ہچکیوں کے پھندے میں، میرا نام لے لے کر مجھ کو اپنے مولا سے مانگتے تو تم بھی تھے عشق کے عقیدے میں، فہم کیا؟ فراست کیا؟ کارِ عقل کیا معنی؟ عشق کے مخالف گر

لاکھ ہی دلیلیں ہوں جس قدر حوالے ہوں، مستند نہیں ہوتے مانتے تو تم بھی تھے اور ساری دنیا سے، پھر چھڑا کے دامن کو میری ذات میں آکر، خود کو سونپ دینے کا سوچتے تو تم بھی تھے! اب کی بات چھوڑو تم اب میں کچھ نہیں کہتی کچھ نہیں کہوں گی میں اب فقط سہوں گی میں اب تو چپ رہوں گی میں کچھ گلہ نہیں تم سے یاد بس دلایا ہے اس طرح سے ہوتا تھا عہدِ نارسائی میں اب میں کچھ نہیں کہتی



حیدر نے سعدیہ کو اپنی آپ بیتی سنادی تھی وہ فطری طور پر رحم دل عورت تھی اسے حیدر پر بے تحاشہ پیار آیا

"آج سے تم میرے بیٹے ہو بھول جاؤ سب بس اب تم میرے پاس رہو گے شاید خدا نے مجھے اسی لیے اولاد نہیں دی تھی مگر مجھے کیا پتا تھا کہ مجھے اتنا پیار ابدی مل جائے گا" وہ اس کا ماتھا چوم کر خوشی سے بولیں

"اور ہادی" اسے ہادی کی فکر تھی

"آف کورس وہ بھی ہمارے پاس رہے گا تمہارا بھائی ہی ہے نا" جو جو اس عرصے میں

پہلی بار مسکرایا تھا یہ واحد چیز تھی جو اس نے سعدیہ سے چھپائی تھی اور وہ اسے تا عمر چھپانا چاہتا تھا وہ اب حیدر بن گیا تھا جو جو سے حیدر کا یہ سفر بے حد کٹھن اور خاردار تھا



سکندر نے اپنی کولیگ سے شادی کر لی تھی وہ اپنی زندگی میں آسودہ اور مطمئن تھا اس کے ہاں دو جڑواں بچیوں نے جنم لیا جہاں اسے خوشی ملی تھی وہاں غم بھی ساتھ آیا تھا اس کی بیوی پیدائش کے عمل کے دوران چل بسی تھی فاطمہ شکل و صورت کے علاوہ عادتوں میں بھی باپ پر تھی خود سر ضدی گھمنڈی جبکہ انامتہ اس کے برعکس تھی صابر و شاکر اور خوش اخلاق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سکندر کو ستارہ کی یاد آنے لگی تھی اسے کبھی کبھی پچھتاوا ہونے لگتا اسے محسوس ہوتا کہ وہ قصور وار ہے

مگر نواب ولا کے مکینوں سے اس کا رابطہ مکمل طور پر قطع تھا

اسے ماں باپ کی وفات کی خبر ملی تھی مگر وہ جانہ سکا یا شاید جانا ہی نہیں چاہتا تھا اور اب وہ عمر کے اس حصے میں آ گیا تھا جہاں اپنوں کی خواہش زور پکڑنے لگتی ہے تب وہ خود کو اکیلا محسوس کرنے لگتا انامتہ اس کا درد سنتی تھی محسوس کرتی تھی مگر کچھ بھی کرنے سے قاصر تھی

فاطمہ کی دوستیاں ہر حد پھلانگنے لگی تھیں وہ نشے کی عادی بنتی جا رہی تھی اور یہی نشہ اس کی جان لینے کا سبب بنا تھا یہ ستارہ کی بددعاؤں کا ہی اثر تھا اس نے اسی خوف سے انا متہ کو پاکستان بھجوا دیا وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اسے کبھی نہ دھتکاریں گے اس نے انا متہ کو ستارہ سے ملنے کا بصد اصرار کہا تھا

"تم وہاں جاؤ تو ستارہ سے ضرور ملنا اور اپنی بہن سے بھی

"کیا میری بہن بھی ہے"

"پتہ نہیں بہن ہے یا بھائی میں تو یہ بھی نہیں جانتا... مگر میرا دل کہتا ہے کہ...."

"وہ بات ادھوری چھوڑ گیا تھا اس کی آنکھیں بھگنے لگیں کیا کچھ نہ یاد آیا تھا اسے

۔۔۔۔ وہ خود نواب والا لوٹنا چاہتا تھا جو بڑے کروفر سے کہہ کر آیا تھا کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں کبھی نالوٹنے کے لیے اور آج خود ہی اس گھر میں قدم رکھنے کو

تڑپ رہا تھا



قید خانے میں تیل چھڑک کر آگ لگائی گئی تھی یہ ایک حادثہ قطعی نہ تھا بلکہ

سوچی سمجھی سازش تھی شہاب کا منصوبہ بڑی کامیابی سے مکمل ہوا تھا اس نے نہ صرف اپنا مقصد پورا کیا تھا بلکہ پورے علاقے کی ہمدردیاں بھی حاصل کی تھیں فیضی اور ہما کی بد کرداری کا قصہ سر عام تھا لوگ توبہ توبہ کرتے کانوں کو ہاتھ لگاتے اس سب میں وہ تہمی کو یکسر فراموش کر جاتے

شہاب نے زویا کو ڈھونڈنے کی جان توڑ کوشش کی تھی مگر کوئی میسرانہ مل سکا مہک کے دماغ میں بھی اس نے وہی بات بھردی تھی جو سارے گاؤں کی زبان پر تھی مہک اپنی ماں کا پر تو تھی وہی سانولی صورت اور صابر و شاکر۔ شہاب نے اس دوران ہما کی کزن سے بیاہ کر لیا جو کہ پہلے سے شادی شدہ تھی مگر شوہر ایک حادثے میں مارا گیا تھا زویا اور ایاز بھی شادی کر چکے تھے انہیں فیضان کی موت کی خبر ملی تھی شہاب کا وفادار ملازم ایاز کو بھی جانتا تھا اسی کے توسط سے ساری بات ان تک پہنچی جس کے مطابق ہادی بھی اس آگ میں جل کر مارا گیا تھا زویا کو فیضان سے زیادہ ہما کا دکھ ہوا تھا کتنے ہی دن وہ اسی غم میں پڑی رہی مگر وقت سب سے بڑا امر ہم ہوتا ہے اسے بھی صبر آ ہی گیا ان کی ایک بیٹی ہو چکی تھی اس دوران ایاز نے اپنے رنگ دکھانا شروع کر دیے پہلے پہل تو بات صرف لفظی طنز و طعنوں تک تھی مگر آہستہ آہستہ ایاز ہر حد سے بڑھنے لگا وہ

اپنی ساری دولت جوئے میں لگا چکا تھا حتیٰ کہ گھر بھی چھن گیا زویا کو قدم قدم پر فیضان کی یاد آتی جب ایاز سے بیٹتا سے فیضان کی نرم خوئی کی شدت سے یاد آتی اسے اپنا ہر گناہ یاد آنے لگتا ہر جگہ فیضان کی صورت نظر آتی اکثر اوقات وہ راتوں کو چھپ کر روتی حور اب بڑی ہو گئی تھی وہ محسوس کر سکتی تھی زویا کو اب جو جو کی یاد ستانے لگی تھی وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی ملنا چاہتی تھی مگر کسی سے کہہ نہ سکتی تھی پر شاید خدا نے اس کی سن لی تھی وہ خود چلا آیا تھا ہو بہو باپ جیسا تھا اسے دیکھ کر اس کی ممتا سسکی تھی تڑپی تھی وہ اسے گلے لگانے کو V بے قرار ہوئی تھی مگر حیدر نے اسے ایسا کوئی حق نہ دیا تھا وہ کتنے ہی دن بستر سے لگی رہی تھی اپنے اندر نواب ولا جانے کی ہمت کرتی رہی کیسے جاتی وہ وہاں جہاں پہلی بار فیضان اس کے ہم قدم تھا کیسے کرتی وہ ستارہ کا سا منا کیسے بتاتی سکندر کو وہ جان لیوا حقیقت وہ جانا نہیں چاہتی تھی مگر اسے جانا تھا ہر حال میں ہر قیمت پر --- اور اب یہ وقت آ گیا تھا وہ بے خبر تھی جس بیٹے کو دیکھنے کے لیے اس کی ممتا بے چین تھی وہ اس سے منہ موڑتا ہوا بہت دور چلا گیا تھا..



وہ ناک کر کے کمرے میں آیا تو حور کو کھڑکی کے پاس ارد گرد سے بیگانہ کھڑے دیکھ کر

ٹھٹھک گیا پچھلے کچھ دن سے اس کی طبیعت ٹھیک نہ تھی عادل اور افضل صاحب نے اس کی دلجوئی میں کوئی ی کسر نہ چھوڑی تھی مگر حیدر کی موت نے اسے گم صم سا کر دیا تھا اور یہیں وہ چونک جاتا تھا اسے محسوس ہوتا تھا کہ حور اور حیدر کے درمیان کوئی بہت گہرا تعلق تھا مگر کیا یہ جاننے سے وہ قاصر تھا دو ماہ کے اس عرصے میں وہ پوچھ پوچھ کر تھک گیا تھا مگر حور بغیر جواب دئیے پلٹ جاتی اور اس کی سوچوں کا دھارا وہیں ہر آ جاتا جہاں سے شروع ہوتا تھا

"حور" اس نے قریب جا کر پکارا وہ چونکی جیسے گہری نیند سے جاگی ہو

"آپ" سر سے دوپٹہ درست کیا

"تم رو رہی تھی" عادل نے اس کی سرخ آنکھوں میں جھانکا وہ نظریں چرانے کے

ساتھ ہی رخ بھی پھیر گئی

"مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا تم سمجھتی کیوں نہیں" وہ زچ ہو کر بولا

"اور آپ یہ بات بتاتا کیوں نہیں تھکتے" آواز دھیمی پر لہجہ کٹیلا تھا عادل کے اندر تک

کڑواہٹ گھل گئی

"جانے کس ڈھیٹ مٹی کی بنی ہو تم" کہتے ساتھ ہی اس کا بازو پکڑ کر رخ اپنی جانب کیا
 "یہاں تو سگے مر جاتے ہیں اور لوگ بھول بھال کر اپنی زندگی میں مگن ہو جاتے ہیں تم
 کیوں روگ لگا کر بیٹھی ہو یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے" عادل کو غصہ آنے لگا تھا جسے
 چھپانے کی اس نے کوئی ی کوشش بھی نہ کی تھی

"چھوڑیں مجھے کتنی بار کہا ہے فاصلہ پر رہ کر بات کیا کریں" وہ بھی تڑخ کر بولی ساتھ ہی
 بازو چھڑوانے کی ناکام کوشش کی

"کب تک ناراض رہو گی ہوں" اب کے عادل کے لہجے میں نرمی تھی مگر اس نے نظر
 اٹھا کر دیکھنا ضروری نہ سمجھا

"مجھے اپنے گھر جانا ہے" جواب غیر متوقع تھا عادل کے ماتھے پر بل پڑ گئے
 "اور اگر میں نہ جانے دوں تو"

"تو میں پھر بھی چلی جاؤں گی" اس کی ہٹ دھرمی عروج پر تھی عادل نے گرفت
 مضبوط کی

"تمہیں بہت سی خوش فہمیاں ہیں میڈم تمہیں سمجھ لینا چاہئیے کہ یہ گھر تمہارا اصلی

گھر ہے جب حیدر نہیں رہا تو اس گھر سے کیا رشتہ اب " وہ چبا چبا کر کہہ رہا تھا حیدر کے
ذکر پر اس کی آنکھیں نم ہو گئیں دل میں کہیں درد سا ہوا تھا تبھی بغیر سوچے سمجھے بول
گئی

" وہ میرا بھائی ہی ہے سگا بھائی ہی کیسے ختم ہو سکتا ہے اس گھر سے میرا رشتہ کیسے چھوڑ
دوں میں وہاں جانا وہ بھائی ہی جس نے تب مجھے سہارا دیا جب ساری دنیا منہ موڑ چکی
تھی آج میں اس کی یاد میں آنسو بھی نہ بہاؤں کیسے کیسے بھول جاؤں " وہ پھوٹ پھوٹ
کر روتی بولتی چلی گئی تھی عادل کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا گرفت خود بخود ڈھیلی پڑ
گئی حور جھٹکے سے اپنا بازو چھڑواتی اسے حیران پریشان چھوڑ کر کمرے سے نکل
گئی



ہادی شام ڈھلے گھر میں داخل ہوا تو بی جان کو اپنا منتظر پایا حیدر کی موت کی خبر سن کر
انہیں دھچکا لگا تھا مگر وقت سب سے بڑا امر ہم ہوتا ہے انہیں بھی صبر آ گیا تھا ہادی اپنی
زندگی میں مگن ہو چکا تھا اس نے بی جان سے مہک کے متعلق کوئی ذکر نہ کیا تھا نہ ہی
حیدر سے اپنے اختلاف کی بھنک پڑنے دی تھی

"ہادی اتنی دیر کر دی آنے میں" وہ لپک کر اس کی طرف آئی ہیں

"جی بس دوستوں کے ساتھ نکل گیا تھا" اسنے لاپرواہی سے کہتے ٹیبل پر پڑا گلاس لبوں

سے لگایا اور ایک ہی سانس میں خالی کر دیا بی جان نے اسکی یہ حرکت خصوصاً نوٹ کی

"ہادی یہ کیا کرتے پھر رہے ہو تم ایسے تو نہ تھے" بی جان حیرتاً پریشان ہو گئی ہیں

تھیں

"کیا کیا کیہ ہے یہ لہنے" وہ حیران سا بولا

"رات دیر سے گھر آنا سار اسارا دن دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی کرنا بیٹا ایسے تو

زندگی نہیں گزرتی" وہ اسے نرمی سے سمجھا رہی تھیں

"فن۔۔۔ فن کرنا چاہئے لائی ف کو اپنی مرضی سے گزارنا چاہیے" وہ عجیب طرح

سے ہنسائی جان کو گڑ بڑ کا احساس ہوا تھا وہ جو نہی قریب ہوا عجیب سی بدبو انکے نتھے سے

ٹکرائی اور انہیں ساکت کر گئی کتنے ہی لمحے لگے تھے انہیں یقین کرنے میں

"ایک بات بتاؤں" وہ اپنی دھن میں بولنے لگا

"تم۔۔۔ تم نے ڈرنک کی ہے ہادی" بی جان نے حیرت کے صدمے کے زیر اثر بغور

اسکے لڑکھڑاتے قدموں کو دیکھ کر پوچھا وہ قمقہ لگا کر ہنسا

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے میں تو روز کرتا ہوں" وہ بغیر شرمندہ ہوئے ڈھٹائی سی سے کہتا پلٹ کر جانے لگا تھا

"ہادی کیا ہو گیا ہے تمہیں سوچو اگر حیدر زندہ ہوتا اور تمہیں اس حال میں دیکھتا تو "

"تو۔۔۔" اس نے تیزی سے چہرہ موڑ کر بات کاٹ کر پوچھا "کیا کر لیتا وہ"

"ہادی تم حیدر۔۔۔"

"حیدر۔ حیدر۔ حیدر کیا ہے یہ حیدر۔ اچھا ہوا مر ہی گیا نہ مرتا تو میں خود مار دیتا اسے" وہ بات کاٹ کر بد تمیزی سے چلایا تھا بی جان کو اس کے تلخی سے بھر پور الفاظ نے دنگ کر

دیا

"میری زندگی ہے یہ اپنی مرضی سے گزاروں گا میں حیدر جیسی جونک کی نصیحتیوں کو

ساتھ لے کر نہیں جی سکتا میں" حیدر کے لیے اتنی نفرت اتنی حقارت تھی اس کے

لہجے میں کہ بی جان چاہ کر بھی کچھ نہ کہہ پائی وہ سر جھٹکتا تن فن کرتا سیڑھیاں چڑھ

گیا



فیصل ادھر سے ادھر چکر لگاتا اپنے اندرونی خلشار کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا اتنے عرصے میں وہ باوجود کوشش کے بھی نوائی م کی ایک جھلک نہ دیکھ پایا تھا ادینہ دور سے ہی اسکی پریشانی بھانپ گئی تبھی تیز تیز قدم اٹھاتی اس تک پہنچی

"کیا بات ہے اتنے پریشان کیوں ہو" عقب سے آتی آواز پر وہ پلٹا اس کے عین پیچھے بازو سینے سے باندھے بغور اسے دیکھتی ادینہ موجود تھی

"کچھ نہیں" اس نے بے رخی سے جواب دیتے ساتھ ہی جانے کے لیے قدم بڑھا دیے

"تم نہ بھی بتاؤ میں جانتی ہوں" ادینہ کے لہجے میں پختگی تھی وہ بے اختیار ٹھٹھک کر پلٹا "کیا جانتی ہو"

نوائی م۔ نوائی م ہے تمیاری پریشانی کی وجہ۔۔۔۔۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو میں تمہارا مسئلہ حل کر سکتی ہوں "وہ دو قدم آگے بڑھی اور براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی "کیا مطلب" وہ نا سمجھی سے اس کے مسکراتے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔

"مطلب صاف ہے مسٹر فیصل ہاشم تمہیں نوائی مچاہیے اور مجھے عادل میں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں اگر تم میرا ساتھ دو" وہ معنی خیزی سے مسکراتی فیصل کو آگے کا پلان بتانے لگی...

اب تیری یاد سے وحشت نہیں ہوتی مجھ کو

زخم ملتے ہیں اذیت نہیں ہوتی مجھ کو

اب کوئی آئے چلا جائے میں خوش رہتا ہوں

اب کسی شخص کی عادت نہیں ہوتی مجھ کو

اتنا مصروف ہوں جینے کی ہوس میں

سانس لینے کی بھی فرصت نہیں ہوتی مجھ کو

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سامنے دیوار پر لگی بڑی سی پینٹنگ پر نظریں جمائے کسی گہری سوچ میں غرق تھی ذہن وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھا باپ کے گزر جانے کے بعد دو ماہ ہاسپٹل کے بستر پر گزار کر مکمل علاج اور دیکھ بھال کے باوجود وہ پہلے والی مہک نہ بن پائی تھی دو ماہ کے اس عرصے میں گزرا ہر لمحہ اسے زندگی کا مشکل ترین وقت

لگا تھا بچپن میں وہ مہر تھی رشتوں محبتوں کی پیاسی جس کے دل میں جو جو کی محبت کی
 بجھی سی کو نیل اس وقت کھلی تھی جب وہ لفظ محبت سے بھی نا آشنا تھی مگر پروان
 چڑھنے سے پہلے ہی سفاک وقت نے اسے قدموں تلے روند دیا پھر ایسی آندھی چلی کہ
 وہ مہر سے مہک بن گئی بچپن کا نام ہی نہ چھینا تھا بلکہ اسے بہت سے رشتوں کو بھی
 کھونا پڑا تھا فیضی چاچو جن کی شفیق صورت اسے بہت عزیز تھی اسے کہیں نظر نہ آئے
 جو جو اس کے بچپن کا دوست نہ جانے کہاں کھو گیا تھا ہما اس کی ماں اس کی پناہ گاہ اس
 کے لیے ایک سایہ دار درخت کی مانند تھیں باپ کی محبتوں کو ترسی وہ لڑکی ہر رشتے
 سے محبت پانے میں ہلکان ہو جاتی مگر آہستہ آہستہ اس کے پاس سوائے باپ کے کوئی ی
 نہ بچا تھا عائشہ کچھ عرصہ قبل شدید علالت کے باعث انتقال کر گئی تھیں پہلے پہل
 وہ مہک کو کسی قابل نہ جانتی تھیں مگر ان کے آخری ایام میں جب ہر رشتے نے منہ موڑ
 لیا تو صرف مہک ہی تھی جو دن رات ان کی خدمت میں لگی رہتی وہ اسے کچھ بتانا چاہتی
 تھیں بہت ہی کوئی ی اہم بات مگر قدرت کی طرف سے موقع نہ مل سکا بچپن میں جو
 بات اس کے باپ نے جھوٹ سچ ملا کر اس کے کانوں میں ڈالی تھی وہ وقت کے ساتھ
 ساتھ پختہ ہو گئی تھی جو جو کا باپ اس کی ماں کا قاتل تھا اور ایک قاتل کے بیٹے سے
 اسے کوئی ی رشتہ نہ رکھنا تھا اس نے چھ سالہ مہر کو اپنے اندر ہی مار دیا اسے مہک بننا تھا

اور وہ بن گئی تھی مگر باوجود کوشش کے وہ جو جو کو دل سے نہ نکال سکی اسے ہر سرسراہٹ پر کسی کا گمان ہوتا ہر نشان پر کسی کے قدموں کی دھول جی نظر آتی ہر چہرے پر ایک چہرے کا گمان ہوتا مگر وہ دعا کرتی تھی یہ گمان گمان ہی رہے کبھی سچ بن کر اس کے سامنے نہ آئے مگر اس وقت اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کے باپ نے خود اسے حیدر کے ساتھ رخصت کر دیا مگر وہ تو حیدر تھا جو جو نہیں وہ اس کا جو جو ہرگز نہ تھا ابھی وہ اس جھٹکے سے ہی نہ سنبھل پائی تھی کہ نایاب کے منہ سے تلخ حقیقت سن کر وہ خود پر قابو نہ رکھ پائی تھی اور ایک محبت کو دوسری محبت پر قربان کر گئی

"انکل مجھے گھر جانا ہے" حور نے کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی کہا افضل صاحب نے حیرت سے پہلے اسے پھر تپتے تپتے سے عادل کو دیکھا جو اس کے پیچھے ہی آیا تھا

"کیا بات ہے بیٹا" انہوں نے نرمی سے استفسار کیا

"بلاوجہ کی ضد کر رہی ہے گھر جانا ہے جیسے ہم نے محترمہ کو اغوا کر لیا ہے" جواب عادل کی طرف سے آیا تھا جو ماتھے پر بل ڈالے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے

اسے کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا

"بابا میں" حور نے کچھ کہنا چاہا مگر افضل صاحب نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر پاس بٹھالیا

"میری بات غور سے سنو بیٹا آپ کی والدہ سے میری بات ہوئی ہے انہیں میں نے یہیں بلوایا ہے ڈرائی یور کے ہمراہ آج شام تک پہنچ جائیں گی ایسے میں آپ کا گھر رہنا بہتر ہے" وہ رساں سے کہہ رہے تھے حور کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں

"آپ نے انہیں کیسے ڈھونڈا" حور کے جانے کے بعد ایاز نے اپنا ٹھکانہ بدل لیا تھا تبھی حور اور زویا کا رابطہ نہ ہو پایا تھا "اور آپ نے بھائی کی کا بھی بتا دیا" وہ سوال پر سوال کر رہی تھی افضل صاحب نے نفی میں سر ہلایا

"ابھی نہیں وہ یہاں آجائیں پھر بتادیں گے" وہ دھیمی آواز میں اسے کچھ سمجھا رہے تھے عادل نے جل کر دونوں کو دیکھا "میری کوئی ویلیو نہیں" وہ میز پر پاؤں سے ٹھوکر مارتا تن فن کرتا کمرے سے نکل گیا



"بی جان میری بات تو سنیں" ہادی نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روکا وہ چہرے کا رخ پھیر گئی

"بی جان پلینز آئی م سوری رئی ملی سوری۔ مجھے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا میں اوور ریکٹ کر گیا" وہ مسکین سی صورت بنائے کھڑا تھا بی جان نے ایک اجنبی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی

"کیا تم نہیں جانتے تمہیں کیا ہو گیا تھا" ان کا انداز دھیمہ مگر لہجہ سرد تھا ہادی چونک گیا "میں آئی ندہ نہیں کروں گا پراس"

"کل کس نے دیکھی ہے ہادی کل رات جو کچھ ہو اور جو الفاظ تم نے حیدر کے لیے استعمال کیے وہ ہر گز بھلانے کے قابل نہیں تم حقیقت سے ناواقف ہو تمہاری تربیت میں نے نہیں حیدر نے کی ہے بالکل ایک ماں کی طرح پرورش کی ہے اور ایک باپ کی طرح سئی ابان بنا رہا اور اس کا صلہ یہ دے رہے ہو تم مجھے بہت افسوس یو ہادی۔۔۔ بے حد افسوس" ان کی آنکھوں میں نمی آٹھہری ہادی کو مزید شرمندگی نے آگھیر آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ تھام لیے

"بی جان آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دیں" اس کی نظریں جھکیں ہوئی تھیں بی جان نے اس کا کندھا تھپتھپایا "میں تم سے ناراض نہیں ہوں" ہادی بے اختیار ان سے لپٹ گیا "یو آر گریٹ"

"ہادی۔ حور کی طرف کب گئے تھے" کچھ یاد آنے پر وہ اس کے بازو ہٹا کر پوچھنے لگیں وہ نظریں چرا گیا

"آج جاؤں گا نابلکہ آپ بھی چلیں" وہ فوراً تیار ہو گیا

"نہیں تم جاؤ میں ڈرائی یور کے ساتھ پھر کسی دن چلی جاؤں گی" وہ اس کا گال تھتھپا کر کمرے کی طرف بڑھ گئی یہ ہادی گہرا سانس بھر کر رہ گیا



"آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں" مہک کمرے سے باہر آئی تو ملازموں کو سامان باہر لے جاتے دیکھ کر ٹھٹھک گئی

"ہم یہ حویلی چھوڑ کر جا رہے ہیں" جواب فہد کی طرف سے آیا تھا وہ گھوم کر اس کی طرف دیکھنے لگی

"مگر کیوں اور ہم کہاں جائیں گے"

"ہم نہیں صرف میں اور فہد جا رہے ہیں" اس کی سوتیلی ماں سامنے کھڑی تمسخرانہ نظروں سے اسے دیکھ کر کہہ رہی تھیں

"کیا مطلب" وہ مزید حیران ہوئی

"مطلب صاف ہے تمہارا باپ تو مر گیا تو ہم اس قید خانے میں کیوں رہیں اس لیے ہم

نے سوچا کیوں ناساری جائی دیدا بیچ کر اپنا کاروبار کیا جائے"

"میں کہاں جاؤں گی" اس کی سرسراتی آواز پر فہم قہقہہ لگا کر ہنسا "یہ تمہارا مسئلہ ہے

میڈم ویسے بھی بہت اکڑ تھی ناتم میں اب بھگتو "فہد بات مکمل کر کے پلٹ گیا اس کی

بے یقین نظریں سامنے کھڑی عورت پر جم گئی

"اپنے رہنے کا بندوبست کرو یہ گھر دودن میں خالی کر دینا اور۔ ہاں وکیل کے پاس

جانے کی کوشش مت کرنا کیونکہ وہ اپنا حصہ لے کر جا چکا ہے اس لیے کوئی می فائی دہ نہ

ہوگا" وہ چالاکی سے کہتی دہلیز پار کر گئی مہک کو زمین آسمان گھومتے ہوئے محسوس

ہوئے اس کی بے خبری کے دنوں میں وہ ماں بیٹا وکیل کے ساتھ مل کر بڑی چالاکی سے

سارا حصہ اپنے نام کروا چکے تھے اور اسے اس دنیا کی بھیڑ میں تنہا چھوڑ کر اپنی دنیا

بسانے نکل گئے تھے



بلیک لینڈ کروزر بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوئی اور ڈرائی یو سے ہوتی ہوئی عین اس کے سامنے آکر رکی تھی یا سرنے نظر اٹھا کر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہادی کو دیکھا یکدم حیدر کا شاندار سراپا اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا دل میں سویا ہوا غم انگڑائی می لے کر بیدار ہونے لگا بمشکل آنکھوں کو نم ہونے سے روکتے ہوئے وہ ہادی کی طرف متوجہ ہو گیا جو بالکل اس کے سامنے آکر رکھا تھاری ل بلیو جینز پر سرمئی شرٹ پہنے آنکھوں پر گلاسز لگائے وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھائے ہوئے تھا یا سرنے خوش اخلاقی اس کا ہاتھ تھام لیا

"کیسے ہو آج کیسے راستہ بھول گئیے یہاں کا" حال احوال پوچھتے ہوئے مسکرا کر شکوہ بھی کر ڈالا

"بس فرصت ہی نہیں ملتی" وہ سر کھجانے لگا "حور آپی کیسی ہیں"

"ٹھیک ہے تم آؤ" وہ اسے لیے اندر بڑھنے لگا جہاں افضل صاحب کنیز اور ستارہ کے ساتھ زویا بھی موجود تھی دونوں ٹھٹھک کر کے وجہ اجنبی چہرہ نہ تھا بلکہ زار و قطار روتی زویا کی وہ غم ناک آواز تھی جو دونوں کو چونکا کر رکھ گئی

"میرے کیے کی سزا دی خدا نے مجھے وہ بیٹا بھی چھین لیا جس کی شکل دیکھنے کو ترستی رہی

ہوں جس کے لبوں سے "ماں" کا لفظ سننے کو بے قرار رہی ہوں سوچا تھا کبھی تو معاف کرے گا مگر مگر وہ تو ایسی سزا دے گیا کہ مجھ سے میرے جینے کی آخری وجہ بھی چھین لے گیا "وہ نفی میں سر ہلاتی بلک رہی تھی ستارہ کے چہرے کی رنگت متغیر ہونے لگی ہادی نے نا سمجھی سے سب کو باری باری دیکھا



"تم گئی کیوں نہیں اپنے گھر" وہ علی کا فیڈر بنا کر کمرے میں آئی تو عادل کو بیڈ پر براجمان پایا حور کو دیکھتے ہی بڑی جاندار مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آٹھری

"میری مرضی" وہ سر جھٹک کر کہتی واپس مڑنے لگی

"سنو سنو" عادل سرعت سے اٹھ کر اسکے راستے میں آیا وہ بمشکل ٹکراتے ٹکراتے بچی

"کیا مسئلہ ہے انسانوں کی طرح بات نہیں کر سکتے" وہ بگڑی تھی عادل قہقہہ لگا کر ہنسا

"دانت کس خوشی میں نکل رہے ہیں اب" اس کی ہنسی نے اسے مزید تپا دیا

"دانت میرے ہیں میں جب چاہوں نکالوں تمہیں اعتراض" وہ کون سا کم تھا اس کا تپا

تپا سا انداز سے مزید لطف دے رہا تھا تبھی مسکرا کر چڑانے لگا

"راستہ چھوڑیں میرا اور اس کمرے میں سکون سے بیٹھ کر جتنا جی چاہے قہقہہ لگائیں
 "حور نے انگلی اٹھا کر راستہ دینے کا اشارہ کیا "نہیں مجھے تو تمہارے ساتھ قہقہہ لگانے ہیں
 دیکھو نا پھر تو تم چلی جاؤ گی۔۔ کیا پتا کب موقع ملے تو کیوں نا آج سب حساب برابر کر
 لیں "اس نے معنی خیزی سے کہہ کر بات ادھوری چھوڑ دی حور نے دانت کچکچا کر اسے
 دیکھا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا تبھی دروازے پر ہونے والی دستک نے ان کی توجہ کھینچ لی
 "یس "عادل نے اندر آنے کی اجازت دی

"حور بی بی نیچے آپ کی امی آئی ہیں بڑے صاحب نے کہا کہ آپ کو بلادوں "ماں
 کے ذکر پر حور نے فیڈر بیڈ پر پھینکا اور تیزی سے نیچے کی جانب بھاگی عادل سر پر ہاتھ
 پھیر کر رہ گیا "اف یہ ظالم سماج"



حور تیز تیز سیرٹھیاں اتر کر نیچے آئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے پاؤں سے زمین
 نکل گئی اس کی ماں ستارہ کے قدموں میں بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی اور ستارہ وہ کسی
 بے جان مورت کی مانند ساکت نگاہوں سے زویا کا چہرہ تکے جا رہی تھیں دروازے
 کے قریب ہی یا سر اور ہادی موجود تھے جو ابھی نظروں سے باری باری سب کو دیکھ

رہے تھے وہ تیزی سے آگے بڑھی

"اٹھوزو یا اوپر بیٹھو" کنیز بیگم نے زویا کا بازو تھاما

"نہیں بھابھی مجھے اتنی عزت مت دیں میں مجرم ہوں قاتل ہوں اپنے بچوں کی خوشیوں کی ستارہ کی گنہگار ہوں۔ قصور وار ہوں میں" وہ ہاتھ چھڑا کر پھر سے ستارہ کی طرف پلٹی

"میں جانتی ہوں ستارہ تم سے معافی مانگنے کے بھی لائق نہیں ہوں میں میں معافی مانگوں گی بھی نہیں میں صرف حقیقت بتانے آئی ہوں فیضان کی بے گناہی کا ثبوت بن کر آئی ہوں" وہ آنسو صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی یں اور پھر وہ سب بتاتی چلی گئی تھیں وہ اس جان لیوا سچ سے پردہ اٹھا رہی تھیں جو ایک قیامت بن کر سب کے دلوں پر برس رہا تھا ہادی بے یقینی سے چند قدم آگے بڑھا

"مجھے لگا جو جو اور ہادی بھی اسی آگ میں جل گئی ہوں گے جس میں فیضان اور تمہی مگر میں غلط تھی خدا جسے زندہ رکھنا چاہتا ہوا سے کیسے کوئی موت دے سکتا ہے حیدر کو صحیح سلامت دیکھ کر مجھے حیرت کے ساتھ ساتھ بے حد خوشی ہوئی تھی ایاز نے اپنے بیٹے کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی تھی مگر تھک ہار کر بیٹھ گیا وہ ہادی کے

ذریعے تہمی کا حصہ لینا چاہتا تھا مگر شہاب اس سے بھی شاطر کھلاڑی نکلا شاید اس نے ہادی کو بھی "وہ بات ادھوری چھوڑ کر لب سختی سے بھینچ گئی میں ہادی کے لیے حقیقت پر یقین کرنا قیامت لگ رہا تھا اسے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال لگنے لگا اسکی حالت یوں تھی جیسے کاٹو بدن تو لہو نہیں ہر کوئی می سکتے میں تھا مگر ان سے چند قدم کے فاصلے پر ایک ایسا شخص بھی موجود تھا جس کا وجود زلزلوں کی زد میں تھا اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتا نامتہ جو سیڑھیوں پر کھڑی ساری گفتگو سن رہی تھی تیزی سے ان کی طرف بڑھی

"بابا" اس کی آواز پر سب بے اختیار پلٹے سکندر کو اپنے عین پیچھے موجود پا کر سب کو جھٹکا لگا تھا اسکے تاثرات بتاتے تھے کہ وہ سب سن چکا ہے وہ دل پر ہاتھ رکھے زمین پر بیٹھتا چلا گیا تھا



"میرا خیال ہے تم ٹھیک ہو اب" یا سر نے گاڑی اس کے گھر کے سامنے روکتے ہوئے پوچھا کوئی می جواب ناپا کر اس نے چہرے کا رخ ہادی کی طرف موڑا جو بے جان سا بیٹھا خالی نظروں سے سامنے دیکھ رہا تھا

"ہادی" یاسر نے اس کا کندھا ہلایا

"ہاں" وہ جیسے گہرے خیال سے چونکا تھا

"یہ سب جو تم نے سنا ایک ماضی کا تلخ واقعہ تھا لہذا تم بھی اسے بھلانے کی کوشش کرو

"یاسر نے مناسب الفاظ میں اسے تسلی دی ہادی نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا

"بھول جاؤں کیسے بھول جاؤں کیسے بھول جاؤں آج۔ آج۔ ہی تو مجھے اپنی حقیقت

معلوم ہوئی ہے" لفظ ٹوٹ پھوٹ کر نکل رہے تھے آنکھوں سے سیل رواں ہونے

لگا جسے بے دردی سے پونجھتے وہ گاڑی سے اتر کر اندر کی طرف بڑھا اس کی اندرونی

حالت ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی یہ اس کے لڑکھڑاتے قدموں سے واضح تھا



سکندر آئی می سی یو میں تھا وہ اچانک نواب ولا پہنچا تھا اپنے آنے کی اطلاع اس نے

سوائے وقار کے کسی کو نہ دی تھی مگر پہلے ہی قدم پر جو جان لیوا حقیقت اس کی سماعتوں

میں اتری تھی وہ اس کا کمزور دل سہ نہ سکا تھا ستارہ کے لیے بھی یہ شاک کم نہ تھا مگر خود

کو سنبھال گئی تھی فیضان کی دردناک موت نے اسے اندر تک دکھی کیا تھا بار بار اس

کا مخلص مسکراتا چہرہ جب جب آنکھوں کے سامنے گھومتا ہے اختیار ہی آنسو گالوں کو
 بھگونے لگتے شکلیہ بیگم کی تیز آواز پر وہ آنسو پونجھتی لاؤنج میں چلی آئی
 "سب کہاں ہیں" حسب معمول ستارہ کو دیکھ کر ان کے ماتھے کی تیوری چڑھی تھی
 "میں نہیں جانتی" وہ دھیرے سے کہتی سر جھکا گئی

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم نہ جانتی ہو تم تو ہر معاملے کی سن گن لینے کی کوشش میں ہوتی
 ہو" شکلیہ تنفر سے بول رہی تھیں حور جو کیچن کی طرف آرہی تھی ان کے انداز پر
 چونک گئی
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "اور یہ تمہاری آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں" اب کے ان کی نظروں کا رخ ستارہ
 کے چہرے کی طرف تھا

"ایسے ہی" ستارہ نظریں چراگئی

"کس کی یاد میں آنسو بہا رہی ہو تم ہوں کتنی عمر ہو گئی ہے تمہاری جوان بچی کی ماں
 ہو شرم ابھی تک نہیں آئی تمہیں" وہ غصے سے کہتی آگے بڑھی اور ستارہ کے بال پکڑ
 لیے

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ" حور سے مزید برداشت نہ ہو تو سامنے آگئی

"خاموش رہو تم ہمارے معاملے سے دور رہو" شکیلہ کو اس کی داخلت بری طرح گھلی
تھی تبھی غصے سے جھڑک ڈالا

"یہ آپ کا نہیں اس گھر کا معاملہ ہے چھوڑیں انہیں" وہ ان کے ہاتھ جھٹکتی ستارہ کا بازو
تھام کر کچن میں چلی آئی

"آپ کیوں برداشت کرتی ہیں ان کی باتیں" وہ محبت سے آنسو صاف کرتے ہوئے
کہہ رہی تھی ستارہ کو وہ بالکل فیضان جیسی لگی کسی کے درد پر تڑپ اٹھنے والی محبتوں سے
گندھی لڑکی

"چھوڑو یہ سب تم بتاؤ زویا چلی گئی" ستارہ نے اس کا دھیان بٹایا

"جی" وہ شرمندہ سی ہونے لگی آج جو حقیقت اس نے اپنی ماں کی زبانی سنی تھی اس
نے ستارہ کا مقام اس کے دل میں اونچا کر دیا تھا

"آپ کو ان سے نفرت محسوس ہو رہی ہو گی نا" حور نے ڈرتے ڈرتے پوچھا چند لمحے
سوچنے کے بعد ستارہ دھیرے سے مسکرائی نکھری نکھری سی شفاف مسکراہٹ

حوصلہ بڑھاتی ہوئی ی جو دل کو چھو جائے حور دل ہی دل میں معترف ہوئی ی
 "نہیں ایسا کچھ محسوس نہیں ہو اس سب میں زویا کا قصور تھا مگر مجھے اس سے کوئی ی
 گلہ نہیں "

"تو پھر آپ کو کس سے گلہ ہے" اس نے مزید پوچھا ستارہ محض نفی میں سر ہلا کر
 خاموش ہو گئی وہ چاہ کر بھی سکندر کا نام لبوں تک نہ لاسکی تھی
 "یہ مت سوچنا کہ تم زویا کی بیٹی ہو تمہیں اس گھر میں مقام نہ مل پائے گا بلکہ یہ سوچنا
 کہ تم فیضان کی بیٹی ہو جس کی بے گناہی کے گواہ اس حویلی کے درودیوار بھی ہیں" وہ
 بڑے رساں سے اسے سمجھا رہی تھیں حور یک ٹک ان کا چہرہ دیکھے گئی



وہ مرے مرے قدموں سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا چند لمحے دروازے کے
 پاس ہی رک کر کمرے کا جائی زہ لینے لگا کچھ بھی تو نیا نہ تھا یہ بستر یہ درودیوار سب اسکے
 اپنے تھے مگر پھر بھی اس جگہ سے اجنبیت چھلکنے لگی تھی جانے کس احساس کے تحت
 چہرے پر آنسوؤں کی لکیریں بننے لگیں اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ ہوش سنبھالنے کے بعد

اسے کبھی رونا پڑا ہو کبھی ایسا موقع نہ آیا تھا کہ اس کی آنکھ سے ایک آنسو کا قطرہ بہنے کی نوبت آئی ہو سب کچھ بن مانگے ملا تھا پر آسائی ش زندگی نے اسے اتنا نخریلا بنا دیا تھا کہ محض ایک خواہش پوری نہ ہونے پر اس نے حیدر سے رابطہ قطع کر لیا اس کی عمر بھر کی محبتوں کو بھلا دیا وہ اتنا نا فہم تھا کہ اس شخص کو اپنا بدترین دشمن مان لیا جو تپتی دھوپ میں اسکے لیے سایہ دار شجر کی مانند تھا جس نے ہاتھ پکڑ کر چلنا سکھایا تھا جس نے زندگی جینا سکھایا تھا محض دل لگی کی خاطر اس نے سب وہ احسان بھلا دیے تھے جن کو اپنا حق سمجھ کر وصول کرتا رہا تھا وہ احسان فراموش تھا ایک بد کردار اور احسان فراموش کا بیٹا بھی اس جیسا ہی تھا اس کے خون میں موجود دغا بازی کی ملاوٹ کو حیدر کی بہترین تربیت بھی نہ مٹا پائی ی اسی سوچ کے ابھرنے پر اس نے بے حد طیش میں ہاتھ کامکا دیوار پر دے مارا آج ساری حقیقت کھل گئی تھی جسے جان کر وہ اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا یہ احساس ہی سوہان روح تھا کہ حیدر اس کا سگا بھائی ہی نہ تھا مگر سگوں سے بڑھ کر چاہا تھا اس کا باپ اس کی ماں کی خوشیوں کا قاتل تھا مہک مہر اس کی ماں کے قاتل کی بیٹی تھی اور حیدر کے بچپن کی منگ تھی وہ سمجھ گیا تھا کہ حیدر نے محض اپنے باپ کی خواہش کی تکمیل کے لیے شادی کی تھی ایک ایک واقع اس کی اس کی نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا حیدر کا اس کے پیچھے لپکنا اس کے فلیٹ پر پہنچ کر نم آنکھوں سے اسے

منانے کی کوشش کرنا یہ سب اسے چیخ چیخ کر رونے پر مجبور کر گیا تھا بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے ٹوٹے پھوٹے انداز میں وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا وہ آج اس شخص کے لیے بلک رہا تھا جسکے ہاتھ اسنے بے رحمی سے یہ کہتے ہوئے جھٹک ڈالے تھے کہ اسکا اس پر کوئی حق نہیں

"بھیا بھیا لوٹ آئی ہیں بھیا میں آپ کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ مجھے آپ کی ضرورت ہے بھیا پلیز آجائیں ایک بار آجائیں" وہ بلک بلک کر رو تا دیوار سے سر ٹکرائے لگا تبھی بی بی جان دروازہ کھول کر اندر آئی ہیں سامنے کے منظر نے انہیں ٹھٹھرا کر رکھ دیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



"بی بی جی یہ خط بڑے صاحب نے آپ کے لیے دیا تھا"

ملازمہ نے گم صم بیٹھی مہک کو مخاطب کیا مسلسل گریہ وزاری سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں سانولی رنگت مزید گہری ہونے لگی تھی وہ چونک کر ملازمہ کے ہاتھ میں پکڑے کاغذ کو دیکھنے لگی

"کس کو دیا تھا انہوں نے" وہ بے چین ہوا ٹھی تھی تبھی تیزی سے خط پکڑ کر پوچھنے لگی

"کرمو کو کہا تھا کہ آپ تک پہنچادیں مگر اسی روز دل کا دورہ پڑ گیا اور آپ خود ہی آگئی ہیں" ملازمہ تفصیل بتا رہی تھی مگر اسے خط کی طرف متوجہ پا کر باہر نکل گئی اس نے جلدی جلدی خط پڑھنا شروع کیا اس کی نظریں جوں جوں خط کی سطروں پر پڑ رہی تھیں اس کے چہرے کی رنگت متغیر ہونے لگی

"جب تک تمہیں یہ خط ملے گا شاید میں دنیا میں نہ رہوں میں نہیں چاہتا کہ اس حقیقت کے بعد تمہاری نفرت کا سامنا کروں جو کچھ میں کہنے جا رہا ہوں وہ ایسی حقیقت ہے جو آج تک خود سے بھی چھپاتا آیا ہوں ہما تہمی اور فیضان کو میں نے اپنی لالچی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک مضبوط پلاننگ کے تحت موت کے گھاٹ اتار دیا شاہ پور کے سردار ہونے کی حیثیت سے بہت سے لوگ اس حقیقت سے واقف ہونے کے باوجود مجھ سے سوال کی جرات نہ کر سکے فیضی سے حسد نے مجھ سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی تھی انسانیت نام کی شے شاید مجھ میں مفقود ہو چکی تھی تبھی بغیر سوچے سمجھے میں نے اپنی کامیابی کے لیے یہ جال بنا اور کامیاب بھی ہو گیا مگر آج مجھے احساس ہو اتب جب میں نے حیدر کو زندہ سلامت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا وہ ہو بہو فیضان لگا مگر فرق صرف اتنا تھا کہ فیضان کی آنکھوں میں نرمی اور محبت ہوتی تھی

جبکہ اس کی آنکھوں میں نفرت اور انتقام کے شعلے تھے وہ چاہتا تو مجھے مار سکتا تھا ختم کر کے اپنا بدلہ لے سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اس نے مجھے آزاد کر دیا جانتی ہو کیوں کیوں کہ اس کے باپ کو مجھ سے محبت تھی اس کے الفاظ راتوں کو مجھے چین نہیں لینے دیتے وہ سچ کہہ رہا تھا مجھے مارنے سے بہتر ہے وہ مجھے زندگی کی سزا دے اور یہ سزا مجھے موت سے بھی بدتر لگ رہی ہے

تمہی اور فیضان کا حصہ میں نے ان کے نام کر دیا ہے یہ میری وصیت ہے جس کی ایک کاپی میں نے اس خط کے ساتھ بھی اٹیچ کر دی ہے آخری بات حیدر کی قدر کرنا اس شخص سے زیادہ کوئی تمہیں عزت اور محبت نہ دے سکے گا تمہارا ابد نصیب باپ شہاب"

خط متواتر بہتے آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا وہ کتنے ہی لمحے بے یقینی سے خط کو دیکھے گئی اس کے حواس برف ہو گئے ایسا کیسے ہو سکتا تھا اتنا بڑا جھوٹ اتنا بڑا دھوکہ اس کا باپ قاتل تھا یہ سوچ ہی سوہان روح تھی جس باپ کو اس کے دل میں ایک اونچا مقام حاصل تھا آج کیسے ایک پل میں بکھر گیا تھا اس کا باپ نہ صرف اس کی ماں کا بلکہ اس کی محبت کا بھی قاتل تھا اور بجائے حیدر کی بے گناہی پر یقین کرنے کے وہ اسے انتقام کی

بھینت چڑھا آئی تھی

"یہ آپ نے کیا کیا" سکتے ٹوٹا تو وہ حواسوں میں واپس آئی "آپ نے اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی قاتل بنا دیا ایک قاتل کی بیٹی بھی قاتل اور خونی نکلی "وہ ہاتھوں میں چہرہ

چھپائے بلک پڑی

عشق میں غیرت جذبات نے رونے نہ دیا اور نہ کیا بات تھی کس بات نے رونے نہ دیا آپ کہتے تھے کہ رونے سے نہ بدلیں گے نصیب عمر بھر آپ کی اس بات نے رونے نہ دیا رونے والوں سے کہو ان کا بھی رونا رو لیں جن کو مجبوری حالات نے رونے نہ دیا تجھ سے مل کر ہمیں رونا تھا بہت رونا تھا تنگی وقت ملاقات نے رونے نہ دیا ایک دور روز کا صدمہ ہو تو رو لیں فاکر ہم کو ہر روز کے صدمات نے رونے نہ دیا

"ہادی کیا کر رہے ہو تم" بی جان نے سرعت سے آگے بڑھ کر اسے پیچھے کھینچا

"چھوڑیں مجھے چھوڑ دیں مر جانے دیں مجھے" وہ بے قابو ہوتا پھنکارا تھا بے حد طیش

میں انکے ہاتھ جھٹکتا سراسر انگی کی انتہا کو چھوتا وہ انہیں عجیب نظروں سے تنکنے لگانی جان کو

اس کی حالت چونکا گی

"کیا ہوا ہے ہادی مجھے بتاؤ" وہ ٹھہر سی گی تھیں

"یہ پوچھیں کیا نہیں ہو اسب ختم ہو گیا بی جان سب ختم ہو گیا" وہ وہیں دیوار کے ساتھ

ٹیک لگا کر نڈھال سا بیٹھ گیا گردن اکڑا کر چلتا دوستوں محفلوں کی جان ہادی شاہ آج
زمین پر بیٹھا بے بسی اور اذیت کی انتہاؤں کو چھو تا خود بھی بے یقین سا تھا جو کچھ اس نے
سنا اس حقیقت کو ماننے سے ذہن انکاری تھا دل نفی کر رہا تھا شد و مد سے

"آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ میں آپ کا سگا بیٹا نہیں ہوں بتائیں کیوں میری
شناخت چھپائے رکھی" اسکے لب کپکپا گئے تھے وہ سوال پر سوال کر رہا تھا جواب
مانگ رہا تھا بی جان کو اسکے الفاظ پر جھٹکا لگا

"تو تمہیں پتہ چل گیا" وہ گہرا متاسفانہ سانس بھر کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئیں

"میں نے حیدر سے وعدہ کیا تھا کہ تم سے یہ حقیقت چھپانے میں اس کا ساتھ دوں گی"

چند لمحوں بعد بی جان کی آواز سے سماعتوں میں اترتی محسوس ہوئی

"ویسے بھی ایسی شناخت کا کیا فائدہ جب بے نشان ہی رہنا ہو کیا فرق پڑتا ہے کہ تم کس

کے بیٹے ہو تمہارا اصل کیا ہے تمہیں یہ سوچنا چاہئے کہ تم نے ایک باعزت گھرانے

میں پرورش پائی ہے بہترین تعلیم حاصل کی ہے تمہیں زندگی کی ہر آسائش مہیا کی گئی رہی بات رشتوں کی تو مجھ سے کوئی رشتہ نہ سہی مگر میں نے کبھی تمہیں بیٹے سے کم نہیں سمجھا پھر حیدر بھی تو تھا وہ تو تمہارا سگ رشتہ تھا " وہ نرمی اور رسان سے سمجھا کر اس کی تکلیف کم کرنے کی کوشش کر رہی تھیں مگر وہ مزید اذیتوں میں گھرنے لگا

"میں کچھ نہیں سوچنا چاہتا بی جان کچھ جاننا نہیں چاہتا اس وقت میرے سینے میں آگ لگی ہے جی چاہتا ہے اسی آگ میں جل کر خاک ہو جاؤں ختم ہو جاؤں " انتہائی بے بسی سے کہتے وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا بی جان دھیرے سے پلٹی اور اس کے قریب بیٹھ کر محبت سے اس کا سراپے ساتھ لگا لیا کندھا پاتے ہی اس کا ضبط بری طرح بکھر گیا "چپ کر جاؤ ہادی میں سب جانتی ہوں " چند لمحوں بعد اس نے بی جان کو کہتے سنا وہ جھٹکے سے سراٹھا کر انہیں دیکھنے لگا

"جس دن حیدر نے نکاح کیا تھا اس نے مجھے فون کر کے بتایا تھا اس دن وہ کتنا خوش تھا اس کی آواز سے ہی ظاہر تھا مگر اسے خوشی شاید اس نہیں آتی تم نے جب اچانک جانے کی اطلاع دی تو مجھے خوشی ہوئی حیرت بھی تم حیدر کو سر پر اتر دینا چاہتے تھے مگر مجھے یقین تھا کہ تم خود سر پر اتر ہو جاؤ گے تمہاری بے رخی اور گھر چھوڑنے کا واقعہ بھی

میرے علم میں تھا اور یہ سب حیدر نے نہیں ہماری ملازمہ نے اگلے دن فون کر کے بتایا تھا میں بے حد حیران تھی لاکھ سوچنے پر بھی تمہارے رویے کا کوئی سرا میرے ہاتھ نہ آیا تھا تب میں نے حیدر سے بات کی تھی اسنے تمہارے الفاظ ہی دہرا کر میرے خدشے کی تصدیق کر دی تم مہرو میں انوالو تھے "وہیل بھر کور کیں ہادی شرمندگی سے نظریں نہ اٹھاسکا" مجھے حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ہوا تھا کہ محض چھوٹی سی بات پر تم نے جان چھڑکنے والے بھائی کی تڑپتی محبت کو بھی نظر انداز کر دیا یاد ہے جب تم چھوٹے سے تھے کیسے نخرے اٹھاتا تھا وہ تمہارے حالانکہ وہ عمر خود اس کے نخرے کرنے کی تھی تمہاری تکلیف پر تڑپنے والا تمہارے لیے اپنی خوشی برباد کرنے والا حیدر جب اپنے حصے کی خوشیوں وصول کرنے کا وقت آیا تو تم برداشت نہ کر سکے مجھے بہت افسوس ہوا تھا ہادی بے حد افسوس مگر میں خاموش رہی میں جانتی تھی تمہیں میری باتیں میرا سمجھانا برا لگے گا مگر تم اس وقت سمجھو گے جب حقیقت خود آئینے بن کر سامنے آئے گی "یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھیں جازم کو پاتال کی گہرائیوں میں دھکیل کر وہ کمرے سے نکل گئیں وہ اپنی جگہ سن بیٹھا رہ گیا



سکندر کو ہوش آ گیا تھا ڈاکٹر سے اجازت لے کر افضل صاحب اس سے ملنے آئے وہ سفید بستر پر آنکھیں موندے لیٹا تھا اتنے عرصے بعد اس چہرے کو دیکھ رہے تھے جہاں بہت کچھ بدل گیا تھا وہ وقت سے پہلے بوڑھا ہو گیا تھا کمزوری اور نقاہت نے آنکھوں کے گرد حلقے اور رنگت زرد کر دی تھی انہیں یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ یہ وہی سکندر ہے جسے وہ جانتے تھے وہ دھیرے دھیرے چلتے اس تک آئے

"سکندر" دھیمے لہجے میں سنبھل کر پکارا تھا سکندر نے فوراً آنکھیں واکیں کی ٹٹائیے خود پر جھکے اپنے بڑے بھائی کو دیکھتے رہے

"سکندر کیسی طبیعت ہے" انہوں نے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا وہ بے

اختیار ضبط کھو بیٹھا

"بھائی مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گی بھائی میں بہک گیا تھا سچ جھوٹ میں پہچان نہ کر سکا کیسے معافی مانگوں گا میں کیسے اور فیضی میرا رکتنا ذلیل کیا میں نے اسے چلا گیا وہ بھائی وہ چلا گیا" اس کی ہچکی بندھ گی افضل صاحب اسے خاموش کرواتے ہلکان ہو رہے تھے

"کتنا ٹرپا ہو گا وہ کتنا درد سہا ہو گا اس نے کتنا بد نصیب ہوں میں دوست کی قدر نہ کر سکا اور اس نے کیسی سزا دی ہمیشہ کے لیے روٹھ کر چلا گیا کہاں ڈھونڈوں گا اسے کہاں سے

لاؤں اپنا یار "آنسو تو اتر سے اس کا چہرہ بھگور ہے تھے

"چپ کر جاؤ سکندر بس کر دو" اسے تسلی دیتے دیتے افضل صاحب کی اپنی آنکھیں نم ہونے لگیں کیسے کہتے کیسے جتاتے اسے کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا ناقابل تلافی نقصان کر چکا ہے



رات ڈھل چکی تھی یہ اس حویلی میں اس کی آخری رات تھی ملازم دوپہر میں ہی جا چکے تھے وہ خالی خالی نظروں سے دیواروں کو تکے جا رہی تھی ان دیواروں میں اسے کئی چہرے دکھائی دینے لگے کچھ کا عکس واضح تھا اور کچھ وقت کی گرد میں اٹے دھندلا چکے تھے وہ نہیں جانتی تھی اب کہاں جائے گی اتنی بڑی دنیا میں کوئی جائے پناہ تھی بھی یا نہیں

اس کا ذہن مختلف سوچوں میں گھرنے لگا اس حویلی کے باہر موت تھی حیدر کی موت کوئی معمولی بات نہ تھی اس کے قاتل کی تلاش جاری ہوگی ایسے میں اس کا گھر سے باہر نکلنا کسی خطرے سے خالی ہر گز نہ تھا مگر کوئی چارہ بھی نہ تھا بالفرض حیدر زندہ بھی ہوتا تو کیا وہ اسے معاف کر دیتا ہر گز نہیں اس کے دماغ نے فوراً اس خیال کی نفی کی تھی اس

کی خشک ہو چکی آنکھوں میں پھر سے گرم سیال جمنے لگا



وہ علی کے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹی اسکی قلقاریوں سے محفوظ ہو رہی تھی وہ بار بار اس کی انگلی کو مٹھی میں دبا کر زور زور سے ہلا کر خوش ہو رہا تھا حور کا ذہن ہادی کی طرف چلا گیا وہ ہرٹ ہو اہو گا مجھے اس سے بات کرنی چاہئے اس سے پہلے کہ وہ اپنی سوچ کو عملی جامہ پہناتی عادل دروازہ کھول کر سیٹی بجاتا اندر داخل ہوا

"آپ کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ کسی کے کمرے میں بنا اجازت داخل نہیں ہوتے" حور نے اسے آداب سکھانا ضروری سمجھا

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ میرے بیٹے کا کمرہ ہے جب مرضی آؤں" وہ کون سا کم تھا بغیر برامنائے بولا حور ایک گھوری ڈال کر کرسی پر جا بیٹھی عادل اس کی چھوڑی جگہ پر دراز ہو گیا نظریں ہنوز اس ہر تھیں

"تم نے کبھی بتایا نہیں کہ حیدر تمہارا سگا بھائی ہے بڑے ہی میسنے ہو دو نونوں بہن بھائی بڑی پلاننگ کرنی پڑی دونوں کو اس گھر میں جگہ بنانے کے لیے واؤ آئی ریلی امپریسڈ

"وہ علی کو سینے پر لٹاتے ہوئے بولا حور نے مڑ کر اس کا چہرہ دیکھا آیا وہ مزاق تو نہیں کر رہا مگر وہ سنجیدہ تھا

"کیا مطلب ہے اس بات کا آپ کو یہ سب ڈرامہ لگ رہا ہے" اس کی بے تکی بات پر حور کو غصہ آیا تھا وہ جھٹکے سے اٹھی

"ہاں تو کیا غلط کہہ رہا ہوں" وہ بھی اٹھ کر عین اس کے سامنے آ گیا "کیا یہ سچ نہیں کہ تم نے مجھ سے چھپا یا حیدر نے بھی آج تک کہیں تمہارا ذکر تک نہیں کیا کہ تم جیسی مخلوق سے اس کا کوئی تعلق ہے صاف صاف ظاہر ہے بڑی چالاکی سے منصوبہ بندی کے تحت"

"بس کر جائیں" حور بات کاٹ کر چیخنی تھی ضبط سے اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا

"جب آپ پوری بات سے لاعلم ہیں تو آپ کو کوئی حق نہیں الزام لگانے کا اور اگر پھر بھی آپ کو ایسا لگتا ہے تو ٹھیک ہے جو مرضی سمجھیں مجھے ہر گز شوق نہیں آپ کے منہ لگنے کا" وہ پیر پٹختی باہر نکل گی عادل نے گہری سانس بھر کر بالوں میں ہاتھ پھیرا یقیناً حور ناراض ہو چکی تھی وہ اکثر اسے منانے کی کوشش میں مزید ناراض کر دیتا تھا یا سر ہی کی زبانی اسے معلوم ہوا تھا کہ حیدر اور حور سگے بہن بھائی ہیں اور فیضان شاہ جو کہ نہ

صرف حور کے والد تھے بلکہ سکندر کے بہترین دوست تھے اس کے خیال میں حور سب جانتی تھی اسے حور پر شدید غصہ آیا تھا جس نے اسے لاعلم رکھا اور اسی غصے میں وہ نہ جانے کیا کیا کہہ گیا تھا اور اب اسکی ناراضگی پر اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا

"اف ایک یہ لڑکی مجال ہے جو آرام سے کچھ برداشت کر لے"



"امی۔۔۔۔" نوائم نے ستارہ کا بازو ہلا کر اسے متوجہ کیا

"آ۔۔۔۔" ہاں "وہ جیسے گہری نیند سے جاگی تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے وہاں جانا ہے" اس نے انگلی سے کھڑکی سے باہر اشارہ کیا جہاں بڑے سے پول کے پاس رنگ برنگے پھولوں کا باغیچہ تھا یہ خواہش کوئی نی تو نہیں تھی وہ اکثر و بیشتر اظہار بھی کرتی رہتی تھی مگر ستارہ کے ڈپٹنے پر اسے خاموش ہونا پڑتا آج نہ جانے ستارہ کے دل میں کیا آئی اس نے ہامی بھری نوائم بری طرح خوش ہوئی تبھی دروازے کی دستک پر ستارہ چونک پڑی عرصہ ہو اس کے دروازے پر کسی نے دستک نہ دی تھی مگر آج وہ اٹھ کر دروازے تک آئی

"کون" جواب نداد دستک دوبارہ ہوئی مجبوراً

ستارہ کو دروازہ کھولنا پڑا سامنے کھڑے وجود پر نظر پڑتے ہی وہ لیکھت ساکت ہوئی
مقابل کی حالت اس سے بھی عجیب تھی دونوں کے لب خاموش مگر نگاہیں بے یقین
تھیں سب سے پہلے ستارہ کو ہوش آیا وہ تیزی سے دروازہ بند کرنے لگی مگر سکندر کی
دخل اندازی پر اسے رکنا پڑا

"ستارہ پلیز میری بات سن لو" وہ دروازے پر ہاتھ رکھے آنکھوں میں التجا لیے ایک بے
بس مجرم کی مانند سر جھکائے کھڑا تھا مگر ستارہ کو اس پر ترس نہ آیا تھا آتا بھی کیوں اور
کیسے اسکی بربادیوں کا ذمہ دار اسکے وجود اور کردار کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا ظالم
انسان اگر آج دگردوں حالت میں اسکے سامنے تھا تو کیسے وہ سب بھلا کر پھر سے اسے
استقبالیہ مسکراہٹ کی جلا بخش دیتی اتنا طرف اتنا حوصلہ تو نہ تھا اس میں ساری تلخیاں
زیادتیاں گزرے ہر درد کی مسافتوں کے رنگ پل بھر میں سمٹ کر اسکی آنکھوں میں آ
ٹھہرے

"دروازہ چھوڑیں اور چلے جائیں آپ یہاں سے" وہ اجنبی لہجے میں پھنکاری تھی

"امی" نوائم کی ڈری سہمی سی آواز کمرے میں گونجی جو کہ سکندر کے کانوں تک با

آسانی پہنچ گی تھی وہ تڑپ کر مزید ایک قدم آگے آیا

"ستارہ یہ۔۔" جاؤ یہاں سے "وہ اس کی بات درمیان میں کاٹ کر چلائی

"یہ یہ میری بیٹی ہے نا" وہ شاید اسے سن نہ رہا تھا ستارہ کو اس کی بات نے طیش دلا دیا

"نہیں نہیں ہے یہ تمہاری بیٹی گناہ یہ ایک گناہ ہے سنا تم نے وہ گناہ جسے تم نے اپنے سر

لینے سے انکار کر دیا تھا جانے کس بد نصیب بد کردار کی بیٹی ہے یہ تم کیا لینے آئے ہو اب

یہاں جاؤ چلے جاؤ چلے جاؤ" ستارہ کے الفاظ کسی چابک کی طرح لگے تھے وہ دروازہ اسکے

منہ پر بند کر کے پلٹ گی اسکا وجود مزید پچھتاؤں میں گھرنے لگا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاش وہ وقت کو موڑ سکتا کاش وہ ایسا نہ کرتا

کاش اس وقت فیضان سے سچائی معلوم کرنے کی کوشش کی ہوتی

ستارہ برحق تھی آج وہ کس حق سے اسے اپنی بیٹی کہہ رہا تھا اسے یہ سب سننا تھا وہی کاٹنا

تھا جو بویا تھا

"میں جا رہا ہوں سکندر ایک وقت آئے گا جب تمہیں میری بے گناہی پر یقین آئے گا

مگر اس وقت یہ دوست تمہیں کہیں نظر نہیں آئے گا" اسے بار بار ان الفاظ کی بازگشت

سنائی دینے لگی وہ سر ہاتھوں میں تھام کر مرے مرے قدموں سے واپس پلٹ گیا



"اف کیا مصیبت ہے" عادل کی جھنجھلائی ہوئی آواز کمرے میں گونجی علی کے رونے میں مزید شدت آگئی وہ اسے اٹھا کر زور زور سے ہلانے لگا جوں جوں وہ ہلاتا جا رہا تھا علی کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی اسے بچہ سنبھالنے کا کوئی تجربہ تو نہ تھا حور نے تب سے دوبارہ کمرے میں جھانک کر نہ دیکھا عادل کو مزید کوفت ہوئی

"چپ کر جا کہاں سے لاؤں تمہاری اماں کو" وہ اسے بہلانے کو بولا تھا مگر اپنے ہی الفاظ پر چونک گیا

"تو کیا میں اسے قبول کر چکا ہوں" اس نے خود سے پوچھا اور حیران رہ گیا دل و دماغ کی گواہی حور کے حق میں آئی تھی وہ اپنے خیالوں میں اس قدر گم تھا کہ کب ادینہ اندر داخل ہوئی اسے پتہ ہی نہ چلا چونکا تو تب جب ادینہ نے روتے ہوئے علی کو اس کے ہاتھوں سے لے لیا

"ارے تم۔۔۔ تم کب آئی" وہ حیرت سے پوچھنے لگا

"ابھی جب تم کسی سوچ میں مکمل کھوئے ہوئے تھے" وہ علی کو پیار کرتے ہوئے بولی

"ہاں وہ بس۔ چھوڑو کوئی کام تھا" وہ اب اسے تو نہیں بتا سکتا تھا کیا سوچ رہا تھا

"نہیں تو میں گزر رہی تھی علی کے رونے کی آواز سن کر چلی آئی خیریت ہے"

"ہاں بس حوری نہیں تھی ناتوا سے مس کر رہا تھا" اس کے لہجے میں محسوس کی جانے

والی محبت کی آمیزش تھی ادینہ اندر ہی اندر جل کر راکھ ہو گئی

"ہاں میں بھی کہوں اتنے عرصے میں کافی مانوس ہو گیا مگر اسے تو شاید کوئی فرق نہیں

پڑتا اس سے تبھی ساتھ لیے بغیر چلی گئی" اپنی طرف سے اس نے چنگھاڑی پھینکی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کہاں چلی گئی" عادل نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر پوچھا

"ارے تمہیں نہیں معلوم ابھی تو گئی ہے یا سر کے ساتھ جانے کہاں" عادل سمجھ گیا

یقیناً اس کی باتوں کو زیادہ سیریس لیا گیا تھا مگر اس طرح بغیر بتائے جانا سے غصہ دلا گیا

اس کے ماتھے پر پڑے بلوں کو دیکھ کر ادینہ دل ہی دل میں خوش ہونے لگی



"مجھے ایاز کے گھر کا ایڈریس چاہئے" حور اور یاسر لاونج میں موجود تھے بی جان انکی

خاطر تواضع کے لیے اٹھ کر کچن کی جانب چلی آئیں تھیں تبھی ہادی کے کہے گئے الفاظ نے دونوں کو دنگ کر دیا حور تو اس کی حالت دیکھ کر ہی پریشان ہوا اٹھی تھی کہاں ہسنے ہسانے والا ہس مکھ سا ہادی اور کہاں بے ترتیب حلیے اور اجڑی بکھری حالت میں اس کے سامنے بیٹھا ہادی وہ سمجھ نہ پائی تھی کہ ہادی اتنا شدید ری ایکشن کس لیے دے رہا ہے اور اب ایڈریس کا مطالبہ

"کیوں؟؟؟" حور کے سوال پر اس کا چہرہ مزید سرخ ہوا

"دیکھنا چاہتا ہوں ملنا چاہتا ہوں آخر میرا باپ ہے وہ" وہ خشک لہجے میں بولا تھا ساتھ ہی لب سختی سے بھیج لیے

"ہادی" حور تڑپ اٹھی

"پلیز کوئی بھی مجھے روکنے کی کوشش مت کرے کیونکہ میں نہیں رکوں گا" سرد مہری سے کہتا وہ اٹھ گیا تھا حور اس کے پیچھے لپکی

"ہادی رکو سنو" وہ اس کے پیچھے کمرے تک آئی وہ رخ موڑے بغیر اسے دیکھے سامنے

پینٹنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا

"کیوں کر رہے ہو ایسا؟؟؟ کیا تم چھوڑ جاؤ گے ہمیں کیا تم واقع چلے جاؤ گے" حور کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اس کا خدشہ مچل کر زبان پر آ گیا ہادی نے آنکھیں میچ لیں

"بولونا" وہ جواب پر مصر تھی

"آپ جانتی ہیں مہک کون ہے؟؟" اس نے جواب کی بجائے سوال کر ڈالا تھا

"کون ہے؟؟"

"مہک۔ مہک۔ مہک شاید آپ نے اس کا نام صحیح سے پڑھا نہیں تھا اس کی بک پر یہ نام میں نے پڑھا تھا مگر نظر انداز کر دیا کیونکہ یہ قابل غور بات نہ تھی جب بی جان کو چھوڑ کر

پاکستان آیا تو ملازمہ کے منہ سے مہر و کا نام سن کر چونک گیا میری اطلاع کے مطابق بھیا

نے نایاب کی کزن مہک سے شادی کی تھی جب بھیا کے ساتھ ایک ہی ڈائمنگ ٹیبل پر

ناشتہ کرتی لڑکی کو دیکھا تو مجھے حیرت کا شدید جھٹکا لگا اور اب آپ کی ماں کے منہ سے

مہک مہر کا نام سن کر مجھے حقیقت بخوبی سمجھ آ گئی وہی مہک مہر جو آپ کی اکلوتی دوست

تھی وہی آپ کے بابا کے قاتل کی بیٹی ہے وہی بھیا کی بچپن کی منگیترا اور اب ان کی بیوی

ہے" جوں جوں وہ بولتا جا رہا تھا حور کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں وہ

خاموش ہو تو حور کے سن ہوتے حواس واپس لوٹے

"مہک کی بھیا سے شادی ناممکن بھیا نے مجھے کیوں بے خبر رکھا" وہ وہیں گم صم سی

صوفے پے بیٹھ گی ہادی نے بغیر جواب دیئے اگلا سوال کر ڈالا

"کیا ہمیں ان سے ملنا چاہئے؟؟"

"ہر گز نہیں وہ قاتل کی بیٹی ہے میرے بابا کو مارا اس کے باپ نے تمہاری ماں کو مار دیا

اور تم کہہ رہے ہو کہ اس سے ملیں اور ہادی تم بھول گئے اسے تم تو" وہ جانے کیا

کہنے چلی تھی ہادی سرعت سے پلٹ کر اس کی بات کاٹ گیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھابھی ہیں ہماری وہ قابل احترام ہیں ہمارے لیے ویسے بھی اس قتل میں ان کا کوئی

قصور نہ تھا" وہ اتنی مضبوطی سے بولا کہ حور مزید کچھ پل بولنے کی ہمت ہی نہ کر سکی

"رہی میری بات تو وہ میری کچی عمر کی نادانی تھی جسے میں بھول چکا ہوں اب وہ صرف

میرے لیے قابل عزت ہیں"

"لیکن اب تو بھیا نہیں رہے" وہ اسے جانچ رہی تھی جسے سمجھ کر ہادی کچھ پل ہل نہ سکا

"نہیں ہر گز نہیں بھیا زندہ ہیں وہ نہیں جاسکتے میرا دل کہتا ہے وہ زندہ ہیں" اس کی

آنکھوں میں وحشت اتری تھی اس نے بے حد طیش میں آکر پینٹنگ اتار کر زمین پر
دے ماری کانچ زمین پر ادھر ادھر بکھر گیا

"اگر ایسا نہیں بھی ہے تو بھی یہ ناممکن ہے آپنی دوبارہ کبھی مت کہیے گا" یہ کہہ کر وہ رکا
نہیں تھا اس کے جواب پر حور کے تپتے جلتے دل کو کچھ تسلی ہوئی



نواب ولایت سب ناشتے کی میز پر جمع تھے افضل صاحب سکندر کا ہاتھ تھام کر میز تک

لائے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیسے ہیں اب آپ" شکیلہ نے خوشامدی لہجے میں پوچھا

"ٹھیک ہوں" وہ مدھم سا جواب دے کر کرسی پر ٹک گیا بار بار بھٹک کر اس کی نگاہیں

میز پر موجود نفوس پر جاتیں پھر نامراد لوٹ آتیں جس وجود کو اس کی نگاہیں تلاش کر

رہی تھیں وہ وہاں موجود نہ تھا وہ اندر ہی اندر پریشان ہوا "شاید میری وجہ سے" اس کا

ملال بڑھنے لگا تبھی شکیلہ کی تیز آواز پر اس کا رتکا زٹوٹا

"ستارہ کہاں ہے اسے کہو چائے لائے" شکیلہ کا لہجہ تحکمانہ تھا اس کا منہ حیرت سے کھل

گیا افضل صاحب نے چور نظروں سے سکندر کے الجھے تاثرات کو دیکھا تھا

"بابا" عقب سے آتی آواز پر سب نے چونک کر تعاقب میں دیکھا جہاں انامتہ کے ساتھ ایک لڑکی کھڑی تھی جسے دیکھ کر ندرت اور شکیلہ کے چہرے پر ناگواری در آئی سکندر نشست چھوڑ کر کھڑا ہو گیا

"بابا دیکھیں تو کس کو لائی ہوں میں" روشن چہرے کے ساتھ وہ جوش سے کہتی کھل کر مسکرائی ساتھ ہی نوائم کا ہاتھ تھام کر سکندر کے مقابل لے آئی نوائم معصومیت سے بڑی بڑی آنکھیں کھول کر سب کو باری باری دیکھ رہی تھی انامتہ نے تعارف کا تکلف کرنا ضروری سمجھا

"بابا یہ نوائم ہے میری بہن" اس نے گویا دھماکہ کیا تھا سب کے منہ کھل گئے ندرت اور شکیلہ سکندر کی ایکشن دیکھنے کو بے چین تھیں جو یک ٹک نوائم کو تکے جا رہا تھا انہیں یقین تھا کہ سکندر نوائم کو دھتکار دے گا اپنی نفرت کا اظہار سرعام کرنے سے بھی باز نہ آئے گا مگر ہنوز سکندر کو جمادیکھ کر انکی پریشانی اور بے قراری بڑھنے لگی کچھ توقف کے بعد جو الفاظ سکندر کے منہ سے ادا ہوئے وہ ان پر آسمان بن کر گرے باقی سب کا رد عمل بھی ان دونوں سے مختلف نہ تھا

"میری بیٹی میری گڑیا" وہ اسے سینے سے لگائے زار و قطار رونے لگا بھی سب پہلے جھٹکے

سے ہی نہ سنبھلے تھے جب ستارہ دندناتی ہوئی وہاں پہنچ گئی

"نوائم" وہ اتنی زور سے چلائی تھی کہ نوائم ڈر کر سکندر سے الگ ہوتی سہمی نظروں

سے ماں کو تکنے لگی جو غمیض و غضب کا طوفان بنی ہوئی تھی

"کیوں آئی ہو تم یہاں" وہ قدم اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی کچھ بعید نہ تھا کہ وہ

اسے دھنک کر رکھ دیتی مگر انامتہ کی مداخلت پر انہیں رکنہ پڑا

"مما میں" "نہیں ہوں میں تمہاری ممما" وہ سختی سے اسے درمیان میں ہی ٹوک گئیں

مارے اہانت کے انامتہ کے گال دہکنے لگے

"آنٹی نوائم کو میں بابا سے ملانے" ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی شدید غصے

میں ستارہ کا ہاتھ اٹھا اور اس کے گال پر جم گیا انامتہ صدمے سے گنگ ہو گئی

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری کان کھول کر سن لو میری بات تم باپ بیٹی اور اسے ذہن نشین

بھی کر لو میں اسے اسی تاریک کمرے میں دفن تو سکتی ہوں مگر اس کے وجود سے

تمہارے باپ کے سینے میں ٹھنڈک پڑنے کی اجازت ہر گز نہ دوں گی کم از کم میری

زندگی میں تو یہ ممکن نہیں "ان کی آنکھوں سے نفرت کے شعلے لپک رہے تھے اور الفاظ اس سے زیادہ زہر خند تھے انامتہ کی نم آنکھوں اور سکندر کی سفید پڑتی رنگت کو نظر انداز کرتی سب کو حیران پریشان چھوڑ کر نوائم کا ہاتھ تھام کر وہاں سے چلی گئی افضل صاحب نے آگے بڑھ کر سختی سے سکندر کا بازو تھام کر اپنی طرف متوجہ کیا



دستک پر زویا ہاتھ صاف کرتی دروازے تک آئی ایک خوش شکل اور خوش پوشاک

نوجوان دروازے میں ایستادہ تھا

"آپ کون" زویا نے سر تا پیر دیکھ کر پوچھا وہ چند لمحے لب بھینچے خاموشی سے زویا کا چہرہ دیکھتا رہا یہ عورت اس کے باپ کے گناہوں میں برابر کی شریک تھی مگر وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا وجہ صاف تھی زویا حیدر کی ماں تھی اور حیدر اس کی نظریں خود بخود احترام سے جھک گئیں

"ہادی" آواز اتنی مدہم تھی کہ بمشکل زویا کے کانوں تک پہنچ پائی خلاف توقع اس کا رد عمل کچھ خاص نہ تھا شاید حور کی زبانی انہیں حقیقت معلوم ہو چکی تھی وہ خاموشی سے دروازے سے ہٹ گئیں یہ ایک چھوٹا سا گھر تھا کچن کے نام پر کچا کمرہ آگے صحن

اور ایک مکان وہ اسے کمرے میں ہی لے آئیں جہاں دو چار پائیاں بچھی تھیں جس میں سے ایک پر ایک کمزور بوڑھا شخص کھانس کھانس کر بے حال ہو رہا تھا یقیناً وہ ایاز شاہ تھا زویانے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ بیٹھنے تو نہ آیا تھا

"ایاز" اسے ہنوز کھڑا دیکھ کر زویانے ایاز کو پکارا وہ سرخ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا ایک اجنبی شخص کو کمرے میں دیکھ کر اسے حیرت ہوئی ہادی کی نگاہیں خود پر دیکھ کر اسے پوچھنا پڑا

"کون ہے یہ" وہ اسے پہچان نہ پایا تھا پہچانتا بھی کیسے عرصہ ہو اس وجود کو بھلائے ہوئے

"یہ ہادی ہے تمہارا اور تمہی کا بیٹا" زویانے تعارف پورا کیا ایاز فوراً کھڑا ہو گیا

"جھوٹ جھوٹ بولتی ہو تم" وہ جانے کیوں چیخنے لگا تھا ہادی کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی "ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ تو مر گیا تھا اپنی ماں کے ساتھ ہی مر گیا تھا یہ کون ہے جسے میرا بیٹا بنا رہی ہو پہلے تیرا بیٹا زندہ ہوا پھر میرا خوب سمجھتا ہوں تیرے ڈرامے" وہ زویا پر برس رہا تھا وہ خاموشی سے سر جھکائے لب کاٹتی رہی

"پتہ نہیں کس کا گندا اٹھا کر لے آئی"

"بسسس" ہادی نے ہاتھ اٹھا کر تیزی سے اس کی بات کاٹی ایاز کو خاموش ہونا پڑا
 "خاموش ہو جا ایسا نہ ہو کہ میں یہ ذرا سا لحاظ بھی بھلا دوں جو اس رشتے کے قواعد پر
 مجبور ہو کر برداشت کر رہا ہوں اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ میں منہ میں زبان نہیں
 رکھتا تو نے میری ماں کے ساتھ کیا کیا تو نے دوستی کے نام پر کیا کیا تو نے میرے وجود
 سے کتنے فوائد حاصل کرنا چاہے میں سب جان گیا ہوں ایک ایک لفظ یہاں یہاں"
 اس نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا "یہاں اتر ہے اور آج یہیں دفن بھی کر کے
 جاؤں گا" وہ مضبوطی سے کہتا مٹھیاں بھینچ گیا اسکی آنکھیں لہو چھلکانے لگی تھیں تیز تیز
 چلتے تنفس پر قابو پاتے اسنے ایاز کی طرف دیکھا۔



"جانتے ہو کس نے بچا یا مجھے موت کے ہاتھوں سے کس نے اپنی آغوش میں پناہ دی
 کس نے اس قابل بنایا کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاؤں جانتے ہو کس کی احسان مند ہے
 میری زندگی میری ایک ایک سانس اسی کی جس کے باپ کو تم نے اپنی لالچی فطرت
 کے ہاتھوں کنویں میں دھکیلنا چاہا ہاں اسی نے فیضان شاہ کے بیٹے نے حیدر شاہ نے" وہ

ایک کے بعد ایک راز افشاں کر رہا تھا ایاز حیرت کے جھٹکے سے سنبھلا
 "اچھا" اس نے اچھا کو کافی لمبا کھینچا "میرے بیٹے کو اتنا عرصہ مجھ سے دور رکھا اور تو اور
 مجھ سے بد ظن بھی کر دیا اور اس مقام پر لے آیا کہ وہ آج میرے سامنے کھڑا ہے
 خبیث بے غیرت انسان مل جائے مجھے یہ کمینے کا "اس سے پہلے کہ وہ مزید زہرا گلتا ہادی
 نے بے حد مشتعل ہو کر اس کا گریبان تھام لیا اسکی حرکت پر ایاز کچھ لمحے ہلنے کے
 قابل نہ رہا

"آخری بار یہ صرف پہلی اور آخری بار تھا ایاز صاحب دوبارہ میں برداشت نہیں کروں
 گا" وہ تڑپ ہی تو گیا تھا سینے میں آگ بھڑکی تھی بیٹے کے ہاتھ باپ کے گریبان پر تھے
 یہ مکافات عمل تھا ایاز کی بے یقین نگاہوں رنگتی ہوئیں اسکے ہاتھوں سے چہرے تک کا
 سفر کر رہی تھیں زویا کے چہرے پر پھیلا تمسخر اسے اپنی پشت پر محسوس ہو رہا تھا۔

"بھول جاؤں گا کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوں میں ہر اس بات کو فراموش کر دوں گا
 کہ میرا تم سے کیا رشتہ ہے میں کس کا خون ہوں خون اپنا اثر ضرور دکھاتا ہے فرق
 صرف اتنا ہے کہ میری پرورش اچھے ہاتھوں میں ہوئی ایک بد کردار اور جواری کے
 ہاتھوں نہیں" وہ چیخ رہا تھا مگر آگ کم ہونے میں نہ آرہی تھی "میں دیکھنے آیا تھا کیسا ہے

وہ شخص جو کہنے کو میرا باپ ہے " وہ بغیر موقع دیے بول رہا تھا یہ پہلا موقع تھا کہ ایاز خاموش کھڑا تھا کیونکہ مقابل کوئی اور نہیں اس کا بیٹا تھا دل کی بھڑاس نکال کر وہ وہاں رکا نہیں تھا ایاز نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے پاؤں پکڑے محبت سے سختی سے ہر حربہ آزما لیا مگر اسکی نہ ہاں میں نہ بدلی تھی



"کیا معاملہ ہے" سکندر صاحب کے درشتی سے استفسار پر اسے بتانا پڑا تھا سب افراد کی موجودگی میں وہ اس راز سے پردہ اٹھا رہا تھا جسے سننے کی تاب کسی میں نہ تھی وقار کا چہرہ دہکنے لگا تھا کچھ بعید نہ تھا کہ وہ اس کا حشر بگاڑ دیتا جس کی وجہ سے وہ اتنے سالوں اپنی معصوم بہن پر ظلم ڈھاتا رہا

"جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو" افضل صاحب گرجے تھے سکندر نے آنکھیں میچ لیں
 "جانتے ہو کیا کہیہ ہے تم نے؟؟ تمہاری وجہ سے ایک معصوم لڑکی کی زندگی برباد ہوگی"
 "جانتا ہوں" وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے اقرار کرنے لگا "انتقام میں اندھا ہو گیا تھا
 میں فیضی اور ستارہ کی ایک دوسرے میں " وہ اپنی صفائی میں بول رہا تھا کہ افضل
 صاحب نے ہاتھ اٹھا کر خاموش کر دیا

"خاموش ہو جاؤ مجھے مت بتاؤ کیا ہوا تھا اور کیوں ہوا تھا اس سب کے بعد تمہارے یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں جہاں سے آئے ہو واپس چلے جاؤ کبھی نہ آنے کے لیے نواب والا کے دروازے تم پر ہمیشہ ہمیشہ لے لیے بند ہیں چلے جاؤ سکندر میں تمہاری شکل دیکھنا نہیں چاہتا" وہ منصف بے رحم جج کی مانند حکم سنار ہے تھے سکندر کے چہرے پر اترتی شرمندگی اور اذیت بھی انہیں اس فیصلے سے باز نہ رکھ سکی



وہ گھر سے نکل کر پیدل ہی سڑک پر چلنے لگا اذیت ہی اذیت تھی جو اس کے رگوں میں اترتی جا رہی تھی وہ گاڑی ساتھ نہ لایا تھا آج وہ ایک بے حد عام انسان کی طرح اس گھر کے دروازے تک سفر کر کے پہنچا تھا جس پر پہنچ کر بھی اس کے دل میں کوئی جذبہ کوئی کھیچاؤ محسوس نہ ہوا تھا دل بالکل خالی تھا اسے چہرے پر گیلے پن کا احساس ہوا نظر اٹھا کر آسمان پر دیکھا جسے کالی گھٹاؤں نے ڈھانپ رکھا تھا وہ یونہی بغیر پلک جھپکے برستے بادلوں کو تکتے لگا سے یاد تھا حیدر کو بارش بہت پسند تھی لیکن دیکھنے کی حد تک وہ گھنٹوں برستے مینہ کو دیکھا کرتا تھا جبکہ ہادی کو بارش میں نہانا لطف دیتا تھا مگر آج اسے بارش بے حد بری لگ رہی تھی اسے بھینگنا لطف اندوز نہ کر رہا تھا

"ہادی مت نہایا کرو بارش میں" اسے حیدر کی محبت بھری تنبیہ یاد آئی تھی اس کی آنکھیں بھینگنے لگی کتنی محبت کتنی خوشیاں ملی تھیں اسے مگر وہ ناشکرانگلا اس کے دل میں ایک پھانس سی تھی جسے چاہ کر بھی وہ نکال نہیں پارہا تھا یکدم ہی ایک خیال بجلی کی تیزی سے اس کے دماغ میں کوند ابقول یا سر حیدر کی موت ایک حادثہ تھی مگر کیسے؟؟؟ وہ ذہن کے گھوڑے دو راتا باتوں باتوں میں مزید الجھتا چلا جا رہا تھا

— کبھی اشک میں کبھی لہجے میں رواں ہوتا ہے!!!!



اس نے رکشے سے اتر کر کرایہ ادا کیا اور چادر بیگ سنبھالتی آگے بڑھنے لگی جب ہلکی ہلکی بوندیں ٹپکنا شروع ہوئیں وہ گھبرا گئی یہ روڈ سے کچھ دور جگہ تھی جہاں سواری ملنا ممکن نہ تھا اپنی ضروری چیزیں سمیٹ کر وہ حویلی چھوڑ آئی تھی یہاں شہر سے دور اس کی پرانی دوست کا گھر تھا اس سے بات کر کے کچھ دن رہنے کی اجازت پاتے ہی وہ نکل پڑی تھی مگر اب بے وقت بارش وہ جھنجھلا گئی ایک گھننے درخت کو دیکھ کر اسے کچھ سکون ہوا وہ بارش سے بچتی بچاتی درخت کے نیچے آٹھری تھی ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ

سفید رنگ کی چمکتی مر سڈیزا سے اپنی اوڑھ آتی دکھائی دی پہلے تو وہ حیران ہوئی مگر اگلا احساس جو دل میں ابھرا وہ ڈر کا تھا یقیناً اس کا پیچھا کیا جا رہا تھا اس کا دل سوکھے پتے کی مانند کانپنے لگا کار عین اس کے سامنے آر کی اندر سے نکلنے والے شخص کو دیکھ کر اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا یہ شخص اسے ہر گز نہ بھولا تھا یا سر آہستہ آہستہ چلتا اس کے قریب آ گیا

"السلام علیکم بھابھی" یہ دوسرا جھٹکا تھا اتنا نرم اور

بادب لہجہ اسے سکتے میں ڈال گیا
 "آئیے میرے ساتھ چلیے میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں" اس نے رساں سے کہہ کر بیگ
 مہک کے ہاتھ سے لے لیا مہک بغیر سوچے سمجھے کسی ربوٹ کی طرح اس کے پیچھے چلنے لگی



سکندر آج پھر ستارہ کے درپر آیا تھا دستک کی زوردار آواز پر بھی ستارہ نے ان سنا کر دیا
 "ستارہ میں جانتا ہوں تم یہاں ہو ایک بار میری بات سن لو۔ پلیز ستارہ میں جانتا ہوں

میں گنہگار ہوں مجرم ہوں مگر ایک موقع تو دو میں تمہارے قدموں میں گر کر معافی مانگ لوں گا صرف ایک بار ستارہ دروازہ کھول دو " وہ گڑ گڑا کر منتیں کر رہا تھا ستارہ غیر محسوس انداز میں دروازے کی طرف بڑھی

"جو ہو غلط فہمی کی بنیاد پر ہو امانتا ہوں میں غلط تھا مجھے اعتماد کرنا چاہئے تھا تمہارے اور فیضان کا مجرم ہوں فیضان تو چلا گیا بغیر منانے کا موقع دیے مگر تم تو موقع دو ستارہ تمہیں بابا کی قسم صرف ایک بار مجھے معاف کر دو " ستارہ کی آنکھوں نے برسنا شروع کر دیا وہ بند دروازے سے سرٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی اس کی ہچکیوں کی آواز سکندر تک بخوبی پہنچ رہی تھی اسکا ملال بڑھنے لگا تھا چند لمحے دونوں طرف خاموشی چھائی رہی پھر سکندر کی بھیگی آواز نے اسے سن کر دیا " تم صحیح ہو ستارہ اتنا سب کرنے کے بعد شاید میں معافی کے قابل نہیں رہا افضل بھائی نے صحیح سزا سنائی ہے مجھے اس حویلی سے تم سے نوائم سے دور چلے جانا چاہئے یہاں میری کوئی جگہ نہیں ہے معافی کے سبب در مجھ پر بند ہیں لیکن جانے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہوں گا ایک بار۔۔۔۔۔ صرف ایک بار مجھے نوائم سے ملنے دو اس کی معصوم صورت کو جی بھر کے دیکھنے دو میرا وعدہ ہے تم سے میں یہاں سے بہت دور چلا جاؤں گا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کبھی نہ آنے کے لیے "

بات پوری ہوئی تو پھر سے خاموشی چھاگی دور ہوتے قدموں کی چاپ نے ستارہ کو
جھنجھور ڈالا وہ سرعت سے دروازہ کھول کر باہر نکلی

وہ اک لڑکی جانتے ہو تم؟ وہی، جو بے توجہی کے سبب ہمیشہ بے اصول رہتی تھی وہ اک
لڑکی جانتے ہو تم؟ وہ جسے نیند بہت پیاری تھی وہ جو ایک خواب کے اثر میں تھی وہ جو لا
علم رہی منزل سے وہی جو عمر بھر سفر میں تھی جس نے خوشبو کی تمنا کی تھی، اور
روندھے گلاب پائے تھے جس نے اپنی ہی نیکیوں کے سبب رفتہ رفتہ عذاب پائے تھے
وہ جس کا دین، بس محبت تھا وہ جس کا ایمان و فائیں تھیں

یا سر مہک کو لیے فلیٹ میں چلا آیا دو کمروں پر مشتمل یہ ایک خوبصورت سافلیٹ تھا
مہک نے حیرانی سے پہلے فلیٹ کو پھر یا سر کو دیکھا وہ اس کی حیرانی بھانپ گیا تھا تبھی
دھیمے لہجے میں بتانے لگا

"یوں سمجھیے یہ آپ کا ہی فلیٹ ہے یہ رہی کیز یہاں ضرورت کی ہر چیز دستیاب ہے اگر
کچھ اور چاہیے ہو تو۔۔" وہ اسے ہدایات دے رہا تھا جب مہک نے اس کی بات کاٹی

"آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟؟؟"

"کیونکہ آپ میرے بھائیوں جیسے دوست کی بیوی ہیں ہمارے لیے بے حد قابل احترام ہیں آپ میں نہیں چاہتا آپ در بدر ہوں یہ فلیٹ حیدر کی ملکیت ہے لہذا اس لحاظ سے آپ کا اپنا ہی ہوا امید ہے آپ سمجھ گی ہوں گی چلتا ہوں خدا حافظ" وہ اس کا بیگ ٹیبل پر رکھ کر پلٹ گیا مہک ابھی تک حیرت کے زیر اثر وہیں کھڑی تھی خلاف توقع کوئی سوال جواب نہ کیا گیا تھا پوری بات میں کہیں طنز کی کاٹ بھی موجود نہ تھی کیوں؟؟؟ اگر ذرا سا یاسر کے لفظوں پر دھیان دیتی تو اس کیوں کا مطلب بخوبی جان لیتی

"آپ میرے سوال کا جواب دیں" ہادی اٹھ کر یاسر کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے

کھوجتی نگاہوں سے دیکھتا سپاٹ لہجے میں کہنے لگا یاسر نے حیرت سے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اس کے انداز اور تیور بدلے بدلے سے تھے جو اس میں ایک نئی تبدیلی سے روشناس کروا رہے تھے اگر کوئی بھی اسے دیکھ لیتا تو یقیناً چونک جاتا آج کے ہادی میں کچھ ماہ پہلے کے ہادی کی کوئی جھلک نہ تھی نہ شوخی نہ الہڑپن۔۔۔۔۔ مستی اور شرارتوں بھری نگاہوں میں آج صرف خالی پن تھا انداز میں اک ٹھراؤ تھا قدموں سے تھکن لپٹی

تھی آنکھوں سے وحشت چھلکتی تھی

"کیا پوچھنا ہے"

"وہ سب جو آپ جانتے ہیں اور ہم سے چھپا رہے ہیں" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈالے کہہ رہا تھا ایک لمحے کو تو یا سرگڑ بڑا گیا "کیا مطلب کیا چھپا رہا ہوں"

"یہ آپ جانتے ہیں اور آپ ہی بتائیں گے کیونکہ آج میں حقیقت سنے بغیر یہاں سے

نہیں جاؤں گا کون تھا ان کی موت کا ذمہ دار؟؟ کیا وجہ تھی؟؟ کیسے ہو سب؟؟ آپ کو

سب بتانا ہو گا آپ کو ہم سے حقیقت چھپانے کا کوئی حق نہیں ہمارا جو رشتہ ہے وہ آپ کا

ہر گز نہ تھا تو کس حق سے

"بکو اس بند کرو اپنی تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو شرم آنی چاہئے تمہیں آج حق جتاتے

ہوئے تب کہاں تھا یہ حق یہ رشتہ جب اس ہی بھائی کی موت پر تم بہت ریلکس تھے

تمہاری آنکھوں سے ایک قطرہ نہ ٹپکا تھا تب کہاں تھی تمہاری سوئی ہوئی یہ محبت اور

کون سے رشتے کی بات کر رہے ہو تم شاید تم بھول رہے ہو" وہ پیل بھر کور کا ٹیبل پر

ہاتھ رکھے آگے کوچھکا اور ہادی کی سرخ آنکھوں میں جھانک کر مزید گویا ہوا

"وہ تمہارا سگا بھائی نہ تھا" یاسر کے الفاظ اسے کسی چابک کی طرح لگے تھے اس کے چہرے کا رنگ یکدم ہی سفید پڑا مگر یاسر اس سب سے قطعاً بے نیاز بولے جا رہا تھا

"آج تمہیں حقیقت معلوم ہوئی تو اس کی محبت میں دوڑے چلے آئے اس وقت ذرا سی غلط فہمی پر تم نے منہ موڑ لیا تھا اچھا ہوا مر گیا ورنہ ساری زندگی اس کی محبتوں کو حق سمجھ کر ہی وصول کرتے رہتے تم" چند دن پہلے اسی کے منہ سے نکلے الفاظ آج پھر سے دہرائے گئے تھے ہادی کا دل ڈوب کر ابھرا وہ ایک نظر ہادی پر ڈال کر ٹیبل سے چابیاں اٹھاتا باہر نکل گیا



عادل رات سے حور کو کال کر رہا تھا مگر وہ جان کر انجان بنی رہی اب متواتر سے بچتے فون کو وہ نظر انداز نہ کر پائی تھی

"ہیلو" آواز سے بے زاری صاف ظاہر تھی دوسری طرف عادل نے کال پک ہونے پر شکر ادا کیا

"کیسی ہو" ملائمت سے پوچھا گیا حور نے برا سا منہ بنایا

"آپ سے زیادہ اچھی اور پیاری الحمد للہ" وہ اترائی تھی عادل دل ہی دل میں کلسا مگر

جب بولا لہجہ پہلے سے بھی نرم تھا

"وہ تو آپ ہیں مائی ڈیر وائف"

"کیوں کال کی؟" حور نے بے نیازی دکھانا فرض سمجھا آخر وہ اس سے ناراض تھی اتنا تو

حق بنتا تھا

"تم بغیر بتائے چلی آئیں اتنی لاپرواہی علی کا بھی نہ سوچا" علی کے ذکر پر وہ کچھ مدھم

پڑی اس میں کوئی شک نہ تھا کہ وہ اس کے ننھے وجود کی عادی ہو چکی تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حوری" عادل کی آواز ابھری جس میں بے قراری پنہاں تھی

"ہاں" وہ جیسے کسی خیال سے چونکی تبھی اپنے نام کی بگڑی حالت محسوس نہ کر سکی

"میں انکل سے اجازت لے کر آئی ہوں" وہ ہٹ دھرمی سے گویا ہوئی عادل کو خواہ

مخوہ غصہ آیا

"اگر تمہیں یاد ہو تو میں تمہارا شوہر ہوں مجھ سے اجازت تو دور کی بات بتانا بھی

ضروری نہیں سمجھا" عادل کی بھاری گھمبیر دار آواز میں غصے کی جھلک نمایاں تھی حور کو

شرمندگی نے آن لیا واقع اس نے غلطی کی تھی مگر اب وہ غلطی مان کر اسے مزید باتیں کرنے کا موقع نہیں دے سکتی تھی تبھی اس سے زیادہ غصیلی آواز میں بولی

"میں گی خود ہوں تو آ بھی جاؤں گی آپ اپنے دماغ کو خواہ مخواہ کی فکروں میں مت الجھائیں ویسے بھی ڈرامہ باز لوگوں سے آپ کا دور رہنا ہی بہتر ہے" اسے گھر چھوڑنے کی اصل وجہ بھی یاد آگئی تھی دوسری طرف عادل غیر محسوس طریقے سے مسکرایا

نگاہوں میں اس کا تپا تپا سا چہرہ گھوم گیا

"واقع ہی دنیا بڑی ڈرامہ باز ہے مجھ جیسے معصوم لوگوں کو باسانی بے وقوف بنا کر اپنی اداؤں کے جال میں یوں الجھاتیں ہیں کہ بیچارہ دل اپنی جگہ کراہ کر رہ جاتا ہے" وہ اپنی ہی دھن میں لگا ہوا تھا حور نے تڑاخ سے فون بند کر دیا مگر کچھ ہی دیر بعد موصول ہونے والے میسج نے اسے اچھا خاصہ تپا دیا تھا

"میں تمہارے گھر کے لاؤنج میں موجود ہوں دو منٹ ہیں تمہارے پاس فوراً نیچے آؤ"

"وہ دل ہی دل میں اسے ڈھیروں گالیوں سے نوازتی دروازے کی طرف بڑھ گئی"



"مجھے آپ سے بات کرنی ہے" افضل صاحب ہاتھ کی مٹھی کو تھوڑی کے نیچے ٹکائے

کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھے ستارہ کی آواز پر چونک کر سر اٹھایا

"ہاں آؤ بیٹھو" وہ اسے صوفے کی طرف اشارہ کرتے سیدھے ہوئے

"آپ نے سکندر کو یہاں سے جانے کا کہا" وہ بیٹھتے ہی بولی

"ہاں میں نے یہی کہا" ان کی آنکھوں میں الجھن صاف دکھائی دے رہی تھی وہ شاید

مطلب نہ سمجھے تھے

"اگر بابا زندہ ہوتے تو وہ شاید کبھی ایسا نہ چاہتے" وہ کیا اور کیوں کہہ رہی تھی شاید وہ

خود بھی نہ جانتی تھی سکندر کی بے قرار آواز اور پھر سے اسکے در بدر ہونے کا سن کر اس

کی بے مول محبت گوارا نہ کر سکی تھی کہ محبوب کو دیکھ کر قرار حاصل کرنے کا بھی حق

کھودیتیں

"بابا بالکل ہی ایسا کرتے ستارہ تم نہیں جانتی انہیں تم سے کتنی محبت تھی تمہاری خاطر وہ

اپنی ساری اولاد کو قربان کر سکتے تھے اور سکندر سکندر کی طرف سے ہوئی زیادتی پر کچھ

بعید نہ تھا کہ وہ اسے قتل کر ڈالتے میں تمہارے ساتھ ہوئی زیادتیوں پر اسے اتنی آسانی

سے چھوٹ نہیں دے سکتا اسے بھگتنا ہو گا جو گناہ اس سے سرزد ہو اس کا خمیازہ بھگتنا ہو
 گا "ستارہ کو لگا اس کے سامنے سجاد صاحب بول رہے ہوں وہ یک ٹک ان کا چہرہ دیکھے گی
 "آپ جو مرضی سزا دیں بھائی مگر اسے کبھی گھر سے مت نکالیں پر دیسی مت کریں
 :--"

"یہ تم کہہ رہی ہو" انہیں ستارہ کے جواب نے حیرت میں ڈال دیا "ستارہ تم اسے اتنی
 آسانی سے کیسے معاف کر سکتی ہو

"کیوں کہ وہ میرے بابا کا سب سے لاڈلہ بیٹا ہے بابا نے مجھ پر اپنی ساری محبتیں نچھاور
 کر دیں کیا اب میرا فرض نہیں بنتا کہ ان کے لخت جگر کو بھٹکنے سے بچا لوں میری آپ
 سے گزارش ہے بھائی ایسا ظلم مت کیجئے گا" وہ اپنی بات کہہ کر پلٹنے لگی تھی جب
 افضل صاحب کی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے

"ٹھیک ہے ستارہ۔۔ میں تمہاری خواہش کا احترام کرتا ہوں مگر تمہیں میری بات ماننا ہو
 گی تمہیں نو ائم کو ایک نارمل لائف گزارنے کی اجازت دینی ہو گی اس بچی کا کوئی قصور
 نہیں اسے اس گناہ کی سزا مت دو جو اس نے کیا ہی نہیں۔ بے شک اسے سکندر سے دور
 کر دو مگر آزاد کر دو" وہ نپے تلے الفاظ میں اپنی بات اس تک پہنچا گئے تھے وہ ہر گز نہ

چاہتے تھے کہ ان کے کسی عمل یا لفظ سے اسے تکلیف پہنچے مگر انجان تھے ان کے الفاظ نے اسکے زخموں کو پھر سے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا درد برداشت سے باہر ہوا تو ستارہ کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا

"میں اسے آزاد کر دوں گی بھائی صاحب میں اسے اس کے باپ کے حوالے کر دوں گی رہائی دے دوں گی اگر اس کا باپ اس کی ذمہ داری قبول کرے تو" وہ ہچکیوں کے دوران بمشکل اپنی بات کہہ پائی افضل صاحب کو اس کی اعلیٰ ظرفی نے نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا وہ محبتوں سے گندھی لڑکی کیا سے کیا ہو گی تھی

"مجھے معاف کر دو ستارہ میں تمہارا مقدمہ صحیح سے لڑنے پایا کاش سکندر یہ سب نہ کرتا

"وہ اس کے سر ہاتھ رکھ کر نم لہجے میں بولے

"آپ مت مانگیں معافی مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں اس گھر میں آپ واحد فرد ہیں جو میری ضروریات کا خیال رکھتے رہے ہیں مجھے ماہانہ جیب خرچ دینے کے ساتھ ساتھ ہمت اور حوصلہ دیتے رہے ہیں جنہوں نے اتنا بڑا الزام سن کر بھی میرا ساتھ نہ چھوڑا مجھ پر شک نہ کیا بلکہ محبتوں سے مان بڑھایا مجھے کوئی گلہ شکوہ نہیں آپ سے" دھیرے سے کہتی وہ پلٹی تھی جب سکندر کو دروازے میں ایستادہ دیکھ کر وہیں جم گئی اس کے

تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ سب سن چکا ہے وہ سر جھٹکتی اس کے پاس سے گزر کر کمرے سے نکل گئی



حور عادل کے ہمراہ گھر آگئی تھی راستے کے دوران عادل بلا تکان بولتا رہا پر حور کے لبوں پر پڑا قفل نہ ٹوٹا اس نے عادل کو زچ کرنے کا نیا طریقہ نکالا تھا اپنی خاموشی سے اسے تپانا جلانا گاڑی سے اتر کر وہ سیدھی اندر بڑھنے لگی جب کسی کونے سے نکل کر ادینہ

سامنے آگئی
 "آگئیں ملکہ عالیہ سیر سپاٹے کر کے" وہ طنزیہ لہجے میں پھنکاری تھی حور نے مطمئن

انداز میں بازو سینے پر باندھ لیے

"آپ کو مسئلہ؟؟؟" وہ کھل کر مسکراتی ادینہ کو اندر تک جلا گئی

"اب بھی یاسر کے ساتھ ہی آئی ہو کیا؟؟؟" ویسے بہت تیز ہو تم مردوں کو قابو کرنے کا

فن بہت آتا ہے تمہیں اس گھر کے سارے مردوں کو

"تم جو مرضی سمجھو میں تم سے الجھنا نہیں چاہتی کیونکہ جس کی جیسی سوچ ہوتی ہے وہ

ویسا ہی سوچ سکتا ہے رہی بات مردوں کی تو تم اپنے لیے کوئی اور ڈھونڈ لو یہ جو بہانے بہانے سے عادل کے گرد مکھی کی طرح چکر کاٹی پھرتی ہونا خوب سمجھتی ہوں مگر یاد رکھنا میں ان عورتوں میں سے ہر گز نہیں ہوں جو تم جیسی چلتروں کے ہتھکنڈوں میں آ کر اپنا گھرا جاڑلوں عادل کو مجھ سے کوئی طاقت نہیں چھین سکتی یہ بات اپنے ذہن میں جتنی جلدی بھٹالو اچھا ہے "وہ اتنے مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی کہ ادینہ کو سانپ سونگھ گیا پیچھے سے آتے عادل نے اس کی گفتگو کو مسکرا کر سنا تھا اور اس کی آخری بات پر تو جیسے اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا ادینہ پیر پختی واپس مڑ گئی

NEW ERA MAGAZINE

"آہم آہم ہمیں کوئی طاقت آپ سے نہیں چھین سکتی کیا بات ہے آپ کی مائی ڈیر

والف "وہ سردھنے لگا تھا

"خبردار جو زیادہ خوش ہوئے یہ صرف میں نے اس کا دماغ درست کرنے کو کہا تھا" وہ صاف جتاگی تھی عادل بغیر برامانے مسکراتا رہا

"اور اگر میرا دماغ اس کے لیے خراب ہو گیا تو" اس نے شرارتاً اس کی طرف جھک کر پوچھا

"تو میں آپ کو زندہ نہیں چھوڑوں گی کان کھول کر سن لیں" وہ اس کا کان پکڑ کر کھینچنے

لگی "جب تک آپ میرے نکاح میں ہیں آپ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے سنا آپ نے "دھمکی دینے کے چکر میں وہ ڈائلاگ الٹا بول گی تھی اس کا احساس اسے عادل کے جاندار قہقہے نے دلا یا وہ شرمندگی اور کچھ جھنجھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات لیے وہاں سے ہٹ گئی



افضل صاحب سکندر سے رخ موڑے کھڑے تھے ان کی بے رخی اسے کچو کے لگا رہی تھی وہ دھندلائی آنکھوں سے ان کے قدموں میں گر گیا افضل صاحب ہڑبڑا کر فوراً پیچھے ہوئے

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟؟" انہیں اس حرکت کی شاید امید نہ تھی سکندر کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا

"کیسے بتاؤں آپ کو یہ اتنا عرصہ میں نے کیسے گزارا ہے میں نے نہیں رہ پاؤں گا بھائی میں میں ستارہ کو چاہتا ہوں عشق کرتا ہوں اس سے یہ بات مجھے تب ہی محسوس ہوگی تھی جب اس حویلی سے باہر قدم نکلا تھا۔۔۔۔۔ پر اپنی انا کے ہاتھوں مجبور تھا واپسی کا سفر بے حد کٹھن تھا اتنے برس خود میں ہمت جمع کرتا رہا اور پھر سب بھلا کر واپس لوٹ آیا

ستارہ کی خاطر آپ سب کی خاطر۔۔۔ مجھے یقین تھا ستارہ ناراض ہوگی۔۔۔ مگر میں
 اسے منالیتا۔۔۔ کوئی قسم کوئی واسطہ دے کر۔۔۔ پر پہلے ہی قدم پر جو حقیقت میرے
 کانوں نے سنی وہ مجھے اپنی ہی نظروں میں گرا گئی۔۔۔ مجھے مار گئی بھائی۔۔۔ مجھے ختم کر
 گی۔۔۔ میں مر جاؤں گا بھائی اسے کہیں مجھے معاف کر دیں کم از کم کچھ تو سزا کم ہو اسے
 سمجھائیں "وہ ان کے قدموں میں بیٹھا دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے زار و قطار رو رہا تھا
 افضل صاحب کے دل کو کچھ ہوا

"میں اسے کیسے سمجھاؤں۔۔۔ کوئی ایک دن کی بات تو نہیں ہے۔۔۔ یہ عرصہ تو
 برسوں ہر محیط ہے بتاؤ کس کس لمحے کا حساب دو گے تم۔۔۔ کیا اس کی جوانی لا سکتے ہو
 کیا تم اس کی کھوئی ہوئی خوشیوں سے اس کا دامن دوبارہ بھر سکتے ہو۔۔۔ اس کے
 چہرے کی مسکان ڈھونڈ سکتے ہو۔۔۔ نہیں کر سکتے نہ۔۔۔ تم تو اس کی اذیتوں اور
 برداشت کو شمار بھی نہ کر پاؤ گے۔۔۔ باباجی کے بعد جو کچھ اس کے ساتھ ہوا وہ ہر گز
 اتنا اچھا نہیں کہ بھلا دیا جائے" افضل صاحب جو بولنا شروع ہوئے تو بوتے چلے گئے وہ
 اسے بتا رہے تھے اس کا نواب ولایت میں مقام۔۔۔ وقار اور ندرت کی بے رخی۔۔۔ شکلیہ
 کارویہ۔۔۔ سکندر کی آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ ساتھ غصہ کی سرخی بھی نمایاں

تھی اس سب کا ذمہ دار کون تھا بھلا..... وہ خود

"بولو کیا کہو گے اب تم۔۔۔ کیا اب بھی تم چاہتے ہو کہ وہ تمہیں معاف کرے
"افضل صاحب اسے خود احتسابی میں الجھا چھوڑ کر پلٹ گئے سکندر وہیں زمین پر نڈھال
ساہو کر ڈھے گیا



"کیا بات ہے گھر میں بہت خاموشی ہے" اگلے دن ناشتے کی میز پر محسوس کی جانے والی
خاموشی تھی جسے حور نے خصوصاً نوٹ کیا تبھی کچن میں آتے ہی ریجا سے پوچھنے لگی
"پتہ نہیں اس گھر میں کیا ہو رہا ہے ہر دن ایک نیا شوشہ چھوڑو تم سکندر انکل سے ملی
"

"ہاں بس سرسری سی ملاقات ہوئی تھی" حور نے لا پرواہی سے کندھے جھٹکے

"سنا ہے تمہارے بابا کے بہت اچھے دوست تھے" ریجا متحسّس ہوئی

"ہاں اس دن امی کی زبانی معلوم ہوا اور نہ تو مجھے بالکل علم نہ تھا۔۔۔ کیا سکندر انکل ستارہ

پھوپھو کے ہز بینڈ ہیں" حور کے پوچھنے پر ریجانے اثبات میں سر ہلایا

"ہاں ایسا ہی ہے۔۔۔ تم نے نوائم کو دیکھا؟؟؟ بہت معصوم سی ہے بے حد پیاری"

ریجا محبت سے بولی

"نہیں میں نے نہیں دیکھا۔۔۔ ملو او مجھے بھی۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔ انکل کے ساتھ

آئی ہے کیا۔۔۔ مگر ان کی تو صرف ایک ہی بیٹی ہے۔۔۔ انامتہ" حور نے سوال پر

سوال کرنا شروع کر دیے ریجا ہنس دی

"ارے بے وقوف نوائم۔۔۔ ستارہ پھوپھو کی بیٹی ہے۔۔۔ بس انہوں نے اسے

کمرے تک محدود رکھا تھا اس دن انامتہ اسے سکندر انکل سے ملوانے لائی۔۔۔ بہت

ہی غصہ

ہوئیں پھوپھو بلکہ انامتہ کو تو ایک لگا بھی دی" وہ راز راز انداز میں سرگوشی کر رہی تھی

حور کو شدید حیرت ہوئی

"او وہہ" اس نے اوہ کو کافی لمبا کھینچا

"سنا ہے ستارہ پھوپھو اب اسے سکندر انکل کے پاس رہنے کی اجازت دے رہی ہیں

دیکھو کیا بنتا ہے۔۔۔ جاؤ تم ذرا یہ چائے انکل کو دے آؤ" ریجانے بات سمیٹ کر

ٹرے حور کو تھمائی

"مگر انکل تو ناشتے کے بعد چائے نہیں پیتے اور کیا وہ آج آفس نہیں گئے" وہ ابھی تھی

ریجانے اس کے سر پر چت لگائی

"اف سکندر انکل کو دے آؤ"

"اوہ اچھا" وہ سر ہلاتی پلٹ گئی

"پتہ نہیں کتنی تیز عورت ہے جوانی میں حور کے باپ کو پھانس لیا اور اب سکندر انکل کو

پیچھے لگا لیا ہے اف کس قدر شاطر عورت ہے توبہ" وہ کان کو ہاتھ لگاتے تاسف سے

سر ہلاتی فیصل کی کسی بات کا جواب دے رہی تھی مگر آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ پیچھے

سے آتے یاسر اور انامتہ کے کانوں تک پہنچ سکتی

"ادینہ" یاسر بلند آواز دھاڑا تھا وہ اچھل پڑی یاسر کے چہرے پر نظر پڑتے ہی سمجھ گئی

کہ وہ اس کے زہر میں ڈوبے لفظ بخوبی سن چکا ہے یاسر بے حد نرم گو اور صلح جو طبیعت

کا مالک تھا دھیمہ دھیمہ بولنے والا محبت سے چور لہجہ سامنے والے کو اپنا دیوانہ کر دیتا تھا

نواب ولا کی دیواروں نے کبھی اس کی اونچی آواز نہ سنی تھی مگر آج ادینہ کو اس کے تیور
خطرناک لگے

"سوچ سمجھ کر بولا کرو کم از کم یہ ہی دیکھ لیا کرو جس کے بارے میں تم بات کر رہی ہو
وہ عمر میں تم سے کتنا بڑا ہے" یاسر کی آواز اب اونچی نہ تھی مگر ادینہ کو اس کا سرد
پھنکار تالہجہ ہی گونگا کر گیا عقب سے آتی کھنکار دار آواز پر سب کی توجہ بٹ گئی حور
مسکراتے ہوئے یاسر سے مخاطب تھی

"ارے کہاں جا رہے ہیں آپ دونوں صبح اتنا تیار شیار ہو کر... ہممم" وہ معنی خیزی
سے آنکھیں گھما گھما کر دونوں کو دیکھ کر سوال کر رہی تھی انامتہ گڑ بڑاگی جبکہ یاسر
پر اعتماد طریقے سے ازلی مسکراہٹ لبوں پر سجائے حور کو جواب دے رہا تھا
"انکل نے کہا انامتہ کا ایڈمیشن کروادوں یونیورسٹی میں بس اسی سلسلے میں محترمہ کے
ساتھ جا رہا ہوں" یاسر نے انامتہ کی طرف اشارہ کیا

"اوکے گڈ لک جاؤ جاؤ دیر نہ کریں" وہ انہیں گڈ بائے بول کر سیڑھیاں چڑھ گئی ادینہ
دل ہی دل میں جل بھن رہی تھی

"دیکھا کیسے ہنس کر بات کر رہا تھا اس چلتے عورت سے اور مجھ پر۔۔۔ اونہ۔۔۔"
 "ان کے نکلتے ہی اس نے فیصل سے اپنا دکھ باٹنا شروع کیا مگر وہ کندھے اچکا تالا پر واہی کا
 اظہار کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا



"انکل آپ کی چائے" حور نے مسکرا کر چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا وہ کرسی پر بیٹھے سوچ
 کی گہرائیوں میں گم

تھے جب حور دستک دے کر اندر داخل ہوئی وہ اسے پہچان نہ پائے تھے
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "آئم سوری بیٹا۔۔۔ میں تمہیں پہچانتا نہیں ہوں" وہ دھیرے سے رسما مسکرائے حور
 ان کے سامنے بے تکلفی سے بیٹھ گئی

"مگر میں تو آپ کو جانتی ہوں نا۔۔۔ اور مجھے جاننے کے لیے اتنا ہی کافی ہے میں
 آپ کے دوست کی اکلوتی بیٹی ہوں" وہ حسب عادت چہک رہی تھی سکندر صاحب
 کے چہرے پر دکھ کے سائے گہرے ہونے لگے

"ارے آپ تو پریشان ہو گئے میرا ایسا ویسا مطلب نہیں تھا میں تو۔۔۔" وہ گھبرا کر

صفائی دینے کی کوشش میں تھی جب انہوں نے مسکرا کر ہاتھ اٹھا کر نرمی سے اسے
روک دیا

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم آرام سے بیٹھو" وہ اسے کچھ پر اسرار لگے تھے

"بالکل اپنے باپ جیسی ہو۔۔۔ وہی محبت بھرا دل وہی پیاری باتیں" انہیں گزرے
دنوں کی یاد ستانے لگی تھی جس کا عکس چہرے پر صاف نظر آ رہا تھا مگر حور کی کمپنی میں
وہ بور کیسے ہو سکتے تھے بہت جلد وہ انہیں دکھ کے فیز سے وقتی ہی سہی نکال چکی تھی

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیوں بلایا تم نے مجھے یہاں" وہ ارد گرد سے نظریں ہٹا کر سامنے بیٹھی اس خوبصورت

اور بے حد ماڈرن جدید تراش خراش کے آدھے ادھورے لباس میں ملبوس دوشیزہ کو

حقارت سے دیکھتے ہوئے بولا وہ بالوں کی لٹوں کو اپنی انگلیوں پر لپیٹتی طنزیہ ہنسی اس کی

ہنسی میں بھی ایسی جلتزنگ تھی کہ کی لوگوں نے ٹھہر کر یہ منظر دیکھا ہادی کو یکدم

کراہیت کا احساس ہوا ایک وقت تھا کہ وہ بھی یوں اس کی مسکراہٹ میں کھوجاتا تھا اور

آج۔۔۔ وہ سر جھٹکتا اس کی طرف متوجہ ہوا جو بڑے مطمئن انداز میں اس کے صبر کو

آزمایا تھی

"سب سے پہلے کیا سننا چاہو گے مسٹر ہادی ایاز شاہ" وہ چونک گیا تھا ٹھہر گیا تھا آنکھوں کی پتلیاں پل بھر کو ساکت ہوئیں تھیں

"ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ ارے تمہیں کیا ہوا بھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کہا " وہ پھر سے ہنسی تھی ابھی جانے وہ کتنی دیر یونہی چوہے بلی کا کھیل کھیلتی رہتی پر ہادی کی آنکھوں میں اترتی غصے کی سرخی پر اسے سنجیدہ ہونا پڑا

"مہک سے مجھے نفرت تھی... کیوں تھی... وجہ میں خود بھی نہیں جانتی تھی شاید یہ نفرت نہ ہو... احساس برتری ہو... اپنی وے یہ نفرت اس وقت حد سے بڑھ گئی جب حیدر نے میری جگہ اسے فوقیت دی حیدر ہاں بالکل وہی حیدر... میری پہلی نظر کی محبت... تمہارا بھائی... سگانہ سہی... " وہ پھر سے ہنسی

"جسے دیکھ کر میرا دل میرا نہ رہا تھا مگر افسوس اس نے مجھے ریجیکٹ کر دیا.... مجھے "اسنے اپنی طرف اشارہ کیا..

"نایاب زمان کو... جس کی ایک جھلک پر لوگ مرنے مارنے پر تل جاتے تھے.... ویسے بہت معصوم ہو تم بلکہ نہیں.... شاید بے وقوف زیادہ ہو... میں نے حیدر تک پہنچنے کے لیے تمہارا سہارا لیا مجھے لگا تھا میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گی مگر

وہ تو مجھ سے بھی شاطر نکلا اس نے میری ہی بازی مجھ پر الٹ دی وہ میرے ذریعے
میرے بھائیوں تک پہنچ گیا ہمارا کاروبار تباہ و برباد کر دیا میں تو آزاد ہو گی مگر میرے
باپ کا آج تک کچھ پتا نہیں جانے وہ زندہ بھی ہیں یا۔۔۔۔۔" وہ ہچکی بھر کر خاموش ہو
گی ہادی سیدھا ہوا

"جیسی کرنی ویسی بھرنی" طنز سے بھرپور مسکراہٹ نے نایاب کے تن بدن میں آگ
لگادی

"ابھی کھیل ختم نہیں ہوا مسٹر۔۔۔۔۔ اب تم خمیازہ بھگتو گے۔۔۔۔۔ تمہارے بھائی نے
جو ہمارے ساتھ کیا تم حساب دو گے۔۔۔۔۔ زمان شاہ کو بھی تم ہی لاؤ گے اور میرے
بھائیوں کو رہائی بھی تمہاری بدولت ملے گی۔۔۔۔۔ سنا تم نے دو دن۔۔۔۔۔ دو دن ہیں تمہارے
پاس سوچ سمجھ کر جواب دینا

ورنہ۔۔۔۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی

"ورنہ۔۔۔۔۔" اس کی مسکراہٹ سے وہ کوئی معنی نہ اخذ کر پایا تبھی پوچھ بیٹھا مگر اس
کے منہ سے نکلے الفاظ نے اسے اپنی جگہ سن کر دیا

"جہاں تک مجھے معلوم ہے ایک عدد بہن بھی ہے تمہاری" وہ اسے حق دق چھوڑ کر اٹھ گی تھی کتنی ہی دیروہ بغیر حرکت کیے ساکن بیٹھا گلاس ونڈو کے پار دیکھتا رہا چانک بے حد اچانک آنکھوں کے سامنے ایک مانوس سا عکس ابھرا تھا اس نے پلکیں جھپک کر بار بار یقین کرنے کی کوشش کی تھی کہ آیا جو اس نے دیکھا وہ حقیقت تھا یا خیال۔۔۔۔۔

پھر سے جہما کہ یوا تھا وہ برق رفتاری سے اٹھا اور نیچے کی جانب بھاگا بھیڑ میں جگہ بناتے آس و کشمکش میں ڈوبتے دل کو سنبھالتے وہ دوڑے چلا جا رہا تھا پارکنگ تک پہنچتے پہنچتے اس کا سانس پھول چکا تھا اس نے ادھر ادھر دیکھا ہر طرف خاموشی تھی جس سائے کے پچھے وہ بھاگا تھا وہ کہیں نہ تھا وہ گٹھنے پر ہاتھ رکھے آنکھیں میچتاز میں پر جھکتا چلا گیا

"شاید میرا وہم تھا"

شائد وہ بھائی ہی تھے پر یہ کیسے ہو سکتا ہے

ستارہ نوائم کو لے کر سکندر کے روم کی طرف آئی نوائم اس کے پیچھے پیچھے چلتی آرہی

تھی دروازے پر پہنچ کر وہ رک گئی اُس نے ایک نظر نوائم کو دیکھا اور ہاتھ دستک کے لیے بڑھا دیا مگر اس سے پہلے کہ ہاتھ دروازے تک پہنچتا دروازہ جھٹ سے کھل گیا سکندر کو اسے سامنے دیکھ کر شاک لگا تھا

"ستارہ۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ میرا دل کہہ رہا تھا تم ہی آئی ہو۔۔۔۔ آؤ اندر آؤ" سکندر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا البتہ ستارہ کے تاثرات میں کوئی فرق نہ آیا وہ نوائم کی طرف پلٹی

"نوائم۔۔۔۔ اب سے تم میری طرف سے آزاد ہو۔۔۔۔ یہ تمہارا باپ ہے۔۔۔۔ اب تمہاری حیثیت کا تعین تمہارا باپ ہی کرے گا" وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی گلے میں پھنسے آنسوؤں کے گولے کو بمشکل اندر اتارتے وہ تیز قدموں سے پلٹ گئی

"ستارہ بات سنو" سکندر اس کے پیچھے لپکا تھا مگر وہ اسکی پکاروں التجاؤں کو نظر انداز کرتی منظر سے ہٹ گئی تھی

ابرا مانگوں تو مجھے دھوپ کی شالیں دینا
پھر میرے صبر کی دنیا کو مثالیں دینا!...



"افضل بھائی مجھے آپ سے ایک... بات کرنی ہے" وقار صاحب بڑے مؤدب انداز میں مخاطب ہوئے تھے شام کی چائے پر سب اکٹھے تھے سکندر اور ستارہ کے علاوہ چائے کی ٹرالی لیے ملازمہ اندر آئی جب وقار صاحب نے بات کا آغاز کیا

"ہاں کہو" افضل صاحب مکمل متوجہ ہوئے

"ہم سے ستارہ کے ساتھ ذیادتیاں ہوئیں ہیں یوں کہہ لیجے اس کی بربادی میں سکندر کے ساتھ ساتھ ہم بھی برابر کے حصہ دار ہیں اگر آپ نے سکندر کے لیے یہ سزا تجویز کی ہے تو ہمارے لیے کیا حکم ہے" بات ایسی تھی کہ سب کے کان کھڑے ہوئے

بالخصوص ندرت اور شکیلہ کے

"ہمممم۔ مگر ستارہ ایسا نہیں چاہتی اس نے مجھ سے خود بات کی ہے کل رات نوائم کو بھی سکندر کے پاس چھوڑ گئی۔۔۔"

"مگر ہم سب قصور وار ہیں میں... شکیلہ اور ندرت میں نگاہیں نہیں ملا پاتا اس سے کتنا بد نصیب بھائی ہوں زمانے کے سرد گرم سے نہ بچا سکا اسے" بات کرتے کرتے وہ

یکدم خاموش ہوا تھا شکیلہ اور ندرت نے ناگواری سے پہلو بدلا
 "اسے اس حویلی میں اس کا کھویا ہوا مقام ملنا چاہئے بھائی صاحب کچھ بھی کریں مگر اسے
 پھر سے زندگی کی طرف لے آئیں اگر وہ سکندر کو معاف کر چکی ہے تو سکندر بھی
 ازالے کی کوشش کرے" وہ ابھی بات کر ہی رہے تھے جب ملازمہ ہانپتی کانپتی اندر
 داخل ہوئی

"صاحب جی۔۔۔۔ وہ ستارہ" وہ انکی تھی "ستارہ بی بی کا دروازہ صبح سے بند ہے ابھی
 بھی نہیں کھول رہیں"



نواب ولایت اس وقت خاموشی چھائی ہوئی تھی ستارہ نے خود کشی کی کوشش کی تھی
 اس کے اس عمل نے سکندر کو ایک بار پھر ندامت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا تھا
 اس وقت نواب ولایت اس وقت نواب ولایت اور حور ہی موجود تھے مقیت اور ریجا ایک دن پہلے
 ہی اسلام آباد کی طرف نکلے تھے شکیلہ اور ندرت کو بھی مارے بندھے ہسپتال جانا پڑا
 تھا ادینہ اور شہرینہ صبح کی غائب تھیں انامتہ یونیورسٹی جبکہ عادل آفس تھا حور علی کا
 فیڈر بنارہی تھی جب نوائم کچن کی طرف آئی آہٹ پر حور نے پلٹ کر دیکھا نوائم کو

دروازے میں ایستادہ دیکھ کر وہ خوش اخلاقی سے مسکرا دی

"آؤ۔۔ آؤ وہاں کیوں رک گئیں۔۔۔ کچھ چاہئے تھا کیا؟؟" وہ اس کی معصوم

صورت پر پھیلی پریشانی کی لکیریں دیکھ کر کہنے لگی

"وہ۔۔۔ میری۔۔۔ امی" اس نے رات سے ستارہ کو نہ دیکھا تھا یقیناً وہ پریشان تھی حور

نے نرمی سے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما

"وہ ابھی آجائیں گی۔۔۔ فکر مت کرو۔۔۔ ہوں۔۔۔ تم یہیں رکو میں علی کو دیکھ آؤں

پھر دونوں مل کر کھانا کھائیں گے" حور یہ کہہ کر کچن سے نکل گئی تو انم کو وہیں کھڑے

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے جب اسے اپنے ساتھ کسی کی موجودگی کا احساس ہوا وہ پلٹی

تو سامنے فیصل کو کھڑا دیکھ کر سہم گئی

"کب سے ڈھونڈ رہا ہوں تمہیں اور تم یہاں ہو" وہ آنکھوں میں چمک لیے بغور اسے

دیکھ رہا تھا انم کی طرف سے کوئی جواب ناپا کر وہ آگے بڑھا اور ایک جھٹکے سے اس کا

بازو پکڑ لیا

"بس بہت ہو گیا یہ کھیل تماشہ سیدھی بات تو تمہاری ماں کو سمجھ نہ آئی تھی ورنہ مجبوراً

مجھے یہ قدم نہ اٹھانا پڑتا اسے کیا لگا تھا وہ تمہیں مجھ سے بچالے گی " وہ بولے چلے جا رہا تھا یہ جانے بغیر کہ اس کی باتیں نوائم کے پلے پڑ بھی رہی ہیں یا نہیں نوائم کے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کرتے اس نے مسکراہٹ لبوں پر سجالی

"نہ نہ میری جان رونا نہیں چلو چلیں تمہیں سیر کرواؤں۔۔۔ آؤ" وہ اس کا بازو کھینچتا اسے باہر لے آیا حور علی کو تھامے نیچے آئی تو سامنے کا تماشا دیکھ کر ٹھٹھک گئی

"یہ کیا کر رہے ہو فیصل" اسے روتی خوفزدہ سی نوائم کا بازو کھینچتے دیکھ کر حور کو انہونی کا احساس ہوا تھا تبھی فوراً سامنے آگئی

"ہٹو پیچھے سامنے مت آنا" فیصل پھنکارا تھا

"آج میں بتاؤں گا انکار کیسے کرتے ہیں" اس نے ہنوز راستے میں دیوار بنی حور کو زوردار

دھکا دیا وہ لڑکھڑا کر صوفے پر جاگری علی اس افتاد پر بوکھلا کر رونے لگا۔۔۔ فیصل

ایک لمحہ ضائع کیے بغیر تیزی سے اسے لیے باہر کی جانب بڑھنے لگا وہ بے جان مورت

کی مانند اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی اس کے پلان کے مطابق گاڑی گیٹ

سے باہر ہی موجود تھی

"ہم ہاسپٹل جا رہے ہیں کوئی پوچھے تو بتادینا اوکے" اس نے چوکیدار کو مطلع کیا جس نے تابعداری سے سر ہلادیا سچو لیشن ہی ایسی تھی کہ کسی کو اس پر شک نہیں ہو سکتا تھا فیصل اپنے پلان کی کامیابی پر سرشار سا آگے بڑھا اور دروازہ کھولنے لگا جب ایک تیز رفتا کار اس کے برابر میں آکر رکی اس نے جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا عادل کو اترتے دیکھ کر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں ہڑبڑاہٹ میں اس کے ہاتھ سے نوائم کا بازو چھوٹ گیا

"کہاں جا رہے ہو تم لوگ" عادل نے دونوں کو دیکھتے ہوئے سوال کیا نوائم غیر ارادی طور پر پیچھے کو کھسکنے لگی اس سے پہلے کہ فیصل کوئی بہانہ گھڑتا چوکیدار لپک کر اس کی طرف آیا

"صاحب جی۔۔۔ اندر چھوٹی بی بی بے ہوش پڑی ہیں اور علی بابا بھی روئے جا رہے ہیں" اس نے ایک ہی سانس میں بات پوری کی عادل سرعت سے اندر کی طرف بھاگا فیصل نے بے ساختہ شکر کا سانس لیا اور رخ موڑ کر نوائم کو دیکھنے لگا اس نے نوائم کی تلاش میں ادھر ادھر نظر دوڑائی اسے کہیں ناپا کر اپنے سر پر ہاتھ مارا "اوہ شٹ"



"آریو او کے" عادل لپک کر حور کی طرف آیا جو ماتھے کی چوٹ سہلاتے علی کو سنبھال رہی تھی

"ہاں میں ٹھیک ہوں آپ نے فیصل کو دیکھا وہ نوائم کو زبردستی لے گیا ہے" وہ تیزی سے عادل کی طرف آئی اور ایک ہی سانس میں کہنے لگی

"کیا کہہ رہی ہو وہ دونوں تو ابھی باہر" کہتے کہتے وہ رک گیا بات سمجھ میں آتے ہی وہ اٹے قدموں واپس پلٹا تھا

نوائم بازو چھڑاتے بھاگ نکلی تھی بھاگتے بھاگتے وہ بہت دور نکل آئی تھی اسے اس بات کا احساس تک بھی نہ ہوا اس نے رک کر ادھر ادھر نظر دوڑائی ہر چیز اسے حیران پر حیران کیے دے رہی تھی سڑک پر تیز رفتاری سے دوڑتیں گاڑیاں لوگوں کا جھوم دکانیں گھر سب اس کے لیے عجیب تھا بلکہ عجیب و غریب وہ زندگی میں پہلی بار گھر سے نکلی تھی پہلی بار وہ سب دیکھ رہی تھی کہاں ایک بند کمرے میں گزرے 20 سال اور اب یہ کھلی فضا وہ جھوم اٹھی اس کے چہرے پر بچوں کا سناشتیاق تھا پھر اچانک اس کا ذہن عقب سے آتی آواز کی جانب چلا گیا اس نے چہرہ موڑ کر اپنے پیچھے بنی عمارت کو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھا وہ شاید کوئی دربار تھا جہاں لوگوں کا بڑا ہجوم تھا وہ نظریں سامنے جمائے لٹے قدم چلنے لگی مگر جلد ہی اسے رکنا پڑا وہ پیچھے کسی سخت شے سے ٹکرائی تھی اس نے سرعت سے پلٹ کر دیکھا وہ سخت شے فی چمکتی مر سڈیز تھی اس کے چہرے پر خوشی کے رنگ اترے تھے وہ بے ساختہ خوشی سے اچھلی

"ہائے یہ کتنی بڑی ہے امی نے تو مجھے چھوٹی سی دلائی تھی" اس نے شیشوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا

"کون ہو تم کیا کر رہی ہو یہ" قریب سے آتی بھاری مردانہ آواز پر وہ اچھل پڑی

"جی" اس نے سہمی سی آواز میں کہہ کر نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں ایک لمبا چوڑا

شخص آنکھوں پر گلاسز لگائے ہاتھ میں موبائل پکڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"کیا کر رہی" کون ہو تم یہ کیا کر رہی ہو" قریب سے آتی مردانہ بھاری آواز پر وہ اچھل

پڑی

"جی" اس نے سہمی سی نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں ایک لمبا چوڑا شخص آنکھوں میں

گلاسز لگائے بغور اسے دیکھ رہا تھا دائیں ہاتھ میں موبائل اور چابیاں دبی تھیں نوائٹم پر نظر

پڑتے ہی شاید وہ چونکا تھا لب کپکپائے تھے اور آنکھوں میں استعجاب در آیا تھا
 "کیا کر رہی ہو یہاں" اب کے سوال مختلف تھا شاید وہ تاثرات پر قابو پا گیا تھا
 "یہ میری گاڑی ہے جو تم لے گے تھے ہے نا مجھے امی نے دلای تھی" وہ پھولے
 پھولے گالوں کے ساتھ کہتی مقابل کو ورطہ حیرت میں ڈال گی تھی ساتھ ہی آنکھیں
 نکال کر اسے گھورنے لگی

"اسکاریموٹ کہاں ہے" اسنے ریموٹ کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا موبائل پر نظر
 پڑتے ہی اسکی آنکھوں میں چمک بڑھ گی
 "ادھر دو میں چلاؤں گی" اسنے جھپٹنے کے انداز میں موبائل کھینچا مقابل کا منہ کھل گیا
 "مگر اس پر تو کوئی بٹن نہیں ہے" اعتراض کا نیا نقطہ اٹھایا گیا

"یہ موبائل ہے بے وقوف" اسکے تپ کر کہنے پر نوائم نے غصیلی نگاہ اس پر ڈالی اور
 موبائل زمین پر دے مارا "تم نے ریموٹ خراب کر دیا میں امی کو بتاؤں گی"
 وہ بڑی بڑی آنکھوں سے بہتے جھڑنے کو پونجھتی سڑک کے عین وسط میں جا کھڑی
 ہوئی اجنبی کے چہرے پر غصے کی سرخی چھاگی اس سے پہلے کہ وہ تیز رفتار کار کے نیچے آ

کر کچلی جاتی اس نے بے حد سختی سے اس کا بازو دبوچا اور اپنی طرف کھینچ لیا



رات کے سائے گہرے ہو چلے تھے وہ سگریٹ سلگائے سڑک کے عین درمیان میں
گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا خود سے بھی بیگانہ وہ سامنے درخت پر نظریں گاڑے کسی
غیر مرئی نقطے پر سوچ بچار کر رہا تھا تبھی سامنے سے آتی سفید کار عین اس کی کار کے
پیچھے آرکی دروازہ کھلنے کی آواز پر بھی اس نے پلٹنے کی کوشش نہ کی البتہ تیز نسوانی آواز پر

محض نظروں کا زاویہ بدلا گیا

"کیا مسئلہ ہے گاڑی کیوں روکی" لڑکی بلند آواز میں چیخی تھی ڈرائیور نے بغیر جواب

دے اس کی طرف کا دروازہ کھول دیا وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

"میڈم آپ کو اترا نا ہو گا صاحب نے دوسری گاڑی بھیجی ہے آپ اس میں جائیں گی

کیوں کہ مجھے ارجنٹ واپس جانا ہے" وہ مؤدب سا جواب دے رہا تھا وہ سمجھنے کے انداز

میں سر ہلا کر بیگ اور کتابیں سمیٹتی باہر نکل آئی اس کے نکلتے ہی ڈرائیور زن سے گاڑی

بھگالے گیا وہ حجاب درست کرتی بیگ کندھے پر لٹکاتی ہادی کے قریب آئی

"اب کھڑے کیوں ہو چلنا نہیں کیا" اس نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے حکمیہ انداز
اختیار کیا ہادی نے سگریٹ کا آخری کش لگا کر دور اچھالا اور ہاتھ جھاڑ کر پینٹ کی جیب
میں ٹھونستا اس کی طرف پلٹا

"کیوں نہیں بالکل چلتے ہیں" وہ کھل کر مسکرایا تھا ساتھ ہی نظریں اسکے وجود پر گاڑ دیں
وہ گڑ بڑاگی بلیک اور گرے کلر کی جینز شرٹ میں بکھرے بالوں اور سرخ آنکھوں سے
گھورتا وہ اندر ہی اندر اسے خوفزدہ کر گیا اسکی آنکھوں میں استعجاب در آیا

"تمہیں تو میں نے کہیں دیکھا ہے" لڑکی نے گہری نگاہوں سے اس کا مشاہدہ کیا تھا
"ضرور دیکھا ہوگا" ہادی نے اسی کے انداز میں جواب دیا وہ مزید حیران ہوئی

"مگر کہاں"

"یہ تو میں تمہیں راستے میں بتاؤں گا آؤ" وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتا اپنی طرف کا دروازہ
کھولنے لگا

"لیکن میں تمہارے ساتھ کیوں جاؤں" وہ تڑخ کر بولی ہادی نے ہاتھ روک کر اسے
دیکھا

"کیوں کہ میں تمہیں لے جانا چاہتا ہوں" الفاظ سادہ جب کہ انداز عجیب تھا
 "میں تمہارے ساتھ ہر گز نہیں جاؤں گی" وہ دو ٹوک انکار کر کے واپس پلٹنے لگی جب
 ہادی نے سرعت سے آگے بڑھ کر اس کے حجاب کا ایک کونہ تھام لیا اس کے جسم میں
 سنسنی دوڑ گئی مگر ہادی کے اگلے الفاظ نے اسے حق دق کر دیا

"تمہاری بہن نے تو کبھی انکار نہ کیا تھا مس مریم زمان" گہری نگاہوں سے اسے تکتا
 چہرہ اسکے قریب کرتے ہوئے گویا پھنکارا تھا بلیک حجاب سر پر لیے سادہ شلوار قمیض
 میں ملبوس جس کے چہرے پر میک اپ کے نام پر صرف کاجل اور لپ اسٹک تھی اسے
 حیرانی سے دوچار کر گئی تھی

"کتنی مختلف ہو تم نایاب سے کیا اس سے کچھ سیکھا نہیں تم" اس کے انداز نے مریم کو
 سلگا دیا تھا اس نے درشتی سے اس کے ہاتھ جھٹک ڈالے اور دو قدم پیچھے ہٹی
 "تم ہمیں کیسے جانتے ہو"

"یہ تمہیں تفصیل سے بتاؤں گا آؤ تمہیں گھر ڈراپ کر دوں تمہارے بھائی صاحب
 پریشان ہوں گے" اب کے انداز نرمی لیے ہوئے تھا

"کیا تمہیں بھائی نے بھیجا ہے" اک اور سوال پر ہادی نے گہرا سانس بھر کر ہاتھ بالوں

میں پھیرا

"اف کتنے سوال کرتی ہو تم کہانا بتاؤں گا آؤ میرے ساتھ" اس نے کہتے ساتھ ہی مریم

کا بازو تھاما اور اسے زبردستی گاڑی کے اندر دھکیل کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی



"کہاں ہے نوائم بتاؤ مجھے کدھر چلی گی وہ" ستارہ نے گھر آتے ہی سب سے پہلے نوائم کا

پوچھا تھا مگر جواب میں جو کچھ اسے سننے کو ملا وہ اس کے ہوش و حواس گم کرنے کو کافی

تھا دینہ ان کے حیرت اور بے یقینی سے کھلے منہ سے بے نیاز زہرا گلنے میں مصروف

تھی

"بھاگ گی آپ کی وہ پاکیزہ سات پردوں میں رہنے والی بیٹی پیچ کتنا پہرہ دیا کتنا چھپایا

دنیا سے مگر پھر بھی فطرت کون بدل سکتا ہے آخر نکلی ناماں جیسی بالکل اسی کی طرح

"چٹاخ" تیز گو نجی آواز پر پل بھر میں کمرے میں سناٹا چھا گیا دینہ نے حیرت سے اپنے

سامنے غمغصہ و غضب کے طوفان بنے سکندر کو دیکھا

"سیدھی طرح بتاؤ نوائم کہاں ہے" الفاظ سے زیادہ لہجے کی سختی کا اثر تھا کہ ادینہ چاہ کر بھی مزید ایک لفظ منہ سے نہ نکال پائی "بولو" وہ گرجے تھے ادینہ سہم کر ایک قدم پیچھے ہٹی تھی

"میں بتاتی ہوں انکل" آواز عقب سے آئی تھی جو یقیناً حوری کی تھی سب بے اختیار پلٹے

"اسے فیصل زبردستی اپنے ساتھ لے گیا ہے" خبر تھی یاد تھا کہ ستارہ کو چھت سر پر گرتی محسوس ہوئی

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کہہ دو یہ جھوٹ ہے" وہ تڑپ کر بولیں تھیں آنسو بے اختیار ہی ان کے گال بھگونے لگے

"ارے شرم نہیں آتی تجھے میرے بیٹے پر الزام لگاتے ہوئے" ندرت فوراً اپنے بیٹے کی پردہ پوشی کو آگے بڑھی

"اگر سچ میں ایسا ہوا تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا اسے" سکندر کے تیور خطرناک تھے وہ

ندرت پر ایک تلخ نگاہ ڈالتے تیزی سے باہر کی جانب بڑھے



نوائم نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی کمرہ کشادہ اور روشن تھا جس کی ہر شے سفید تھی ماسوائے فرنیچر کے وہ خود جس بیڈ پر موجود تھی اس کی چادر بھی سفید تھی اور کنبل اس نے اپنے اوپر کنبل کو چھوا

"اوہ یہ بھی وائٹ ہے" وہ چہکی تھی اسے آہٹ کا احساس ہوا قدموں کی آواز قریب آنے پر وہ پھرتی سے اٹھ بیٹھی

"آریو اوکے" مقابل نے کرسی بیڈ کے قریب رکھتے ہوئے پوچھا

"جی" وہ ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھنے لگی سامنے والے نے قدرے چونک کر

اس کے "جی" کو سنا تھا

"ارے تم اتنا ڈر کیوں رہی ہو۔۔۔ بے فکر رہو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا بس کچھ

سوال جواب کروں گا اور پھر تمہیں واپس چھوڑ آؤں گا۔۔ ہوں" وہ بڑے نرم لہجے

میں ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا

"کہاں چھوڑ آئیں گے"

"تمہارے گھر"

"کون سے گھر" پھر سے سوال کیا گیا

"ارے تمہارے گھر جہاں تم رہتی ہو" اسے تعجب ہوا

"میں کہاں رہتی ہوں"

"یہ تو تم بتاؤ"

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Inter

"کیا بتاؤں"

"تمہارا گھر کہاں ہے"

"پتہ نہیں"

"پتہ نہیں؟؟ کیا تم پاگل ہو" اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں الجھن در آئی

"نہیں میں نوائم ہوں" اتنی معصومیت سے جواب دیا گیا کہ وہ چند لمحے تک اس کا

چہرہ دیکھے گیا

"اچھا تو تمہارا نام نوا تم ہے؟؟؟"

"جی" اس نے زور سے سر اثبات میں ہلایا

"اور یہ نہیں پتہ کہ تمہارا گھر کہاں ہے؟؟؟"

"نہیں"

"یہ بھی نہیں پتہ کہاں سے آئی ہو؟؟؟"

"نہیں"

"یہ بھی نہیں پتہ تمہارے والد کا نام کیا ہے؟؟؟"

"نہیں"

"والدہ کا نام"

"نہیں"

"بہن یا بھائی کا نام"

"نہیں"



"کسی دوست کا نام"

"نہیں"

"نہیں نہیں کیارٹ لگا رکھی ہے تم نے مجھے پاگل بنا رہی ہو" وہ بھناٹھا اس کی نہیں
نہیں کی تکرار نے اسے اچھا خاصہ جھنجھلا ڈالا تھا اس کے یوں چیخ کر اٹھنے سے نوا تم تھر
تھر کانپنے لگی مگر وہ اس سے بے نیاز بولے جا رہا تھا

"اتنی چھوٹی بچی ہر گز نہیں ہو تم کہ ہر شے سے انجان بن جاؤ میں صاف صاف بتا رہا
ہوں کہ ایسی کہانیوں میں الجھا کر مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش ہر گز فائدہ مند نہ ہوگی
چلو اٹھو دو منٹ میں باہر آؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا" وہ انگلی اٹھا کر بڑے جارہانہ
انداز میں اسے وارن کر رہا تھا بے حد غصے میں کرسی کو پاؤں سے ٹھو کر مارتا اسے پیچھے
آنے کا اشارہ کرتا باہر نکل گیا ڈری سہمی ہانپتی کانپتی نوا تم بھی اس کی تقلید میں چل پڑی



"یہ کہاں لے آئے ہو تم مجھے" راستے بھر ہادی نے اس کی آہ و بکا پر کان نہ دھرے تھے
مگر اب گاڑی قدرے سنسان علاقے میں روکتے ہوئے وہ مکمل اس کی طرف گھوم گیا

"اب تم یہیں رہو گی جب تک میں چاہوں گا۔۔۔ ہوں۔۔۔ چلو اترو شاباش" وہ بڑے محبت بھرے انداز میں اس کے گال چھوتا کہہ رہا تھا وہ سرعت سے پیچھے ہٹی ساتھ ہی اس کے ہاتھ بھی جھٹک ڈالے ہادی ہنس دیا

"تم مجھے جانتے نہیں ہو میں تمہیں۔۔۔"

"ارے بس بس زیادہ رعب مت ڈالنا میں تمہیں واقع ہی نہیں جانتا مگر اب جان جاؤں گا" وہ پھر سے مسکرا دیا بڑی طمانیت سے جیسے کوئی معرکہ سرانجام دیا ہو

"چلو باقی باتیں بعد میں" اس کا انداز ایسا تھا جیسے دونوں میں بہت گہرا تعلق ہو مریم کی آنکھیں پھر سے برسنے لگیں اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ کر ہادی کے تاثرات فوراً بدلے تھے وہ گاڑی سے اتر کر اس کی طرف آیا اور مضبوطی سے کلائی تھام کر باہر گھسیٹ لیا مریم کی چیخ نکل گی وہ بغیر کان دھرے اسے یونہی گھسیٹتا اندر کی طرف بڑھ گیا



"کیا کر رہی ہو" عادل نے کچن کی دیوار سے ٹیک لگا کر حور کو دیکھتے سوال کیا جو بڑی

پھرتی سے کام نمٹا رہی تھی

"نظر نہیں آ رہا کام کر رہی ہوں" جواب حسب توقع تھا عادل مبہم سا مسکرایا

"میں بھی مدد کروں" اپنی طرف سے بڑی پیشکش کی تھی مگر حوری کے مطمئن انداز

میں دیے جواب نے اسے گڑ بڑانے پر مجبور کر دیا

"ضرور۔۔ ذرا یہاں آئیں اور سنک میں پڑے برتن اچھی طرح دھوئیں خیال رہے

گندگی باقی نہ رہے" اسے منہ کھولا دیکھ کر وہ چہرہ موڑ کر مسکراتی اسے اندر تک جلاگی

اس نے تیزی سے منہ بند کیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"برتن دھونا کون سا مشکل کام ہے" اندر ہی اندر جلتے بھنتے اس نے بظاہر بڑے تحمل کا

مظاہرہ کیا تھا ساتھ ہی آستینیں چڑھالیں

"تو پھر دیر کس بات کی ہے" مقابل بھی حور تھی آزمائش پر تلی ہوئی

"سوچ لو تمہیں معاوضہ دینا ہو گا وہ بھی منہ مانگا" وہ ایک آنکھ میچ کر مسکراتا اسے رخ

موڑنے پر مجبور کر گیا اس کے ہاتھوں میں پیدا ہوتی لرزش اس کی نظروں سے پوشیدہ

نہ رہ سکی تھی قدموں کی آہٹ پر وہ مسکراتا ہوا دروازے سے ہٹ گیا



نوائم فرنٹ سیٹ پر بیٹھی خوفزدہ نظروں سے اس اجنبی کے چہرے کو تکتے جا رہی تھی جو سختی سے لب بھینچے مکمل توجہ ڈرائونگ پر ملحوظ کیے ہوئے تھا

"آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں" اس نے بے حد صہمی آواز میں رک رک کر پوچھا جو اب نادر چند منٹ کی خاموشی کے بعد گاڑی میں مدھم مدھم سی ہچکیوں کی آواز گونجنے لگی کچھ ہی دیر میں وہ بلند آواز رونے لگی تھی گاڑی جھٹکے سے رکی وہ گلاسز اتارتا سرعت سے رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگا جو دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے رونے میں مشغول تھی

"کیا مسئلہ ہے تمہیں کیوں رو رہی ہو" اس کی رعب دار بھاری آواز پر بھی نوائم کے رونے میں کوئی کمی نہ آئی وہ گہری سانس بھرتا مکمل اس کی طرف گھوم گیا

"سنو۔۔۔ ادھر دیکھو میری طرف" وہ نرمی سے اس کا ہاتھ ہٹاتا محبت سے چور لہجے میں کہہ رہا تھا نوائم نے رک کر اس کا چہرہ دیکھا

"دیکھ رہی ہوں" فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا گیا مقابل کے ہونٹوں پر بڑی دلنشین سی

اجلی شفاف مسکراہٹ اتری اس کے ہاتھوں کو نرمی سے دباتا پھر سے پوچھنے لگا

"کیوں رو رہی ہو"

"مجھے وہاں نہیں جانا می ماریں گی" وہ معصومیت سے کہتی اسے شدید حیرانی سے دوچار کر گی تھی زندگی میں پہلی بار اسکا ایسی کسی لڑکی سے واسطہ پڑا تھا بے حد معصوم اور بھولی بھالی بے ضرر سی کالچ کی گڑیا وہ کتنے ہی ثانیے پلک جھپکائے بغیر اسے دیکھے گیا

"تو پھر کہاں جانا ہے" سر جھٹکتا وہ دوبارہ سے اسکی طرف متوجہ ہوا نوائم نے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالے اور سر پر رکھ لیے آنکھوں کو اوپر نیچے گھماتے وہ چند لمحے جواب سوچتی رہی جب بولی تو مقابل کو گنگ کر گئی

"میں اسی گاڑی میں رہوں گی" وہ چاروں طرف گھوم کر دیکھتی اسے امتحان میں ڈال گی تھی بے حد پریکٹیکل لائف گزارنے والا آج عشق کے پائیدان پر کھڑا تمکنت سے ایستادہ محبت کے سامنے چاروں شانے چت ہو چکا تھا وہ ہار گیا تھا ہاں بالکل حیدر شاہ ہار گیا تھا ایک تھکن زدہ سانس لبوں سے خارج کرتے اس نے گاڑی واپسی کے لیے موڑ لی



زمان شاہ کے چار بچے تھے دو بیٹیاں مریم زمان اور نایاب زمان... دو عدد سپوت
ثاقب اور عاقب زمان

زمان شاہ ٹھیکیداری کرتے تھے مگر اس سب کے ساتھ ساتھ انہوں نے دو نمبر کاموں
میں بھی ہاتھ ڈال رکھا تھا باپ کے بعد بیٹے بھی اس راہ پر چل نکلے مار دھاڑ.. غنڈہ
گردی غریبوں کی املاک پر قبضہ وغیرہ یہ سب ان کے پسندیدہ مشغلے تھے

نایاب زمان ان کی بے حد شوخ اور نخریلی بہن تھی بالکل آج کے ماحول میں ڈھلی ہوئی
آزادانہ عادات و اطوار کی مالک مریم زمان ان سب سے چھوٹی اور مختلف تھی جس کی
وجہ شاید گھریلو ماحول سے دوری تھی وہ بچپن سے ہی ہاسٹل میں مقیم تھی گھر بھر کی
لاڈلی بھائیوں کی جان مگر اس سب کے باوجود اس میں ضد ہٹ دھرمی اور بے حیائی
جیسے جراثیم ناپید تھے زمان شاہ نے جان بوجھ کر اسے گھر سے دور رکھنے کی کوشش کی
تھی بہت کم لوگوں اس کے بارے میں آگاہ تھے مگر ہادی کو نایاب کی زبانی اس کے
بارے میں علم تھا تبھی اس نے نایاب سے بدلہ لینے کی خاطر مریم پر تب ہاتھ ڈالا جب
وہ ہاسٹل سے اپنے گھر ڈرائیور کے ساتھ جا رہی تھی ڈرائیور کو ساتھ ملانا کوئی مشکل کام
نہ تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا سب پلان کے مطابق تھا عاقب یہ سن کر بلبلا

اٹھا تھا کہ اس کی بہن دن دھاڑے اغواء ہو گی کب اور کس نے اس سب کی جان کاری کے لیے وہ زخمی سانپ کی طرح پھنکارنا پھر رہا تھا کچھ بعید نہ تھا کہ وہ اپنی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کا سرتن سے جدا کر دیتا



مریم کو دو دن ہو گئے تھے اس کمرے میں بند پڑے بھوکے پیاسی نڈھال سی وہ اس سادہ مگر سلیقے سے سب سے صاف ستھرے کمرے کی دیواروں کو تکتی اپنی غلطیوں کو شمار کرنے میں مصروف تھی جن کی سزا وہ آج اس صورت میں بھگت رہی تھی ہر پہلو پر نظر ڈالنے کے باوجود بھی کوئی سراہا تھ نہ آیا تھا وہ ہادی کو جانتی نہ تھی مگر نایاب کی برتھ ڈے پاڑٹی میں ہادی کی موجودگی اور اب ہادی کا بار بار نایاب کا نام لینا اسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا یقیناً نایاب کی ہی کسی غلطی کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑ رہا تھا نازوں پٹی لاڈ دلاری دو دن سے نیم تاریک کمرے میں بند بھوکے پیاسی مریم زمان آج بے بسی کی انتہا پر تھی وہ رو کر تھک چکی تھی مگر سب بے سود تھا ہادی اسے یہاں چھوڑ کر دوبارہ نہ آیا تھا اگر وہ اسے یہاں چھوڑ کر بھول گیا تو یہ سوچ کر اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے

لگا



"آئم سوری ستارہ میں اسے ڈھونڈ نہ سکا" سکندر شرمندگی سے نظریں جھکائے ستارہ کے سامنے کھڑا تھا انداز ایسا تھا جیسے اس سب کا قصور وار وہ خود ہو ستارہ کی بے تاثر نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں

"نہیں کر سکے نا حفاظت اس کی محض ایک دن صرف ایک دن میں ہی میری برسوں کی ریاضت گنوا دی" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتی سکندر کو پاتال کی گہرائیوں میں دھکیل گئی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیسے باپ ہو تم جو اپنی ہی بیٹی کی حفاظت نہ کر سکا یہ مکافات عمل ہے مسٹر سکندر درانی جو تم نے کل میرے ساتھ کیا تھا وہ آج تمہاری ہی بیٹی۔

"نہیں" سکندر تڑپ اٹھا تھا اس کا ری وار ہر بلبلا اٹھا تھا آنسو پیتی لب کاٹی ستارہ نے گردن نفی میں ہلائی

"مگر اس سب میں میری نوائم کا کیا قصور تھا وہ تو بے حد معصوم تھی بلکہ کلیوں جیسی نازک شفاف اور پاک۔۔۔۔۔ خدا نے تمہاری سزا کے لیے اسے ہی کیوں چنا۔۔۔۔۔

تمہاری بیٹی کو کیوں نہ منتخب کیا۔۔۔" بولتے بولتے وہ یکدم چیخ پڑی تھی سکندر نے لب سختی سے بھینچ لیے بے شک اس کی آخری بات نے سکندر کے وجود میں گہرے شکاف ڈالے تھے

"انامتہ کا بھی کوئی قصور نہیں ہے ستارہ تم اسے بیچ میں مت لاؤ" وہ خود کو کہنے سے باز نہ رکھ پایا تھا ستارہ کی آنکھوں میں یکدم وحشت اتری اسنے سرعت سے اٹھ کر اسکا گریبان تھام لیا سکندر کو اس کی حرکت نے پل بھر کے لیے ساکت کر دیا تھا

"کیوں نہ لاؤں بیچ میں۔۔۔ کتنی تکلیف ہوئی ناکتنا درد اٹھا کتنا ترپے میں بھی کسی کی بیٹی تھی بہن تھی پھر میرے ساتھ کیوں مجھے کس جرم کی سزا ملی بولو سکندر جواب دو کیا قصور تھا میرا" وہ اسے سختی سے جھنجھوڑتے جواب مانگ رہی تھی سوال پر سوال کرتے اپنا قصور پوچھ رہی تھی حساب مانگ رہی تھی سکندر دنگ سا اسے دیکھے گیا اسنے شعوری طور پر بھی اس کے ہاتھ ہٹانے کی کوئی کوشش نہ کی تھی

"اپنی بیٹی کا ذکر آیا تو تمہاری محبت نے جوش مارا۔۔۔ میری نوائم کا کوئی گناہ تو بتاؤ جو وہ اتنا عرصہ اپنے باپ کی شکل تو کیا وجود سے بھی ناآشنا ہی۔۔۔۔ ماں کی ممتا کو بھی محسوس نہ کر سکی۔۔۔۔ اس دنیا سے چھپی ایک کونے میں اپنے گنہگار وجود کو چھپائے

دبکی رہی۔۔۔ وہ اپنی زندگی کے لیے خود سے لڑتی رہی ہے۔۔۔۔۔ سزا ملی ہے اسے
 اس گناہ کی... جس کے مفہوم سے بھی وہ آگاہ نہیں "وہ ہانپتی کانپتی واپس بیڈ پر جا بیٹھی
 "کس کس کا حساب دو گے سکندر۔۔۔ کس کس درد کا مداوا کرو گے۔۔۔۔۔ تم تھک
 جاؤ گے سکندر۔۔۔ ہار جاؤ گے۔۔۔" وہ زور زور سے نفی میں سر ہلاتی واپس ڈھے گئیں
 اتنا ٹوٹی ہوں کہ چھونے سے بکھر جاؤں گی اب اگر اور دعا دو گے تو مر جاؤں گی لے کے
 میرا پتا وقت رائیگاں نہ کرو

میں تو بخارن ہوں کیا جانے کہاں جاؤں گی اس طرف دھند ہے، جگنو ہے نہ چراغ کوئی
 کون پہچانے گا بستی میں اگر جاؤں گی زندگی میں بھی مسافر ہوں تیری کشتی کی تو جہاں
 مجھ سے کہے گا میں اتر جاؤں گی پھول رہ جائیں گے گلدانوں میں یادوں کی نذر میں تو
 خوشبو ہوں فضاؤں میں بکھر جاؤں گی۔۔۔



وہ گہری نیند میں تھا جب اسے نسوانی تیز چیخ سنائی دی وہ ہڑ بڑا کراٹھ بیٹھا ادھر ادھر ہاتھ
 مار کر لیمپ روشن کیا کچھ حواس بحال ہوئے تو اس نے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کی

یکدم ذہن میں جھماکہ ہوا وہ کمبل پڑے ہٹاتا سرعت سے بیڈ سے اتر اساتھ والے
کمرے کی دہلیز پر پہنچ کر رک گیا دروازہ ادھ کھلا تھا جس سے کمرے کا منظر کچھ واضح تھا
نوائم کا وجود کمبل میں دبکا ہوا تھا جس میں سے گھٹی گھٹی سسکیاں اس کے کانوں میں
بجوبی پہنچ رہی تھی

"صاحب جی انہیں پتا نہیں کیا ہو گیا" نو عمر ملازمہ نے ڈرتے ڈرتے حیدر کو دیکھ کر بتایا
وہ سر ہلاتا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا

"تم کہاں تھیں؟؟؟"

"میں جی واش روم میں" حیدر دھیرے دھیرے چلتا بیڈ کے قریب آ گیا

"نوائم" بڑی نرمی تھی اس کی پکار میں نوائم نے کمبل کے نیچے سے منہ نکال کر اسے
دیکھا حیدر کو دیکھتے ہی وہ سرعت سے کمبل سے باہر نکلی

"کیا ہوا؟؟؟ تم ٹھیک ہونا؟؟؟" وہ استفسار کر رہا تھا

"م۔۔۔ میں ڈر گئی تھی" وہ ہچکیوں کے دوران بمشکل بول پائی تھی جسم پر کپکپی

طاری تھی جبکہ ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں

"یہ بھی نہیں تھی یہاں" اس نے ملازمہ کی طرف اشارہ کیا

"میں اکیلی تھی" وہ مزید گویا ہوئی حیدر گہرا سانس بھر کر اس عجوبے کو دیکھتا بیڈ کے کنارے ٹک گیا

"وہ یہیں تھی باتھ روم میں"

"مجھے امی کے پاس جانا ہے" فرمائش سامنے آگئی جس میں ضد کا عنصر واضح تھا حیدر چونک گیا

"ابھی تو رات ہے میں تمہیں صبح چھوڑ آؤں گا چلو شاباش تم سونے کی کوشش کرو" حیدر نے اسے محبت سے پککارا

"نہیں یہ رات کو چلی جاتی ہے" وہ زور زور سے سر نفی میں ہلاتی اسے فی الجھن میں ڈال گی تھی

حیدر کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں دو دن سے وہ فی کشمکش میں گرفتار تھا دل و دماغ کی جنگ میں وہ بری طرح پھنس چکا تھا دل بے ایمانی پر مصر تھا جبکہ دماغ عقل کی ڈور تھما دیتا تھا دو دن بے سکونی میں گزارنے کے بعد آج وہ بمشکل سو پایا تھا کہ محترمہ نے

اس کی نیند میں ناصر ف خلل ڈال دیا بلکہ اب زچ کرنے کی بھی جی جان سے کوشش کر رہی تھی اور حیدر بھلا اس میں اتنا ضبط کہاں تھا تبھی ہر لحاظ بلائے طاق رکھتا چٹ گیا

"اب کیا فوج بلاؤں تمہاری نگرانی کے لیے"

"نہیں آپ میرے پاس سو جائیں" فٹ سے جواب حاضر تھا اتنی سنگین صورت حال کے باوجود ملازمہ کی کھی کھی نے اسے اچھا خاصہ جھنجھلا کر رکھ دیا اوپر سے محبوب کی مسکین صورت اور معصومیت بھری خواہش مگر حیدر ایسی بے خودی کا ہر گز قائل نہ تھا تبھی دل کو جھڑک کر نوائم کو گھوری سے نواز نوائم نے آنکھوں کو اوپر نیچے گھمایا یہ مخصوص انداز تھا اس کے سوچنے کا

"بیڈ چھوٹا نہیں ہے میں اور امی تو اس سے بھی چھوٹے بیڈ پر سو جاتے تھے" اس نے اپنی عقل کے مطابق بڑا عقل مندانہ جواب دیا تھا حیدر کا جی ماتھلیٹنے کو چاہا شاید وہ ایسا کر بھی لیتا مگر اس کی اگلی بات نے اس کی سوچوں کا رخ پھر سے موڑ دیا

"یہاں سو جائیں" اس نے بیڈ کے نیچے کارپٹ کی طرف اشارہ کیا

"تم مجھے غصہ دلارہی ہو" حیدر نے ماتھے پر شکنیں لاتے نیا حربہ آزما یا تھا جو کارگر

ثابت ہو اوہ منہ بسورتی واپس لیٹ گی

"سب ہی مجھے ڈانٹتے ہیں" کمبل کے نیچے سے ہلکی آواز میں سنائی دیتی سرگوشی حیدر

کے دل میں تیر کی طرح گڑھ گی وہ سر جھٹکتا دھیرے سے مسکرا دیا

زلف ریشم ہے تو چہرہ ہا جالوں جیسا

وہ تو لگتا ہے تر و تازہ گلابوں جیسا..

مریم کی آنکھ کھلی تو وہ فرش کی بجائے بیڈ پر لیٹی تھی کمرے کی فضا میں سگریٹ اور
الکل کی مہک کا احساس غالب تھا وہ کچھ دیر ساکن پڑی رہی دھیرے دھیرے حواس

بحال ہوئے تو وہ سرعت سے اٹھ بیٹھی نگاہ اپنے سامنے صوفے پر بیٹھے ہادی سے جا

ٹکرائی اس کے شکستہ اعصاب کو جھٹکا لگا تھا وہ تیزی سے اس کی طرف لپکی

"کیوں لائے ہو تم مجھے یہاں پلیزاب تو بتاؤ مجھے" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھپھک

کر رودی مگر ہادی سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھتا اس کی آہوں اور سسکیوں کو نظر انداز کرتا

اپنے شغل میں مصروف رہا

"چلو کھانا کھاؤ اس کے بعد حلیہ سنوارو پھر کچھ حساب کتاب پورا کرنا ہے تم سے" اس نے کھانے کی ٹرے مریم کی جانب کھسکائی وہ سہم کر اسے دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی

"کیا نہیں ہاں کیا نہیں تم مجھے انکار کرو گی حشر بگاڑ دوں گا میں تمہارا" وہ ایک دم طیش میں آیا تھا اسکا بازو پکڑ کر جھٹکا دیتے اتنی زور سے دھاڑا کہ دیویریں لرز گئیں وہ دبک سی گی ایسے لب و لہجے کی وہ کب عادی تھی بھلا

"مجھے جانے دو پلینز" وہ پھر سے گڑ گڑائی تھی

"کیوں جانے دوں؟؟ اس لیے تو نہیں لایا بے فکر ہو یہ محبت کا معاملہ ہر گز نہیں تمہاری بہن سے بدلہ لہنے کے لیے تم سے بہتر اور کوئی مہرہ ہو ہی نہیں سکتا"

وہ اسکے بال مٹھی میں جکڑے سرد آواز میں پھنکارا تھا

"کھانا کھاؤ" ہادی بلند آواز گر جا

"مجھے بھوک نہیں ہے" وہ حواس باختہ ہو گی

"تمہیں سنتا نہیں ہے" مسلسل نہ نہ کی تکرار نے اسے تاؤ دلادیا تبھی خطرناک

ارادوں سے اسکی جانب بڑھا پھر ٹھٹھک کر رک گیا

"سوری سوری مجھے تم سے شاید ابھی یوں بات نہیں کرنی چاہئے ابھی تو تم میرے بہت کام کی چیز ہو میری موجودگی شاید تمہیں خوفزدہ کر رہی ہے میں چلتا ہوں واپسی پر بات ہوتی ہے تم سے۔۔۔ چلو شباش کھانا کھاؤ۔۔۔ ہری اپ" وہ بے حد نرمی سے کہتا اس کے گال چھوتا باہر کی جانب بڑھ گیا مریم اس کی پشت پر نظر ڈالتی پھر سے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے سک پڑی



"سنو" وہ فیڈر بنا کر کچن سے نکلی تو عادل کی پکار پر ٹھٹھک کر رک گئی
 "سنائیے" اسی کے لہجے میں جواب دیتی وہ مطمئن دکھائی دے رہی تھی عادل
 دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اس کے روبرو آگیا

"کب تک چلے گا یہ سب" عادل کا انداز اور سوال دونوں عجیب تھے حور چونکی
 "کیا کب تک چلے گا؟؟؟"

"میرا خیال ہے اب ہمیں پرانی باتیں بھلا کر آئندہ زندگی کی طرف دیکھنا چاہئے" عادل
 نے بڑے رساں سے اپنے دل کی بات کو اس تک پہنچایا تھا

"یہ اتنا آسان نہیں ہے" حور چٹنگی

"میں نہیں جانتی آپ نے یہ سب کیوں کیا میرے ساتھ آپ کی کوئی جنموں کی دشمنی تو نہ تھی آپ کا شروع والا رویہ ہر گز بھلائے جانے کے قابل نہیں" حور کو سب کچھ ٹھیک موقع پر یاد آ رہا تھا اب بھلا اتنا اچھا موقع وہ کیسے گنوا دیتی عادل کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرا گیا

"کیسے مل سکتی ہے معافی" عادل نے صلح جو انداز اپنایا حور دل ہی دل میں مسکرائی مگر چہرے پر مزید بے زاری طاری کر لی

"ہمممم۔۔۔ یہ سوچنا پڑے گا" وہ اسے سلگا رہی تھی مگر خلاف معمول عادل نارمل تھا حور کو حیرت نے آن لیا

"یہ اتنا سیدھا کیسے ہو گیا" وہ بڑبڑائی تھی

"تو پھر سوچ لو میں ہر طرح کا ازالہ کرنے کو تیار ہوں مگر دھیان رہے میں اب مزید انتظار کی سولی پر نہیں لٹک سکتا مجھے تمہارا جواب چاہئے وہ بھی اثبات میں" وہ سنجیدہ تھا بے حد سنجیدہ ضد ہٹ دھرمی اور متانت سے کہتا وہ پلٹ گیا حور نے یونقوں کی طرح

کھلے منہ پر ہاتھ رکھا

"ہائے اسے کیا ہوا"



وہ سوکراٹھی تو بیڈ پر پڑے قیمتی اور نفاست سے سب لباس نے نوائم کی توجہ اپنی جانب

مبذول کر لی

"یہ کس کا ہے" نوائم نے نو عمر ملازمہ کا بازو سختی سے کھینچ کر اپنی جانب کیا

"آپ کا" بلیک کلر کا مدار فراق جس کے گلے اور دامن پر سلور نگینوں کا کام تھا

"صاحب آپ کے لیے لائے ہیں پہن کر تیار ہو جائیں اور نیچے آجائیں" وہ مسکرا کر ذو

معنی سے کہتے پلٹ گی نوائم نے خوشی خوشی سوٹ اٹھالیا



مریم ہادی کے جانے کے بعد کتنی ہی دیر تک روتی رہی تھی روتے روتے جانے کب

اس کی آنکھ لگ گئی اسے خبر ہی نہ ہوئی اب اٹھی تو دن چڑھ رہا تھا اس نے کھڑکی کے

پردے سر کا کر باہر کا نظارہ کیا ملگجاندھیرا چار سو پھیلا ہوا تھا چڑیوں کی چہچہاہٹ اور

گھاس ہر پڑتی شب بنم ذہن کو تروتازگی بخشتی تھی مگر وہ پھر بھی آسودہ نہ ہو سکی دودن سے بھوکے پیاسے رہنے کے سبب اس کی ہمت جواب دے گی تھی اس نے ضد اور ہٹ دھرمی کو پس پشت ڈال کر معدے کو سیر کرنے کا سوچا اور رات کے کھانے کی ٹرے سامنے کر لی معدہ میں کچھ اتر تو ذہن کچھ سوچنے کے قابل ہوا کمرے کا جائزہ لینے پر محسوس ہوا کہ یہ وہ جگہ نہ تھی جہاں وہ دودن سے موجود تھی سامنے ہی اس کی بکس اور بیگ موجود تھا اس کے ذہن نے برق رفتاری سے کام کیا وہ سرعت سے اٹھ کر اپنے بیگ کی طرف لپکی گھپ اندھیرے میں آس کا جگنو ٹمٹمایا تھا اسے آزادی کا کوئی سراہا تھ لگا تھا مگر موبائل کی عدم موجودگی نے اس کی ساری امیدوں اور خوش فہمیوں پر پانی پھیر دیا ہادی نے سب کچھ بڑی پلاننگ سے کیا تھا وہ نڈھال سی دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گی تبھی دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا ساتھ ہی بیڈ پر کچھ گرنے کی آواز آئی

"اٹھو اور اسے پہن لو" ہادی کی کرخت آواز اسے رخ موڑنے پر مجبور کر گی سامنے ہی ڈیپ ریڈ کلر کا چمکتا لہنگا اس کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا وہ دھک سے رہ گئی اب یہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا متوقع صورت حال کے خوف سے ہی اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا

"کیوں" اپنے دل کو سنبھالتے بڑی ہمت سے سوال کیا تھا

"سوال جواب سے سخت چڑھے جو کہا ہے وہ کرو" وہ غرایا تھا مریم کے بہتے آنسوؤں
میں روانی آگئی

"کیوں کر رہے ہو ایسا کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا" بے بسی کی انتہا پر پہنچ کر وہ چیخ پڑی
تھی ہادی استہزائیہ ہنسنے لگا

"تمہاری بہن نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اتنی آسانی سے تو معاف نہیں کروں گا
ایسی مات دوں گا ساری عمر یاد رکھے گی بہت پیار کرتی ہے نا تم سے درد تمہیں ہو گا تڑپے
گی وہ تب سکون آئے گا مجھے" وہ اس کی طرف لپکا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس کے
بال جکڑ لیے "مجھے یہاں چوٹ لگائی اس نے یہاں" اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اس
نے اپنے دل کی طرف اشارہ کیا

"مجھے استعمال کیا اس نے بے وقوف بنا یا میری سب سے قیمتی چیز چھین لی اس نے بھائی
کو بھائی کا دشمن بنا دیا اس بھائی سے جس سے کبھی میں نے اونچی آواز میں بات نہ کی تھی
تمہاری بہن کی وجہ سے محض اس کی وجہ سے میں نے اپنے بھائی سے منہ موڑ لیا اس
سے نفرت کرنے لگا" وہ جھٹکے سے اسے چھوڑتا پیچھے ہو ادیکھتے ہی دیکھتے اس کے چہرے

کے تاثرات خوفناک ہو گئے تھے ہونٹ بھینچ گئے ابرو تن گئے اور چہرہ جیسے تانبے کا ہو گیا

"اس سب کا بدلہ تم چکاؤ گی یہ جو آگ میرے سینے میں لگی ہے اسے تم بجھاؤ گی تم یہاں سے کہیں نہیں جاسکتی مر کر بھی نہیں" وہ گرج کر کہتا اسے سن کر گیا وہ اتنی زور سے دھاڑ رہا تھا کہ کمرے کی دیواریں لرزنے لگیں اس دیوانگی کے عالم میں اس نے کمرے کی ایک ایک چیز اٹھا کر خود ہر پھینکنی شروع کر دی مریم سہم کر پیچھے کو کھسکی اسے ہادی کی ذہنی حالت سے خوف آنے لگا تھا چند منٹوں کے کھیل کے بعد اپنی اتھل پتھل سانسوں کو سنبھالتا ٹیبل تک پہنچا اور پانی کا جگ اپنے سر پر انڈیل دیا وہ خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا ایک لمبا سانس کھینچتے ہوئے وہ اس کی طرف پلٹا اور اسے بازو سے کھینچ کر اپنی جانب گھسیٹ لیا

"اب تمہاری قسمت میں میرا دل بہلانا ہی لکھا ہے نہ میں تمہیں چھوڑوں گا نہ اپناؤں گا میرے لیے تمہاری حیثیت بس ایک کیپ کی سی ہو گی۔۔۔" اتنی نفرت تحقیر تھی اس کے الفاظ میں کہ وہ تھراگی ایسی ذلت و سسکی پر اس کی رگیں تن گئیں تھیں اسے لگا جیسے اسے کسی نے ابلتے ہوئے آتش فشاں میں دھکیل دیا ہو وہ اس کی ساکن صدمے سے

پتھرائی ہوئی آنکھوں میں دیکھتا طنز کے تیر چلانے میں مصروف تھا جب اپنے حواسوں کو یکجا کرتے بڑی ہمت سے مریم نے ہادی کا ہاتھ تھام لیا

"بہت محبت ہے نا اپنے بھائی سے" سوال بے حد عجیب تھا بہتی آنکھوں کو پوچھتی آنکھوں میں الجھن لیے اس سے پوچھ رہی تھی جازم نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا "اگر میں کہوں اس بھائی کے صدقے مجھ سے نکاح کر لو تو اگر اتنی محبت ہے تو اس محبت کا ثبوت دے دو مجھ سے نکاح کر لو خدا کا واسطہ ہے مجھے گنہگار ہونے سے بچالو" وہ

پھپھک کر روتی اسے منہ میں ڈال گی تھی اس کے ہاتھ کی گرفت خود بخود ڈھیلی پڑ گئی وہ جھٹکے سے اسے چھوڑتا بے ساختہ پیچھے ہوا چند لمحے لگے تھے فیصلہ کرنے میں بس چند لمحے وہ ایک آخری نگاہ اس کے وجود پر ڈالتا بے جان قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گیا



یا سہ اپنے آفس میں تھا جب اسے انجان نمبر سے کال موصول ہوئی اس نے بغیر غور

کیے کال اٹینڈ کر لی دوسری سمت سے آتی آواز سن کر وہ اچھل پڑا

"حیدریہ تم ہو" وہ حیران زیادہ تھا یا خوش حیدر اندازہ نہ کر سکا

"ہاں میں بات کر رہا ہوں" حیدر کے جواب پر اس نے فون کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا جو کہ اسکی پاکستان میں موجودگی ظاہر کر رہا تھا وہ یکدم کرسی سے اٹھا

"تم پاکستان کب آئے؟" اب کے انداز میں حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش بھی تھی

"کچھ ہی دن پہلے" دوسری جانب مکمل اطمینان تھا

"مگر کیوں کیا تم جانتے نہیں"

"پلیز لیکچر دینے مت لگ جانا وہ سنو جو میں کہہ رہا ہوں۔ فوراً یہاں آؤ میرے پاس تم لوگوں کی ایک امانت ہے"

"امانت کون سی امانت" وہ ٹھٹھکا تھا

"آ کر دیکھ لو" کہہ کر کال کاٹ دی گی یاسر جھنجھلا اٹھا ایک تو یہ شخص ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتا ہے مجال ہے جو کسی کی مان لے کیا شاہی فطرت پائی ہے محترم نے حکم دیا اور بس "یاسر اپنے سامنے بکھرا پھیلاوا سمیٹا منہ ہی منہ میں بڑبڑائے چلا جا رہا تھا



حیدر نے سیڑھیاں اترتی نوائم کو دیکھ کر کال کاٹ دی تھی وہ اس کے لائے ہوئے لباس

میں بلاشبہ بلا کی حسین لگ رہی تھی وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی اس تک آئی حیدر نے فی

الفور نگاہوں کا زاویہ بدلا

"میں آگی ہوں" اس نے اپنی آمد سے مطلع کیا حیدر بڑے خوبصورت انداز میں ہنس

دیا

"ارے یہ کیا" نوائم کی نظر سامنے دیوار پر لگی بڑی سی سکرین پر پڑی جہاں کارٹون فلم

چل رہی تھی

"ہائے یہ کون ہے" وہ ایک ہی جست میں وہاں تک پہنچی اور اب آنکھیں کھولے ادھر

ادھر بھاگتے کارٹونز کو دیکھ رہی تھی

یہ یہاں اندر کیسے پھنس گئے" اب وہ عقل لڑا رہی تھی مگر سب بے سود تھا تھک ہار کر

وہ واپس حیدر کی طرف پلٹ آئی جو انگلی کو مگ کے کناروں پر پھیرتا نظریں نوائم پر

جمائے ہوئے تھا

"بتائیں نا" وہ دھپ سے اس کے برابر بیٹھتی اس سے پوچھنے لگی وہ بے خیال سا تھا تبھی

چونک گیا

"کیا؟؟؟"

"وہ کون ہے"

"کارٹونز ہیں"

"آپکے کیا لگتے ہیں"

"کچھ بھی نہیں"

"کیوں"

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|... بس نہیں تو نہیں"

"کیوں نہیں"

"آریومیڈ" حیدر کو پھر سے اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہونے لگا تھا کوئی اتنا بے وقوف

بھی ہو سکتا ہے؟؟ کہیں وہ اسے بے وقوف تو نہیں بنا رہی؟؟ حیدر کو یہ سوچ ہی آگ

بگولہ کر گئی

"آپ کون ہیں" اس نے نیا موضوع چھیڑا

"بڑی جلدی یاد آگیا یہ پوچھنے کا" وہ تلخی سے گویا ہوا

"آپ پرنس ہیں نا" مرضی کا جواب اخذ کیا گیا

"واٹ؟؟؟" وہ اچھل پڑا

"امی کہتی تھیں میرا ایک پرنس بھی ہے وہ آپ ہی ہیں نا" وہ اس کے تاثرات سے بے

خبر بولے چلے جا رہی تھی حیدر جھنجھلا اٹھا

"تم مجھے پاگل کرو گی "

"نہیں تو نا سہی" نوائم نے سیڑھیاں چڑھتے حیدر کی پشت دیکھ لاپرواہی سے ہاتھ جھٹکے

اور توجہ کارٹونز کی جانب کر لی



"ہادی مجھے تم سے ہر گز ایسی امید نہ تھی" بی جان اسے دیکھتے ہی رخ پھیر گئیں تھیں وہ

چونک کر انہیں دیکھنے لگا

"کیا مطلب بی جان "

"کیا یہ سکھایا تھا ہم نے تمہیں یہ تربیت کی تھی تمہاری" اس کے یوں انجان بننے پر

انکے اشتعال میں اضافہ ہوا

"بی جان میں واقع ہی نہیں سمجھا"

"ایک لڑکی کو دن دھاڑے اغواء کرتے ہو دو دن تک اپنے پاس رکھتے ہو پھر پوچھتے ہو

کیا ہوا ہے؟؟ بنی بنائی عزت خاک میں ملادی تم نے ہادی مجھے تم سے واقع ایسی امید نہ

تھی" آخر میں ان کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی بھرا گیا ہادی بے چین سا آگے بڑھا

"وہیں رک جاؤ" بی جان نے ہاتھ اٹھا کر اسے وہیں روک دیا

"آپ کو کیسے معلوم ہوا" وہ کب سے ذہن میں مچلتے سوال کو زبان پر لے آیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نایاب آئی تھی یہاں پولیس کے ساتھ۔۔۔"

"بی جان میں آپ کو سب بتاتا ہوں" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر صلح جو انداز میں بولا مقصد

انہیں ٹھنڈا کرنا تھا

"میں اسے لے کر آیا ہوں۔۔۔ لیکن"

"لیکن ویکن کو چھوڑو جہاں سے اسے لے کر آئے ہو وہیں چھوڑ آؤ کسی معصوم کی

بددعائیں مت لو" وہ سختی سے اسے درمیان میں ہی ٹوک گئیں تھیں

"میں اسے واپس نہیں چھوڑ سکتا" وہ بے ساختہ نظریں چرا گیا

"تو پھر ٹھیک ہے نکاح کر لو اس سے جاؤ ابھی جاؤ

نکاح کرو اور باعزت طریقے سے گھر لے آؤ میں تمہیں کسی کی عزت سے کھیلنے کی اجازت ہر گز نہیں دوں گی اب مجھے اس وقت تک شکل مت دکھانا جب تک میرا حکم ناماں لو" وہ بے حد دھیمے مگر مضبوط لہجے میں کہہ کر پلٹ گئی تھیں ہادی کا دماغ بھک سے اڑا وہ دھپ دھپ کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس قدر خود غرض اور بے مروت ہو تم مجھے ہر گز اندازہ نہ تھا" یا سر نے اپنے سامنے گداز صوفے پر براجمان حیدر شاہ کو دیکھ کر جملہ کسا وہ بغیر نوٹس لیے سگریٹ کے کش لیتا دھوئیں کے مرغولے اڑاتا رہا یا سر پیچھے آدھے گھنٹے سے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے میں مصروف تھا حیدر کی خاموشی اسے مزید تپا رہی تھی

"بی جان کو معلوم ہے کیا" حیدر نے بغیر نظر اٹھائے محض نفی میں سر ہلانے پر اکتفا کیا وہ اسے جان بوجھ کر تپا رہا تھا

"تم بدل گئے ہو حیدر" اب کے اس نے انداز بدلا تھا چہرے پر مسکینی اور آنکھوں میں
 نمی لانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بلا آخر وہ حیدر کی توجہ ہٹانے میں کامیاب ہو گیا
 حیدر نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سے بے نیاز ہو گیا

"تم چاہتے کیا ہو ایک تو بغیر بتائے بغیر پوچھے سیدھا پاکستان چلے آئے کیا دنیا میں جگہ
 ختم ہو گئی تھی جو تمہیں یہاں آنے کی زحمت کرنا پڑی کہیں اور بھی تو دفع ہو سکتے تھے
 "یا سر پھر سے اسی موضوع کی طرف چلا آیا جہاں سے بات کا آغاز ہوا تھا حیدر نے
 تیوری چڑھائی

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "تم مجھے صاف وجہ بتادو"

"میں یہاں۔۔۔۔۔ ہادی کے لیے آیا ہوں "

"ہادی کوئی ننھا بچہ نہیں ہے اور نہ ہی تم اس کی اماں ہو" یا سر خود کو تلخ ہونے سے
 روک نہ پایا تھا حیدر ہنس دیا

"وہ بچہ ہی ہے"

"تمہارے لیے وہ بچہ ہو گا مگر حقیقت کی نظر سے دیکھو تو بائیس سال کا بھرپور جوان

ہے اچھا برا سمجھتا ہے وہ "یا سرنے سمجھانے کی پوری کوشش کی" اور تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ہادی اور مہک والا معاملہ بھی ختم ہو چکا ہے تمہارے ہی کہنے پر میں نے مہک کو فلیٹ۔۔۔۔۔"

"جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں بلایا" مہک کے ذکر پر اس کے چہرے کے تاثرات تن گئے تھے تبھی فوراً موضوع بدل دیا



"آپ نے کیا سوچا کب تک یونہی چلے گا اب اس سب کا کوئی نہ کوئی تو حل نکلنا چاہئے"

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"کنیز بیگم نے چائے کا کپ افضل صاحب کو پکڑاتے ہوئے رساں سے کہا

"کس بارے میں کہہ رہی ہیں آپ"

"سکندر اور ستارہ کے بارے میں"

"میں بھی دن رات یہی سوچتا رہتا ہوں اوپر سے نوائم کی گمشدگی۔۔ ستارہ بالکل ٹوٹ کر رہ گئی ہے اور سکندر وہ سارا دن اسکی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے" افضل صاحب کے لہجے میں درد واضح تھا کنیز بیگم نے اثبات میں سر ہلادیا

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ لیکن یہ بھی تو سوچیں اتنے دن گزر گئے نہ جانے کس حال میں ہوگی زندہ بھی ہوگی یا۔۔۔"

"خدا نہ کرے کیسی باتیں کر رہی ہو" افضل صاحب بے ساختہ انہیں ٹوک گئے تھے

"یہ میں نہیں کہہ رہی سارا گھر کہہ رہا ہے ندرت نے تو اچھا خاصہ محاذ بنایا ہوا ہے آتے جاتے ستارہ کو کچھ لگاتی رہتی ہے فیصل کا کچھ پتا نہیں مجھے لگتا ہے فیصل کے فرار کے پیچھے ندرت کا ہاتھ ہے اور یہ بھی تو سوچیں اگر نوآئم واپس آ بھی گی تو یہ لوگ اس کا جینا حرام کر دیں گے پہلے کی بات اور تھی افضل اب کچھ سوچ کر چلنا ہوگا" وہ دلی خدشے کو زبان پر لے آئی تھیں جو کسی حد تک درست بھی تھا

"یہ سب کچھ ستارہ کے ساتھ بھی ہوا تھا یاد ہو گا آپ کو" انہوں نے تلخ صورت حال افضل صاحب کے سامنے رکھی وہ ہاتھ کی مٹھی تھوڑی پر ٹکائے گہری سوچ میں ڈوب گئے کنیز بیگم کی باتیں سو فیصد درست تھیں کیا وقت پھر سے کہانی دہرانے والا تھا کیا اب ایک اور ستارہ اس بے رحم وقت کی بھینت چڑھنے والی تھی یہ سوچ ہی ایسی تھی کہ انہیں بے ساختہ جھر جھری آگئی



جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں بلایا " مہک کے ذکر پر اس کے چہرے کے تاثرات تن گئے تھے تبھی فوراً موضوع بدل دیا

"کیوں بلایا ہے "

"نوائم نامی کسی لڑکی کو جانتے ہو " اس نے گویا دھماکہ کیا تھا

"ہاں۔۔۔ مگر " یاسر ٹھٹھکا تھا

"وہ میرے پاس ہے کچھ دن پہلے میری گاڑی سے ٹکرا گئی تھی " یاسر شاک کی کیفیت

میں اسے دیکھنے لگا چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس نے بے ساختہ گہرا سانس بھرا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہ تھینک سیر یسلی پھو پھو اور چاچو تو بہت زیادہ پریشان تھے پھو پھو کی تو طبیعت ہی

نہیں سنبھل رہی تھی مگر " بات کرتے کرتے وہ چانکا " تمہیں کیسے پتا چلا کہ نوائم کا

تعلق ہم سے ہے کیا اس نے بتایا؟؟؟ "

"آ۔۔۔ ہاں۔۔۔ اسی نے بتایا ناں ورنہ مجھے کیسے پتا چلتا " حیدر نے جھوٹ سے کام لیا تھا

جانے کیوں

"مجھے اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں لگی آئی مین " حیدر نے بات پوری کرنے کے

لیے مناسب الفاظ کا سہارا لینا چاہا مگر یاسر نے درمیان میں ہی ٹوک دیا

"نہیں ایسی بات نہیں ہے ایچپولی وہ کبھی گھر سے باہر نہیں گی بلکہ اس کی دنیا تو ایک

کمرے تک ہی محدود تھی شاید اسی وجہ سے تمہیں وہ ابنار مل گئی"

"ایسا کیوں" حیدر نے بظاہر لاپرواہی سے پوچھا تھا مگر اس کا دماغ مکمل طور پر اسی بات

میں الجھا ہوا تھا

"پھوپھونے اسے ہم سب سے دور علیحدہ رکھا شاید چاچو کی وجہ سے" وہ دھیمے سے بتا رہا

تھا حیدر نے مزید کریدنا ضروری نہیں سمجھا مگر اس کی اگلی بات نے حیدر کے اعصاب

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کو زبردست جھٹکا دیا

"ارے مجھے یاد آیا تمہارے بابا اور چاچو سکندر جوانی میں بہت اچھے دوست تھے اس

دن زویا آنٹی کی زبانی حقیقت سن کر مجھے بھی یونہی شاک لگا تھا جیسے کہ تمہیں" یاسر

اس کے چہرے کے تاثرات جانچتا ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا حیدر کا ذہن مزید تانوں بانوں

میں الجھنے لگا

"اچھا میں چلتا ہوں مجھے بہت ضروری کام ہے پھر ملاقات ہوگی" یاسر جانے کے لیے

کھڑا ہوا

"نوائم کو بلواؤں "حیدر بھی ساتھ ہی اٹھ گیا

"نہیں اسے ابھی اپنے پاس ہی رکھو اس کا نواب ولاجانا بھی بہتر نہیں ہے "یا سر کی

بات پر حیدر کا دماغ بھک سے اڑا

"کیا کہہ رہے ہو یہ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تم جانتے ہو میں یہاں اکیلا رہتا ہوں

ایسے میں ایک جوان اور خوبصورت لڑکی کو اپنے ساتھ رکھنے کا مطلب ہے۔۔۔"

"اوہ جوان اور خوبصورت لڑکی "وہ بات اچکنا سے تاؤ دلاتا ہنسنا تھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بکو اس بند کرو "حیدر نے اس کے کندھے پر دھپ رسید کی

"ایک مشورہ دوں؟؟ اگر ایسے نہیں رکھ سکتے تو اس سے نکاح کر لو "وہ ازدارانہ انداز

میں اس کی طرف جھک کر مشورہ سے نواز رہا تھا حیدر نے جھٹکے سے اس کا بازو کندھے

سے ہٹایا

"تم جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو میں ایک شادی شدہ انسان ہو ایسے میں"

"فار گاڈ سیک حیدر۔۔۔ تم کس کو الو بنا رہے ہو خود کو یا مجھے؟؟ اس دن جو کچھ ہوا کیا تم

وہ سب بھلا کر مہک کی طرف پلٹ جانا چاہتے ہو؟؟ کیا تم ایسا کر پاؤ گے؟؟ نہیں نا تو پھر کب تک خود کو تنہائی کے عذاب میں جھلساتے رہو گے۔۔ بھول جاؤ سب اور آگے بڑھو۔۔ زندگی جی کر دیکھو۔۔ میں یہ نہیں کہہ رہا مہک کو چھوڑ دو اسلام میں چار شادیوں کی اجازت ہے تم تو پھر دوسری کرو گے کوئی گناہ نہیں " وہ اسے نی سوچ تھماتا جانے کے لیے پلٹ گیا دروازے پر پہنچ کر وہ پھر سے رک گیا

"سوچ لو اچھی طرح سوچ لو نوائم پیچھلے دو دن سے تمہارے ساتھ ہے میں اسے لے بھی جاؤں تو یہ دنیا سے جینے نہیں دے گی کون یقین کرے گا اس کی پارسائی و معصومیت کا میری درخواست ہے اسے آزمائش میں مت ڈالو اپنا نام دے کر زمانے کے منہ بند کر دو ورنہ یہ بے رحم دنیا اس سے جینے کا حق بھی چھین لیں گی " وہ اسے ساکت و جامد چھوڑ کر دہلیز پار کر گیا تھا

عشق کرنے کے آداب ہوا کرتے ہیں جاگتی آنکھوں کے کچھ خواب ہوا کرتے ہیں ہر کوئی رو کے دکھا دے یہ ضروری تو نہیں خشک آنکھوں میں بھی سیلاب ہوا کرتے ہیں کچھ فسانے ہیں جو چہرے پہ لکھے رہتے ہیں کچھ پس دیدہ خوشاب ہوا کرتے ہیں کچھ تو جینے کی تمنا میں مر جاتے ہیں اور کچھ مرنے کو بے تاب ہوا کرتے ہیں تیرنے والوں پہ

موقوف نہیں ڈوبنے والے بھی پایاب ہوا کرتے ہیں



ہادی نے مکان کا تالہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا تیز چمکتی لائٹ نے مریم کی آنکھوں
چندھیادیں وہ بازو آنکھوں پر رکھے اٹھ بیٹھی اجڑے بکھرے بے ترتیب حلیے میں وہ
اسے نڈھال اور بیمار سی لگی ہادی کو سامنے دیکھ کر اس نے تیزی سے دوپٹہ درست کیا
"ہونہہ ناٹک دیکھو پارسابی بی کے جیسے تمہارے خاندان والے تو مسجد میں نمازیں
پڑھاتے ہیں" وہ طنز کے تیر چلانے سے باز نہ آیا تھا مریم نے کمال ضبط سے اس کے
الفاظ کی کڑواہٹ کو اپنے اندر اتارا تھا

"چلو اٹھو میرے ساتھ چلو" ہادی حکم دیتا آگے بڑھنے لگا مریم کی آنکھیں اس کی پشت
کو گھور رہی تھیں وہ سمجھ نہ پائی تھی آیا یہ آزادی کا پروانہ تھا یا قید خانے کی تبدیلی
"تمہیں سمجھ نہیں آیا کیا" ہادی پلٹ کر غرایا تھا

"کہاں چلنا ہے" دل بڑا کر کے پوچھا گیا

"تمہیں بتاؤں کہاں جانا ہے ہوں بتاؤں تمہیں؟" ہادی جھٹ سے اس تک پہنچ

ساتھ ہی کھینچ کر تھپڑ اس کے گال پر رسید کر دیا وہ گال پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

"خبردار جو آج کے بعد مجھ سے کوئی سوال جواب کیا

زبان گدی سے کھینچ لوں گا تمہاری" سختی سے جبرٹا ہاتھوں میں جکڑے وہ پھنکارا تھا "سمجھی"

"چلو اب" جھٹکے سے اسے چھوڑتا آندھی طوفان کی مانند کمرے سے نکل گیا مریم

لڑکھراتے قدموں کو سنبھالتی بمشکل اس کے پیچھے لپکی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے دعایاد مگر صرف دعایاد نہیں میرے نغمات کو انداز نو یاد نہیں میں نے پلکوں سے دربار پر دستک دی ہے میں وہ سائل ہوں جسے کوئی صدا یاد نہیں میں نے جن کے لیے راہوں میں بچھایا تھا لہو ہم سے کہتے ہیں وہی عہد و فایاد نہیں کیسے بھر آئیں سر شام کسی کی آنکھیں کسے تھرائی چراغوں کی ضیاد یاد نہیں صرف دھندلائے ستاروں کی چمک دیکھی ہے کب ہوا کون ہوا کس سے خفا یاد نہیں زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں آواک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں

لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں



"بھابھی میں یاسر دروازہ کھولیں" یاسر کی آواز سن کر مہک نے جھٹ سے دروازہ

کھول دیا اور اسے لیے اندر کی طرف بڑھنے لگی

"بیٹھیے" سامنے صوفے کی طرف اشارہ کرتی خود بھی بیٹھ گئی ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک

دوسرے میں پیوست کیے وہ اسے پہلے سے زیادہ پریشان اور خستہ حال لگی

"کیا مصروفیت ہے آج کل" یاسر نے ہی بات کا آغاز کیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"فی الحال تو فارغ ہوں سوچ رہی ہوں کوئی جاب کر لوں سارا دن بوریٹ بھی تھکا ڈالتی

ہے" بے حد سنجیدگی سے جواب دیا گیا

"ہوں آپ نے آگے کا کیا سوچا" اب کے یاسر نے ڈائریکٹ بات کی تھی مہک چونکی

"ابھی بتایا تو ہے ویسے بھی مجھے اس طرح یہاں رہنا اچھا نہیں لگتا میں بہت جلد آپ کو

اس گھر کا کرایہ ----"

"بھابھی کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ" یاسر نے فوراً بات کاٹی "یہ آپ کا اپنا گھر ہے

آپ کے شوہر کا گھر ہے " وہ اپنی بات پر زور دے کر کہنے لگا

"شوہر" مہک زیر لب بڑبڑائی ساتھ ہی ہنس دی

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں اب آپ آگے کیا چاہتی ہیں زندگی یوں تو نہیں گزرتی اگر

آپ چاہیں تو میں حیدر سے بات کرتا ہوں مجھے یقین ہے وہ۔۔۔"

"کوئی فائدہ نہیں ایک بار دلوں میں میل آجائے تو پھر زندگی بھر اسے مٹایا نہیں جاسکتا

"

"مٹایا جاسکتا ہے بھابھی آپ کوشش تو کریں" یا سرنے رساں سے اسے سمجھانا چاہتا تھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہک نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں میں یہ کوشش نہیں کر سکتی"

"کیوں؟؟؟"

"کیوں کہ شاید میں یہ کرنا نہیں چاہتی ہم میں بہت فاصلے ہیں دوریاں ہیں میرے باپ

نے جو کچھ کیہ بے شک وہ بہت غلط اور ناقابل تلافی تھا ویسے بھی اب اتنے رشتے کھو کر

کسی نئے رشتے کی بنیاد نہیں رکھ سکتی اور وہ بھی اس وقت جب کہ میرے پاس کچھ بھی

نہیں "وہ بھرائے ہوئے لہجے میں کہنے لگی شاید اتنے عرصے بعد کسی کے سامنے کھل کر
بول رہی تھی یا سرنے حیرت سے اسے دیکھا

"دیکھیں جو کچھ آپ کے والد نے کیا اس میں آپ کا کوئی قصور نہ تھا آپ کا قصور فقط اتنا
ہے کہ آپ نے حیدر کو سمجھنے کی بجائے الٹا سے قصور وار سمجھا"

"میں نے جو کیا ٹھیک کیا" ضد اور ہٹ دھرمی عود کر آئی تھی تبھی تیز اور مضبوط لہجے
میں اسے ٹوک گی

"مجھے اس پر کوئی شرمندگی نہیں" مہک کا چہرہ سپاٹ تھا یا سرنے کو ڈھونڈنے سے بھی کوئی
شرمندگی و خجالت کے آثار نہ ملے

"اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے میں آپ کو فورس نہیں کر سکتا" وہ صوفے سے اٹھا "اتنا بتاتا
چلوں حیدر شادی کر رہا ہے اور میرا خیال ہے بالکل ٹھیک کر رہا ہے وہ کسی کے لیے
کیوں اپنی زندگی کو کیوں برباد کرے جو خود کو غلط سمجھنے پر بھی تیار نہیں" یا سرنے تلخ ہو گیا
تھانہ جانے کیوں مہک کا چہرہ یکدم سفید پڑا تھا

"کس سے کر رہا ہے"

"میری کزن سے لو میری تاج" یاسر نے اپنی طرف سے ہم پھوڑا تھا مگر مہک کے ٹھنڈے

اور سپاٹ رد عمل نے اسے حیرت میں ڈال دیا

"چلو اچھا ہے۔۔۔ یقیناً وہ بہت خاص ہوگی تبھی تو حیدر شاہ کے دل میں جگہ بنالی" وہ

دھیرے سے کہہ کر اٹھ گی یاسر کو نہ جانے کیوں غصہ آیا تھا

"کیسی بیوی ہے" وہ بڑبڑاتا ہوا واپس گاڑی میں آ بیٹھا



"اب تمہارے لیے کیا شاہی سواری کا بندوبست کرنا پڑے گا" ہادی کی تیز چنگھاڑتی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آواز پر وہ چونک کر متوجہ ہوئی

"دروازہ بند کر کے آؤ" مریم نے فوراً اس کے حکم پر عمل کیا تھا اب وہ کمرے کے عین

وسط میں کھڑی انگلیاں چٹختی اس کے اگلے حکم کی منتظر تھی اور ہادی بڑے اطمینان

سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اس کا جائزہ لینے میں مصروف

بلیک اور پنک کمہر مینیشن کے سٹائلش سوٹ میں ملبوس وہ اسے پہلے سے فریش لگی وہ

یکدم چونک کر سیدھا ہوا

"تمہیں کپڑے بدلنے کے لیے کس نے کہا تھا" وہ اس کے نئے قیمتی لباس پر نظریں گاڑھے درشتی سے کہنے لگا

"وہ۔۔۔۔ وہ بی جان نے" وہ ہکلائی تھی ہادی استہزائیہ ہنسا

"کتنی تیز ہونا تم سیدھا نام اس ہستی کالے رہی ہو جسے میں کچھ کہہ نہیں سکتا "

"نہیں سچ میں" وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ہادی نے ہاتھ اٹھا کر ناگواری سے ٹوک دیا

"اچھا چپ یہ کمرہ دیکھو صاف ہے؟؟" اس نے کمرے کی حالت کی طرف توجہ دلائی جسے دیکھ کر اسے صحیح معنوں میں جھٹکا لگا تھا یہ سب ہادی کی کارستانی تھی

"نہیں"

"تو پھر صاف کرو کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ چلو جلدی کرو آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس اچھے سے صاف کرو" وہ حکم دیتا وی کی جانب متوجہ ہو گیا مریم پلک جھپکائے بنا اس سگندل کو دیکھتی رہی

نیا اک رشتہ پیدا کیوں کریں ہم پچھڑنا ہے تو جھگڑا کیوں کریں ہم خاموشی سے ادا ہو

رسم دوری کوئی ہنگامہ برپا کیوں کریں ہم یہ کافی ہے کہ ہم دشمن نہیں وفاداری کا دعویٰ
کیوں کریں ہم



حیدر صوفی پر بیٹھا فائلوں کے ڈھیر میں سردیے الجھا ہوا تھا گا ہے بگا ہے نظر اٹھا کر
دائیں جانب بیٹھی نوائم کو بھی دیکھ لیتا

"نکالو منہ سے باہر ورنہ ایک لگاؤں گا اب" وہ تین دفعہ اسے ناخن چبانے سے روک
چکا تھا مگر چوتھی بار اس کی مسلسل یہی حرکت نے اسے تپا ڈالا حیدر کی تیز اور قدرے
غصیلی آواز پر نوائم نے فوراً ہاتھ نیچے کیا کچھ گھنٹے قبل ہی نوائم اور حیدر کا نکاح ہوا تھا
حیدر کے لاکھ اصرار پر بھی یا سراب تک نوائم کو لینے نہ پہنچا تھا وہ پہلے ہی تپا بیٹھا تھا اوپر
سے نوائم کی حرکات۔۔۔۔

"وہ کیا ہے" اس نے دیوار پر لگی پینٹنگ کی طرف اشارہ کیا

"درخت ہیں اور کیا ہے" بڑا صاف اور سیدھا جواب تھا نوائم نے برا سامنہ بنایا

"نہیں اس کے ساتھ کیا ہے"

"دیکھو اگر فریج میں کوئی آلو بخارا ہے تو محترمہ کو لا کر دیں" کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ گیا تھا اور پیچھے رہ گئے تھے نوائم اور اس کے آلو بخارے جن کو وہ بڑے تاک تاک کر دیوار پر نشانے مار رہی تھی اور بیچاری ناز و آنکھیں پھاڑے اس کی کاروائی ملاحظہ کر رہی تھی

"ایسے کھیلتے ہیں نا آؤ تم بھی کھیلو"



"ہو گی صفائی" ہادی نے آدھے گھنٹے بعد کمرے میں جھانک کر پوچھا "جی" اسنے

تابع داری کا مظاہر کیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پورا دروازہ کھول کر اندر آ گیا

"ہوں" اب وہ گھوم کر ہر شے کا بطور خاص جائزہ لے رہا تھا

"یہ تم نے صفائی کی ہے" اسکے تاثرات میں یکدم ہی سختی آئی تھی ہر شے کو تنقیدی

انداز میں گھورتے آخر میں نگاہیں اس پر جمادیں

مریم نے ہٹ بڑا کر اسے دیکھا ہر شے چمکتی دمکتی صاف ستھری تھی تبھی اسکے غصے کی وجہ

جاننے سے قاصر رہی

"ڈریسنگ روم میں تو جھانکا بھی نہ ہو گا تم نے؟؟" نیا اعتراض کا نقطہ اٹھایا گیا

"نہیں میں تو" وہ کہنے ہی والی تھی پر اپنی طرف بڑھتے ہادی کو دیکھ کر لب دانتوں تلے
دباگی

"نہیں نا چلو میں دکھاتا تمہیں "

وہ اسے بازو سے تھامے کھینچتا چلا گیا

عشق کرنے کے آداب ہوا کرتے ہیں جاگتی آنکھوں کے کچھ خواب ہوا کرتے ہیں ہر
کوئی رو کے دکھا دے یہ ضروری تو نہیں خشک آنکھوں میں بھی سیلاب ہوا کرتے ہیں
کچھ فسانے ہیں جو چہرے پہ لکھے رہتے ہیں کچھ پس دیدہ خوشاب ہوا کرتے ہیں کچھ تو
جینے کی تمنا میں مر جاتے ہیں اور کچھ مرنے کو بے تاب ہوا کرتے ہیں تیرنے والوں پہ
موقوف نہیں حیدر ڈوبنے والے بھی پایاب ہوا کرتے ہیں

"بی جان تھک گیا ہوں میں... ان نفرتوں اور عداوتوں کے خاردار رستوں پر چلتے چلتے
پیر دکھنے لگے ہیں۔ اب بس رک جانا چاہتا ہوں کسی آرامدہ جگہ پر ٹھنڈی چھاؤں میں

بیٹھ کر کچھ دیر سستا ناچا ہتا ہوں میں جینا چاہتا ہوں بی جان "

حیدر نے آنکھیں سختی سے میچ کر سرانکے گٹھنے پر رکھ دیا وہ اسکے نکاح کا سن کر رک نہ پائی تھیں تبھی فوراً اسکے پاس پہنچ گئیں حیدر بھی تو اتنے عرصے سے انکی ممتا کی ٹھنڈک محسوس نہ کر پایا تھا اب جو غم خوار میسر آیا تو دل کا بوجھ بانٹتا چلا گیا بی جان نے محبت سے اسے بال سنوارے

"تو کس نے روکا ہے حیدر میرے بچے میں بھی تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں بہت خوش ہر غم سے پاک اور آسودہ چھوڑو سب لوٹ آو واپس سب تمہارے منتظر ہیں "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews ..

"میں بھی کب رکنا چاہتا ہوں اب تو دل پر پڑا بوجھ بھی ہٹ گیا ہے بابا کے قاتل اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں بس اک خاص وقت کا انتظار ہے "

"اور مجھے یقین ہے وہ وقت بہت جلد آئے گا "بی جان دھیرے سے مسکرائی تھیں

ساتھ ہی جھک کر اسکی پیشانی چوم لی

"بس میری اک گزارش ہے آپ سے "

"بلا جھجک کہو" وہ ہمہ تن گوش ہوئی تھیں ایسا بھلا کب تھا کہ حیدر کچھ مانگے اور بی

جان اسے پورا نہ کریں

"آپ نوائم کو یہاں سے لے جائیں وہ بہت معصوم ہے بی جان میں چاہتا ہوں واپسی کے

بعد اسے پوری شان و شوکت اور سجد و حج سے حیدر شاہ کے دل کی زینت کو شاہ و لا کی

رونق بناوں وہ میرے دل کی ملکہ ہے اسے اک ملکہ کا مقام ملنا چاہیے "وہ بڑے واضح

انداز میں اپنا پیغام ان تک پہنچا گیا تھا بی جان نے دل ہی دل میں اسکی آئندہ زندگی کی

ڈھیروں دعائیں کر ڈالی



"تمہیں شاید معلوم نہیں میں کتنا صفائی پسند ہوں"

ہادی نے پاؤں میز پر ٹکاتے گردن فخریہ اکڑا کر جملہ پورا کیا یہ الگ بات تھی کہ اسے

ہمیشہ اسی صفائی پسند طبیعت کے باعث اپنا پھیلا وہ خود سمیٹنا پڑتا تھا

مریم نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا اور استری شدہ کپڑے اٹھا کر وارڈروب میں سیٹ

کرنے لگی ہادی پچھلے دو گھنٹے سے اسکے سر پر سوار اپنی وارڈروب کی صفائی کر رہا تھا

ساتھ ساتھ طنز کے نشتر بھی جاری تھے پر مریم نے نہ بولنے کی گویا قسم کھائی تھی مگر
اس وقت اسکی برداشت کی حد ختم ہو گئی جب تہہ شدہ اور سلیقے سے رکھے کپڑوں کو
ہادی نے ایک جھٹکے سے باہر الٹ دیا

وہ اپنی محنت کی بربادی پر گنگ سی اسے دیکھے گئی

"کسی کام کی نہیں ہو تم جاہل گنوار"

وہ محض اسے ٹارچر کرنے کے لیے یہ سب کر رہا تھا

مریم کے تن بدن میں اشتعال کی ایک تیز لہر اٹھی "مت بھولیں یہی جاہل گنوار اب
آپکی بیوی ہے جو مستقل آپکی پلے پڑ چکی ہے"

ہادی کو اس سے ایسے جواب کی شاید امید نہ تھی تبھی وہ پل بھر کو چونکا تھا دوسرا تاثر جو

اسکے چہرے پر ابھرا وہ غصے کا تھا وہ لپک کر اس تک پہنچا

"بڑی زبان چلنے لگی ہے ہوں مت بھولو ابھی میں نے تمہیں ایسا کوئی حق نہیں دیا کہ تم

اترانے لگو

میں چاہوں نا تو پل بھر میں تمہیں زمین پر لاسکتا ہوں" وہ چہرہ اسکے قریب کرتے

پھنکارا تھا مریم پر گرم پانی گر گیا

مارے اہانت کے اسکا چہرہ تپش چھوڑنے لگا تھا "چلو دوبارہ سب سیٹ کرو خبردار جو
آواز نکالی "

اسنے ہاتھ سے مریم کو وار ڈروب کی جانب دھکیلا تھا ساتھ ہی اگلا حکم جاری کیا "یہ
سب دوبارہ استری کرو"

وہ کپڑوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کرتا پھر سے صوفے پر براجمان ہو گیا

مریم کی آنکھوں سے سیل رواں ہونے لگا جسے چھپانے کو وہ رخ پھیر گئی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



"یہ یہاں کیا کر رہا ہے میں ہر جگہ ڈھونڈ رہی ہوں" حور دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر

داخل ہوئی عادل کو علی کے ساتھ بیڈ پر سوتے دیکھ کر وہ مشتعل ہو کر چلائی تھی

"آہستہ بیگم آہستہ... بچہ سو رہا ہے" عادل نے سرگوشی کے انداز میں اسے چپ رہنے

کا اشارہ کیا حور نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا "ایسے کیا دیکھ رہی ہو قتل کرنا

ہے کیا"

وہ چڑانے سے باز نہ آیا تھا

حور علی کو اٹھانے آگے بڑھی "رکور کو" عادل لپک کر سامنے آیا وہ بمشکل سنبھلی

"میرے پاس ایک پلان ہے" مقصد بات کو طول دینا تھا

"پوچھو گی نہیں کیا" اسے چپ دیکھ کر پھر زبان پھسلی

"خود ہی فرمادیں" وہ مزید چڑی تھی

"تم شاید بچپن سے ایسی ہو" عادل نے متاسفانہ سر ہلایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
"کیسی"

"نک چڑھی"

حور نے دانت کچکچائے ساتھ ہی واپسی کے لیے قدم بڑھا دیئے

"اچھا اچھا سنو" وہ پھر سے راستے میں آیا

"میں سوچ رہا ہوں میں اور تم یعنی کہ میں اور تم" اب کے اسنے میں اور تم پر خصوصاً

زور دیا

"مسٹر اینڈ مسز عادل ہنی مون کے لیے نہ چلیں" اسنے بے حد سٹائل سے مسکرا کر اسکی

طرف قدرے جھک کر فدا ہونے والے انداز میں بات پوری کی تھی پراثر الٹا ہوا

حور نے آستینیں چڑھالیں

"مسٹر کسی خوش فہمی میں مت رہنا ایسے حربوں سے آپ حور فیضان کا دل نہیں جیت

سکتے"

وہ پیر پٹختی سائیڈ سے نکلنے لگی

"تو پھر کس طرح جیتیں آپ ہی بتا دیجیے"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ خوشگوار موڈ میں تھا تبھی بغیر برامانے مسکراتا رہا

"ضروری نہیں سمجھتی" وہ مزید اترای تھی آخر اتنا تو اسکا حق تھا

"کہاں جا رہی ہو" عادل نے اسے قدم بڑھاتے دیکھ کر پوچھا

"جہنم میں"

"میں بھی چلوں" وہ کون سا کم تھا

"آپ ہی چلے جائیں"

"بشرطیکہ آپکا ساتھ ہو"

عادل نے دانت نکوس کر اسے تپایا تھا وہ پاؤں پٹختی اسے پرے دھکیلتی باہر نکل گی



"پھوپھو ارے پھوپھو کہاں ہیں آپ" یاسر نے لاؤنج میں قدم رکھتے ہی تیز آواز میں

چلانا شروع کیا

"ہاں بھی یہاں ہوں میں" ندرت نے بیٹھے لہجے میں جواب دیا

"ارے نہیں میں ستارہ پھوپھو کا پوچھ رہا ہوں" وہ کھسیا کر وضاحت دینے لگا کچھ بعید نہ

تھا کہ ندرت اس جواب پر اسے جھڑک دیتی مگر صد شکر کہ ستارہ کی آمد پر ان کی توپوں

کارخ دوسری طرف ہو گیا

"کیا بات ہے یاسر" لہجے میں یاسیت تھی

"ایسے نہیں پھوپھو اتنی اچھی خبر ہے اب ایسے موڈ کے ساتھ سنیں گی" یاسر نے بازو

ان کے کندھے پر پھیلاتے محبت سے کہا ندرت نے ناگواری سے پہلو بدلا

"نوائم کا پتہ چلا کچھ" ان کے چہرے پر بے ساختہ جگنو کی روشنی پھیلی تھی
 "جی ہاں اب آپ بے فکر ہو جائیں وہ بالکل ٹھیک ہے اور محفوظ بھی" یاسر نے جوش
 میں انہیں جواب دیا ندرت اور شکیلہ کے ساتھ ساتھ سیڑھیاں اترتے سکندر اور حور
 بھی چونک گئے

"کیا؟ سچ کہہ رہے ہو؟؟ کہاں ہے وہ؟؟ مجھے لے چلو اس کے پاس ابھی لے چلو" وہ
 خوشی و دکھ کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ ضدی لہجے میں بولیں
 "آپ بے فکر ہو جائیں ایک دو دن میں وہ ہمارے پاس ہوگی"
 "واہ بھی واہ چار دن سے غائب لڑکی بالکل محفوظ بھی ہو اور ٹھیک بھی کیسی باتیں
 کرتے ہو لڑکے" ندرت فوراً فارم میں آئی تھی

"نجانے کون سا گل کھلا کر آرہی ہے میں تو کہتی ہوں اسے اس گھر سے باہر ہی رکھو بیاہ
 دو کسی سے گھر میں اس منحوس کا قدم نہ جانے کیسی آفت لے آئے" شکیلہ کون سا کم
 پیچھے رہنے والی تھی ستارہ کارنگ یکدم سفید پڑا

"اس سب کے لیے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ انشاء اللہ اپنے

سسرال کے ساتھ ہی یہاں آئے گی "یاسر نے بم پھوڑا تھا ستارہ نے آنکھیں پھاڑ کر
یاسر کو دیکھا

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں پھو پھو وہ میرا دوست تھا نا حیدر فیضان انکل کا بیٹا وہ پچھلے چار
دن سے اسی کے پاس تھی اور ان سب سوالوں سے بچنے کے لیے ہی تو میں نے ان
دونوں کا نکاح کروایا ہے "یاسر نے نرمی سے ان کے ہاتھ دباتے تفصیل گوش گزار کی
"کیا کیا کہا آپ نے پھر سے کہیں "حور بجلی کی سی تیزی سے یاسر کے سامنے آئی وہ

گڑ بڑا گیا

"آپ نے کہا بھی زندہ ہیں آپ نے یہی کہا نا بولیں نا یاسر بھائی مجھے بتائیں "وہ بغیر کسی کا
خیال کیے اس کا بازو پکڑے سوال پر سوال کر رہی تھی ہر کوئی شاک میں تھا جو بندہ چند
ماہ پہلے مر چکا ہو اس کے یوں اچانک زندہ ہونے کی خبر دھماکہ سے کم نہ تھی یاسر کو خود
پر بے اختیار غصہ آیا جلد بازی میں وہ کیا سے کیا کر بیٹھا تھا اس کا احساس اسے اب ہوا



"یہ لڑکی کون ہے "ڈائمنگ ٹیبل پر بی بی جان کے ساتھ نوائم کو موجود پا کر وہ چونک گیا

تبھی کرسی گھسیٹتے سوال کر بیٹھا

"یہ بہت خاص اور اہم ہے" بی جان نے نرمی سے مسکراتے جواب دیا ساتھ ہی توجہ

سالن کا ڈونگہ لاتی مریم کی جانب کر لی

"بھی تم کن کاموں میں ابھی ہونئی نویلی دلہن ہو مانا کہ ہم تمہارا اس طرح چاؤ نہ کر

سکے مگر اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ جا کر کچن میں کھڑی ہو جاؤ" بی جان کو اس کا یوں

کام کرنا ہر گز پسند نہ آیا تھا

"وہ بی جان" اس نے کوئی مناسب بہانہ ڈھونڈنا چاہا نظریں جھکی ہونے کے باوجود

اسے ہادی کی سخت نگاہیں خود پر محسوس ہو رہی تھیں

"چلو آؤ بیٹھو" بی جان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے ہادی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے

کو کہا وہ جھجھکتی ہوئی اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"کام کرنے دیں اسے عادت پڑے گی ورنہ آپ تو جانتی ہیں ایسی لڑکیوں کو سر پر چڑھا

لو تو بعد میں بہت مشکل ہوتی ہے" ہادی نے سالن اپنی پلیٹ میں نکالتے ناگواری سے

تبصرہ کیا بی جان نے حیرت سے ہاتھ روک کر اسے دیکھا

"یہ کس انداز میں بات کی تم نے ہادی" وہ اپنی حیرانی پر قابو نہ رکھ پائی تھیں ہادی سے

جواب نہ پا کر وہ مزید کہنے لگیں

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔"

"آپ مجھے کم از کم اس کے ساتھ مت ملائیں" وہ غصے میں آگیا تھا تبھی آواز پر قابو نہ رہا

جس کا احساس بی جان کی تنبیہی نگاہ نے دلایا

"میں کل سے آفس جوائن کر رہا ہوں آپ کی سب شکایتیں دور کر دوں گا اور تم"

دھیمے دھیمے لہجے میں کہتے آخر میں نگاہ مریم کی جانب کی وہ فوراً متوجہ ہوئی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چائے میرے کمرے میں لے کر آؤ"

"اسے کھانا تو کھانے دو بی بی بنا دے گی چائے" بی جان نے پھر سے مداخلت کی ان کی یہ

حمایت ہادی کو بے حد کھلی تھی وہ کرسی کو ٹھوکر مارتا تن فن کرتا باہر نکل گیا

"ہائے اتنا غصہ آپ سے لڑائی ہوئی ہے کیا" نوائم نے تب سے کھلے منہ پر ہاتھ رکھ کر

بے یقینی سے مریم سے پوچھا وہ نظریں چراگی

"پتہ نہیں کیا ہو گیا اس لڑکے کو" بی جان گہرا سانس بھر کر رہ گئیں



"یا سر۔۔۔ تم نے ہم سب سے جھوٹ بولا تم جانتے بھی ہو کسی کے لیے کتنا جان لیوا ہو سکتا تھا یہ" افضل صاحب اب اس کی کلاس لے رہے تھے

"میری بات تو سنیں میں سب بتاتا ہوں آپ کو" وہ پھر سے صفائی دینے لگا

"وہ سب چھوڑو تم مجھے نوائم سے ملو اور میری تسلی ہو جائے گی ذرا سکون آجائے" ستارہ پھر سے اس کے سامنے آئیں

"میں آپ کو ابھی نہیں لے کے جاسکتا پلیز سمجھیں وہ حیدر کے گھر پر ہے مگر وہاں پر ابھی کوئی نہیں جانتا حیدر کے بارے میں" اس نے بار بار وہی بات دہرائی پھر سے کہی وہ چپ چاپ آنسو پتی صوفے پر جا بیٹھیں

"اس کا ہم پر احسان ہے اس نے ہماری عزت کو خاک ہونے سے بچا لیا بے شک وہ فیضان ہی کا بیٹا ہے" سکندر نے پہلی بار لب کشائی کی آنکھوں کو بار بار پونجھتے وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہہ رہے تھے

"ارے کیسا احسان سچ کہوں گی اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کو کر لیا نکاح دو دن نہ چلے گی یہ

شادی کون کرتا ہے گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی سے شادی "ندرت نے حسب عادت زیر
 اگلا تھا اپنے الفاظ کی سنگینی کا شاید انہیں اندازہ نہ تھا وہاں موجود ہر شخص کو سانپ سونگھ
 گیا

"آپ فکر میں کیوں ہلکان ہو رہی ہیں پھوپھو ابھی دنیا اچھے لوگوں سے خالی نہیں آپ
 اپنے بیٹے کی فکر کریں اس دنیا میں روز نئے نئے حادثات ہوتے ہیں خدا نخواستہ اسے کچھ
 ہو گیا تو" یہ تھا عادل بلا کا منہ پھٹ ندرت کو پتنگے لگ گئے

"تمہارے منہ میں خاک وہ کیوں مرے مرے میں اس کے دشمن" وہ باقاعدہ لڑنے کو
 تیار اٹھ کھڑی ہوئیں

"میں نے تو اپنا خدشہ ظاہر کیا ہے اب اگر وہ درست ہو جائے تو میرا کیا قصور" اس نے
 لاپرواہی سے کندھے جھٹکے یا سر نے بات بڑھتی دیکھی اس کا بازو تھام کر باہر کی طرف
 کھینچنا جانتا تھا عادل ستارہ کا مقدمہ لڑنے سے باز نہ آئے گا اور ندرت بیٹے کے خلاف
 ایک لفظ نہ سنیں گی



"چائے نہیں بنی ابھی تک کام چور" ہادی کی تیز اور سخت آواز پر وہ فوراً پلٹی
 "بن گئی ہے" اس نے فوراً کپ اس کی طرف بڑھایا ہادی نے کپ اس کے ہاتھ سے
 لے کر وہیں چھوڑ دیا وہ اچھل کر پیچھے ہوئی گرم گرم چائے کے کچھ چھینٹے اس کے
 پاؤں ہر بھی گرے تھے ابھی وہ کچھ سمجھنے کی کوشش میں ہی تھی کہ ہادی نے اگلا حکم
 صادر کیا

"اسے صاف کر دو دیکھ نہیں رہی کتنا گند اہور ہا ہے" وہ وہیں ہر جم کر کھڑا تھا مریم نے
 فوراً اس کے حکم کی تعمیل کی
 "ادھر دیکھو میری طرف" ہادی کی آواز پر اس نے سر اٹھایا تو وہ ہاتھ میں موبائل لیے
 اس کی تصویر بنانے میں مصروف تھا وہ لمحے کے ہزاروں حصے میں اس کی چالاکی سمجھ گئی
 "اب یہ تصویر تمہاری بہن کو بھیجوں گا دیکھتے ہیں کتنا پیار ہے تم سے تب تو ضرور آگ
 لگے گی نا" وہ آنکھ دبا کر مسکرایا ساتھ ہی
 دوبارہ چائے بنانے کا حکم دیتا باہر نکل گیا



لا پرواہی سے کھلے تھی ماتھے پر پڑے سلکی بال اور نیلی آنکھیں جو سامنے والے کو اپنا دیوانہ کرنے کی صلاحیت میں مالا مال تھیں

"کتنا خوبصورت ہے یہ شخص اور دل کتنا سیاہ ہے" اسے دیکھ کر دل نے بے اختیار سرگوشی کی تھی وہ شیشے میں اپنا اور ہادی کا موازنہ کرنے لگی ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے وہ اس کا اور ہادی کا کوئی جوڑ نہ تھا مگر پھر نایاب کی جگہ اسے کیوں اس جرم کی بھینت چڑھا دیا جو اس نے کیا ہی نہیں تھا نایاب کو لے آتا کم سے کم ساتھ کھڑے اچھے تو لگتے وہ یہ سب صرف سوچ رہی تھی کہہ کچھ نہ سکی ہادی کے جھنجھوڑنے پر چونک کر متوجہ ہوئی جو کہہ رہا تھا

"تمہیں سچ بتاؤں مجھے تو کالے رنگ سے سخت چڑ ہے میں تو شرٹ بھی بلیک نہیں پہنتا اور تو اور کمرے میں کوئی کالے رنگ کی چیز بھی میری برداشت سے باہر ہے لیکن دیکھو میں اتنے دنوں سے کالی چڑیل کو اپنے اس خوبصورت سے کمرے میں برداشت کر رہا ہوں سوچو کتنا عظیم ہوں" وہ اسے سلگا رہا تھا چڑا رہا تھا مریم کی برداشت جواب دے گی وہ برش ٹیبل پر پٹختی غصے سے باہر کی جانب بڑھی ہادی کے چھت پھاڑتے نے دروازے تک اس کا پیچھا کیا

"اف کیسی لڑکی ہے۔۔ جواب بھی نہیں دیتی" وہ بڑبڑایا تھا پھر خود بھی اٹھ کر اس کے

پیچھے چل پڑا



"بی جان آپ سب جانتی تھیں آپ نے بھی مجھے بے خبر رکھا" حور کی ناراضگی بھری

آواز پر ہادی ہٹھک کر باہر ہی رک گیا

"کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو حور بات کو سمجھو یہ سب ہماری مجبوری تھی اسے

اس گھر سے ہم سب سے بلکہ اس ملک سے دور رکھنا یہ سب اس کی آئندہ زندگی کے

لیے ضروری تھا" وہ محبت سے اس کے بال سلجھاتی منانے کی کوشش کر رہی تھیں

"ویسے کون کون شامل تھا اس پلین میں" وہ ہنوز ناراض تھی بی جان نے گہرا سانس لیا

"میں اور یاسر"

"واٹ ہادی کو بھی بے خبر رکھا آپ جانتی ہیں وہ کتنا غصہ ہوگا" وہ حیرت سے چلا اٹھی

تھی

"آہستہ" بی جان کے ٹوکنے پر اس نے زبان دانتوں تلے دبالی

"ویسے یہ ہادی کہاں ہے اس نے شادی کر لی اور کسی کو بتانا بھی ضروری نہ سمجھا غیروں کی طرح اطلاع کر دی" وہ پھر سے شکوے شکایتوں پر اتری

"فنکشن کریں گے تو سب کو انوائٹ کریں گے"

"اور یہ فنکشن کب ہوگا"

"میں تو سوچ رہی ہوں تھوڑا انتظار کر لیں ان کے ساتھ ہی حیدر اور نوائم کا بھی ولیمہ منعقد کر لیں گے" انہوں نے اپنی دل کی بات کہی حور نے زور و شور سے ان کے فیصلے کی تائید کی تھی اس سے بے خبر کہ باہر کھڑے ہادی کے چہرے پر کیسے تکلیف دہ تاثرات نے جنم لیا تھا



"ہادی نہیں آیا آپ لوگوں کے ساتھ" افضل صاحب نے مسکرا کر پوچھا

"پتہ نہیں کہاں نکل گیا ہے میں نے سوچا انتظار کرنے سے بہتر ہے جلد از جلد امانت لوٹا دوں" بی جان بھی رساں سے گویا ہوئیں وہ حور کے ساتھ ہی واپسی پر نوائم کو

چھوڑنے چلی آئیں تھیں

"کیوں نہیں اب تو ویسے بھی آنا جانا لگا رہے گا دوہری رشتہ داری جو ہوئی" کنیز بیگم نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تھا بی جان مسکرا کر گم صم بیٹھی ستارہ کو دیکھنے لگیں جو نو ائم کو ساتھ لپٹائے ہوئے تھیں

"اب آپ بالکل بے فکر ہو جائیں ستارہ یہ ہماری امانت ہے جسے ہم بہت جلد لے جائیں گے" انہوں نے روایتی الفاظ کا استعمال کیا ستارہ بے اختیار چونکیں

"ضرور میں تو خود اس وقت کے انتظار میں ہوں کہ کب بیٹی اپنے گھر کی ہو اور مجھے سکون سے موت نصیب ہو" دکھ تکلیف یا سیت کرب کے نہ جانے وہ کون سے مقام پر تھیں بے اختیار ہی لفظ پھسل پڑے بی جان نے ٹھٹھک کر انہیں دیکھا

"ستارہ میرا خیال ہے تمہیں آرام کرنا چاہئے آؤ تمہیں چھوڑ دوں" کنیز بیگم فوراً اس تک آئیں تھیں مگر ستارہ کی نظریں ہنوز بی جان پر تھیں

"میری بچی نے بہت دکھ دیکھے ہیں اسے مزید کسی تکلیف میں مت ڈالنا یہ آپ کی بیٹی نہ سہی مگر بیٹی جیسی سمجھے گا" وہ بے اختیار پھپھک کر رو پڑی تھیں بیٹی کو دیکھنے کو دل بے چین تھا مگر اب اس کے مستقبل کے وسوسے مار رہے تھے ندرت اور شکلیہ کے ارادے بھی ٹھیک نہیں تھے جو الفاظ ستارہ کا سینہ چھلنی کر دیتے تھے وہ کہیں ان کی بیٹی

کا مستقبل تاریک نہ کر دیں یہی خوف کا احساس انہیں بی جان کے سامنے زبان کھولنے پر مجبور کر گیا بی جان اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھیں

"آپ کیوں خوفزدہ ہیں یہ میری بہو ہے میرے گھر کا چاند میرے بیٹے کی پسند ہے کیسے ممکن ہے کہ اسے وہ چاہ نہ ملے جو اس کا حق ہے آپ بالکل بے فکر ہو جائیں ہر خوف اور خدشہ دل سے نکال دیں آپ کی بیٹی پر کوئی حرف نہ آئے گا میں حالات سے آگاہ ہوں"

انہوں نے واقعات کی آگاہی سے ستارہ کو لاعلم نہ رکھا تھا اور ستارہ اس عورت کے ظرف پر حیران تھی جو اپنے منہ بولے بیٹے کی پسند کو ہر حال میں قبول کرنے کو تیار تھیں

نایاب کے بھائیوں کو پتا چل گیا تھا ہادی نے جو مریم کے ساتھ کیے

ثناقب نے ہادی کو گولی مار دی یا سرنے حیدر کو کال کی اور حیدر کو بتا دیا ہادی کو گولی لگ گئی

"میرا بھائی ہاسپٹل میں ہے اور تم کہہ رہے ہو میں یہاں خاموشی سے بیٹھوں آرام

کروں" حیدر کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا

"یاد دیکھو تم یہاں آؤ گے تو کسی کی بھی نظروں میں آسکتے ہو ہادی کو صرف دو گولیاں لگی ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے ابھی میں تمہاری ڈاکٹر سے بھی تسلی کروادیتا ہوں" یاسر نے اس اڑیل گھوڑے کو سمجھانا چاہا

"ٹھیک ہے تم اسے گھر لے کر پہنچو میں دیکھتا ہوں یہ سب کیا کس نے ہے" وہ درشتی سے کہہ کر کال کاٹ گیا تھا اور چند منٹ بعد ہی وہ معاملہ کی تہہ تک پہنچ چکا تھا

"مناقب شاہ۔۔۔۔۔ اب تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے"

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کون اور کس سے ملنا ہے آپ کو" وہ ملازمہ کے ہمراہ چلتی ہوئی لاؤنج تک پہنچی تھی جہاں اس کا سامنا نامتہ سے ہوا

"یہ جناب یاسر کا ہی گھر ہے نا مجھے مسز حیدر سے ملنا ہے انہوں نے بتایا تھا وہ یہیں ہے" وہ انگلیاں چٹختی اسے حیرانی سے دوچار کر گئی

"آپ بیٹھیں میں بلاتی ہوں" انامتہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتی نوائم کو بلانے چل دی ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی پلٹ کر دیکھنے پر

جو چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا وہ اسے گہرے شاک میں مبتلا کر گیا حور بھی بے اختیار
چونکی

"تم یہاں" حیرت کے جھٹکے سے سنبھل کر وہ فوراً اس کے مقابل آئی

"کیا لینے آئی ہو یہاں" اس کا انداز نفرت آمیز تھا مہک کو یقین ہی نہ آیا یہ اس کی

دوست حوری ہے

"میں یہاں" وہ کہنے ہی والی تھی کہ حور نے درشتی سے بات کاٹ دی

"بس بس اب لمبی کہانی مت سنانے لگ جانا" اس نے نخوت سے ناک سیکڑی

"چھوڑ دو اب ہمارا پیچھا پہلے ہادی کو پھنسا لیا پھر حیدر سے بیاہر چالیا لیکن اب میں تمہیں

اپنے بھائی کی زندگی میں برداشت نہیں کروں گی سمجھی" حور نے اس کے وجود کے

پر نچے اڑا دیے وہ برف ہوتے حواسوں کے ساتھ اسے دیکھے گئی جب انا متہ کی آواز پر

حور نے رخ پھیرا

"لیں بھی یہ ہیں مسز حیدر مجھے تو بہت شوق ہو رہا ہے جیجو سے ملنے کا لگتا ہے بہت اعلیٰ

پر سنلٹی ہیں تبھی تو لوگ نوائم کو ابھی سے ان کے حوالے سے جاننے لگے ہیں" حسب

عادت انا متہ نے اپنی مرضی کا مطلب اخذ کر لیا

"کیا کہنا ہے تم نے اسے" حور نے جا بختی نظروں سے اسے دیکھا

"میں صرف دیکھنا چاہتی تھی حیدر کی پسند کیسی ہوگی" مہک کی آنکھیں بے اختیار بھر

آئیں تھیں نوائم کو اپنی جانب متوجہ پا کر وہ زخم خوردہ انداز میں مسکرائی

بھلے ہی کسی غیر کی جاگیر تھا وہ پر میرے خوابوں کی تصویر تھا وہ مجھے ملتا بھی تو کیسے ملتا

کسی اور کے حصے کی تقدیر تھا وہ

"تم نہیں جانتی تم کتنی خاص ہو کیونکہ تم حیدر کی پسند ہو" یہ لفظ اس نے کس دل سے

کہے تھے یہ وہ جانتی تھی یا اس کا اللہ آنکھوں میں آتی نمی کو بار بار پیچھے دھکیلتی وہ سرعت

سے باہر کی جانب بڑھی حور کا سکتہ یکنخت ٹوٹا اپنے رویے کی بد صورتی کا احساس ہوتے

ہی وہ اس کے پیچھے لپکی مگر مہک نے پلٹ کر نہ دیکھا تھا

کاش کہ ہم ان کے دل پر راج کرتے جو کل تھی وہ محبت آج کرتے ہمیں غم نہیں انکی

بے وفائی کا ارمان تھا ہمیں بھی اپنی محبت پر ناز کرتے



"آپ جانتے بھی ہیں بھیا آپ کے اس جھوٹ نے ہم سب کی جان نکال لی تھی ایسی بھی کیا ناراضگی سزا دینی تھی نا مجھے برا بھلا کہتے مار لیتے مگر یوں تو نہ کرتے" وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر بلک کر روئے جا رہا تھا حیدر نے اس کے ہاتھ ہٹا کر خود سے لگا لیا چائے لاتی مریم کے قدم کمرے کی دہلیز پر ہی ٹھٹھک کر کے دونوں بھائیوں کی محبت کا نظارہ اسے اشک بار کر گیا اسے یاد تھا اپنی پوری زندگی میں اس نے ثاقب اور عاقب کو محبت سے بات کرتے نہ دیکھا تھا کجا کہ بلک کر رونا اس نے اندر جانے کی بجائے قدم واپسی کے لیے موڑ لیے اب حیدر کی واپسی کے بعد اسکے ساتھ کیا ہو گا وہ قطعی نہ جانتی تھی وہ حیران تھی کے ثاقب بھائی سب جاننے کے باوجود چپ کیسے رہ سکتے ہیں اور اس کا خدشہ درست نکلا ہادی کے ساتھ ہوئے اس واقعہ نے اسے مزید ڈرا دیا تھا یقیناً ہادی اس سب کا بدلہ بھی اسی سے ہی لیتا اور اب تو حیدر بھائی بھی واپس آ گئے جانے وہ کس نیچر کے ہوں گے یا اللہ رحم کرنا" وہ آنسو پونجھتی دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی اور شاید اس کی دعاؤں کی قبولیت کا وقت آ گیا تھا

دھڑکنیں آنکھ کا آنسو تو نہیں ہیں لیکن۔

ہم نے گن گن کے گنوائی ہیں کسی شخص کے نام....



"بیچ نکلا سالہ" مناقب نے غصے سے کھولتے کنپٹیاں مسلیں

"اگلی بار مر جائے گا ٹینشن کیا ہے" نایاب نے نیل پالش لگاتے سکون سے جواب دیا

"آپ مریم سے رابطہ کریں اسے کسی طرح نکال لیں وہاں سے"

"کیسے نکال لاؤں نکاح ہو چکا ہے دونوں کا اب یہ اتنا آسان نہیں ہے" اسنے گویا نایاب

کی عقل پر ماتم کیا تھا

"میں تو کہتا ہوں دونوں کا ہی کام تمام کر دیں" مراد کے مشورے پر پالش نایاب کے

ہاتھ سے چھوٹ گئی

"کیا کہہ رہے ہیں آپ" اسے لگانے میں غلطی ہوئی ہے

"ٹھیک کہہ رہا ہے یہ کل کو وہ لوگ اسکے ذریعے کچھ بھی کر سکتے ہیں" مناقب نے تائید

کی تھی

"مثلاً کیا کر سکتے ہیں"

"پر اپرٹی میں سے حصہ لے سکتے ہیں کیس کر سکتے ہیں وہ مر جائے گی تو قصہ ہی ختم ہو

جائے گا "عاقب نے سفاکی کی حد کر دی تھی

"بہن ہے وہ ہماری ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں آپ "وہ چلا اٹھی تھی اسے یقین نہ ہو رہا

تھا وہ یہ سب اپنی سگی بہن کے لیے کہہ رہے ہیں

"اب وہ ہمارے دشمنوں کے پاس ہے لحاظ وہ بھی دشمنوں میں شمار ہوتی ہے "شمشاد

نے گویا بات ہی ختم کر دی نایاب مارے صدمے کے کچھ بول ہی نہ پائی



حیدر شاہ کہانی کا اہم اور مرکزی کردار رشتوں ناتوں میں الجھا محبتوں میں بٹا وجود اس
 درخت کے مشابہ جو دوسروں کو سایہ دیتا خود کھوکھا ہو چکا ہو وہ ایک ایسے کنویں کی مانند
 تھا جو اپنے آس پاس کو سیراب کرتے کرتے خود پیا سا ہی رہ جائے۔

ہمیں دریافت کرنے سے، ہمیں تسخیر کرنے تک بہت ہیں مرحلے

باقی، ہمیں زنجیر کرنے تک ہمارے ہجر کے قصد سے، سمیٹو گے

تو لکھو گے ہزاروں بار سوچو گے، ہمیں تحریر کرنے تک ہمارا

دل ہے پیمانہ، سو پیمانہ تو چھلکے گا چلو دو گھونٹ تم بھر لو،

ہمیں تاثیر کرنے تک پرانے رنگ چھوڑو آنکھ کے، اگر رنگ ہی کافی ہے مجھ سے چشم بھر لو، ہمیں تصویر کرنے تک ہنر تکمیل سے پہلے، مصور بھی چھپاتا ہے ذرا تم بھی چھپا رکھو، ہمیں تعمیر کرنے تک وہ ہم کو روز لوٹتے ہیں، اداؤں سے بہانوں سے خدار کہے! لٹیرے کو، ہمیں فقیر کرنے تک! ..

حیدر شاہ

تعلق کہاں سے اور کس خاندان سے تھا وہ تو آپ بخوبی جان چکے ہیں اسکی اصل کہانی تب شروع ہوئی جب فیضان شاہ نے مہک کو اس کی شریک حیات کے طور پر چنا وہ یہ سب کیوں کر رہے تھے اس کا معصوم ذہن سمجھنے سے قاصر تھا مہک اس کی بہت اچھی دوست تھی شاہ ولای میں فیضان شاہ کے بعد جس کی کمپنی اسے اچھی لگتی تھی وہ مہک ہی تھی وہ خاصی بے وقوف سی تھی بات بات پر ڈرنے اور رونے والی فیضان شاہ کے کہنے پر وہ اس کا بے حد خیال رکھنے لگا سب بہت اچھا تھا پھر ایسی آندھی چلی جو سب بہا کر لے گی اس میں سب سے زیادہ نقصان اسی کا ہوا تھا اس کی مہماز و یا ایاز کالی رات میں کسی کے ساتھ بھاگ گئیں تھیں یہ سب ملازمہ کے الفاظ تھے جن سے اسے کوئی دلچسپی نہ

تھی کیونکہ زویا کے ساتھ اس کا لگاؤ بچپن سے بس واجبی ساتھ لیکن وہ اس کی گڑیا کو بھی ساتھ لے گی یہ بات زیادہ تکلیف دہ تھی شہاب حد سے زیادہ ظالم ثابت ہوا تھا اس کے بابا کے ساتھ ساتھ تمہی اسکی بے ضرر پھوپھو کو بھی اپنی نفرت کی بھینت چڑھا گیا تھا اس حویلی میں اس کی کوئی جگہ نہ تھی وہ ہادی کو وہاں کیسے چھوڑ دیتا آخر وہ اس کی عزیز از جان پھوپھو کا بیٹا تھا جانے سے پہلے اس نے ایک کام کیا تھا سب سے نظر بچا کر بابا کی ڈائری اٹھالی جو انہیں اکثر لکھتے دیکھا تھا کالی سیاہ رات میں حویلی چھوڑنا اس کے لیے تکلیف دہ تھا مگر بعد کے وقت نے ثابت کر دیا کہ یہی اس کے حق میں بہتر تھا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زندگی نے اسے اتنے نشیب و فراز دکھائے تھے کہ وہ وقت سے پہلے میچور ہو گیا بی بی جان نے اسے بیٹا کہا تھا اور اس نے بیٹا بن کر دکھایا تھا وہ برائیوں کے راستوں سے دور رہنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا زندگی بظاہر پر سکون تھی مگر ایک کسک تھی جو پھانس بن کر چبھتی تھی باپ کا چہرہ اکثر نگاہوں کے سامنے گھوم جاتا اور پھر وہ تکلیف کی حدوں کو چھو جاتا تھا یہ کوئی ایسا واقعہ نہ تھا جو آسانی سے فراموش کیا جاتا اب وہ جوانی کی حدود میں داخل ہو چکا تھا اپنی مردانہ وجاہت اور لڑکیوں کا اپنی جانب کھینچے چلے آنا سے بخوبی

معلوم تھا مگر اس کے فرینڈ سرکل میں کسی لڑکی کی کوئی گنجائش نہ تھی وہ اس معاملے میں بے حد کھٹور تھا انہی دنوں اس کی دوستی عادل اور یاسر سے ہوئی یاسر بہت سلجھا ہوا جب کہ عادل اس کے الٹ تھا جذباتی اور لالہ ابالی قسم کا لاپرواہ لڑکا بہر حال ان کی دوستی میں زیادہ کمال یاسر اور عادل کا تھا ان کی اسی مخلصانہ فطرت کے باعث وہ اکثر ان کے گھر جانے لگا تھا



عادل کو پڑھائی سے کوئی دلچسپی نہ تھی یاسر اور حیدر نے پولیس فورس جوائن کر لی جبکہ عادل نے ان کے برعکس بزنس سنبھالنے کو ترجیح دی وقت ایک بار پھر معمول کی رفتار سے چلنے لگا ایسے ہی ایک دن یاسر کے اصرار پر اس نے اپنا سارا ماضی اس کے سامنے کھول دیا چند لمحے تو وہ بھی ساکت رہ گیا پھر اسی کے مخلصانہ مشوروں اور مدد سے وہ شہاب اور زمان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا

اس نے سب سے پہلے شہاب اور زمان کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں جو جو لوگ ان کے ساتھ کاروبار میں شریک تھے پہلے ان پر ہاتھ ڈالا گیا گھروں سے لوگ غائب کروائے گئے مقصد علاقے میں خوف و حراس پیدا کرنا تھا یقیناً شہاب بھی اثر انداز

ہوتا وہ ایسی گفتگو خفیہ کیا کرتے تھے ایسے ہی ایک دن وہ یاسر سے ملنے نواب ولا گیا وہ بغیر اطلاع دیے گیا تھا تبھی یاسر کی غیر موجودگی کے بارے میں لاعلم تھا وقت کی بربادی پر خود کو کواستا وہ باہر کی جانب بڑھا رہا داری سے گزرتے بے حد اچانک کوئی اس سے بری طرح ٹکرایا تھا اس نے فوراً مقابل کو سنبھال کر گرنے سے بچا یا نوا تم نے خوفزدہ ہو کر اسے دیکھا وہ جو دنیا مافیا سے بے خبر اسکے معصوم بے داغ حسن میں کھویا تھا فوراً ہوش میں آیا ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا پیچھے ہوا

"آتم سوری آتم سوری" اس نے ماتھے سے پسینہ پونجا اور بغیر دوسری نظر ڈالے باہر کی جانب بڑھ گیا اپنی اس حالت پر وہ خود بھی حیران تھا بار بار اس کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا وہ لاکھ جھٹکتا مگر دل نے تو گویا اس سے دشمنی کر لی تھی وہ لاشعوری طور پر نواب ولا جانے سے کترانے لگا اسی احساس سے بچنے کے لیے اس نے خود کو مصروف کر لیا انہی دنوں اس کی ملاقات نایاب سے ہوئی ہادی کے ساتھ آئی لڑکی اسے مشکوک لگی تھی اور بعد میں اسکے شک پر یقین کی مہر ثبت ہو گئی اس نے جان بوجھ کر نایاب کی حوصلہ افزائی کی اور پھر نایاب کے ہی ذریعے وہ شہاب تک پہنچنے میں کامیاب ہوا

اسے لگا تھا وہ آج اپنے باپ کا بدلہ لے سکے گا مگر وہ ایسا بھی نہ کر سکا نہ جانے کیوں وہ شہاب کے سامنے کمزور پڑ گیا اس نے شہاب کو آزادی دے دی اپنے ہاتھوں سے شہاب کے سینے میں خنجر گھونپنے کی خواہش وہیں دم توڑ گئی پھر شہاب نے اسے برسوں پرانا بندھن یاد دلا یا وہ لاکھ چاہنے کے باوجود خود کو اس نکاح سے باز نہ رکھ پایا تھا یا سرنے سے سمجھانے کی کوشش کی مگر سب بے سود رہا اور مہک شہاب. مہک حیدر بن کر اس کے ساتھ آگے پہلے ہی قدم پر مہک کے سرد تاثرات نے اسے جھٹک دیا تھا مگر وہ اسے شرمندگی سے تعبیر کرتا پلٹ گیا اگلے دن ہادی کی انٹری نے گویا قیامت اٹھادی تھی اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر اسے گہرا شک لگا تھا ہادی کے طنز اور زہر میں ڈوبے الفاظ اسے پاتال میں دھکیل گئے تھے اگر وہ ذرا بھی ہادی کی مہک میں انوالومنٹ سے باخبر ہوتا تو خود پیچھے ہٹ جاتا بے شک حیدر اس کے لیے کوئی بھی قربانی دینے کو تیار تھا پر اس کی بد اعتمادی و بے یقینی نے حیدر کو عرش سے فرش پر دھکیل دیا وہ بارہا اس کے پیچھے لپکا مگر اس کے ذہن پر پڑی شک کی گرد صاف نہ کر سکا وہ تھکا ہارا واپس لوٹ آیا تھا

اس شام مہک کے رکیک الزامات سن کر وہ پتھر ایا تھا پھر تلخی سے مسکرا دیا شاید حیدر

شاہ کے مقدر میں یہی سب تھا وہ مایوسی اور درد کی اس انتہا پر تھا کہ اس نے مہک کے ہاتھ سے پستل لینے کی کوئی کوشش نہ کی گولی کندھے کو چھو کر گزری اور وہ جو اپنے لیے موت مانگ رہا تھا پھر سے زندگی ملنے پر حیرت زدہ رہ گیا اس نے یاسر کو ہر قسم کی کاروائی کے لیے روک دیا تھا عاقب اور ثاقب جیسے نہ جانے کتنے لوگ اس کے خون کے پیاسے ہو چکے تھے تمام حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یاسر نے اسے ملک چھوڑ جانے کا مشورہ دیا وہ ایسا کرنے کو ہر گز تیار نہ تھا مگر بی جان کے اصرار پر وہ انہیں ٹال نہ سکا اور یوں حیدر شاہ زندہ ہونے کے باوجود لوگوں کی نظر میں مر گیا

وہ اپنے سے وابستہ کسی رشتے سے غافل نہ ہوا تھا اسی کے کہنے ہی یاسر نے مہک کو رہائش دی وطن لوٹنے کے بعد اس نے پہلا کام جو کیا وہ شاہ حویلی کو اپنے نام کرنا تھا شہاب شاہ کی دوسری بیوی وہ حویلی کسی بھی قیمت فروخت کرنے پر تیار تھیں اور اس طرح اس کے باپ دادا کی حویلی پھر سے اپنے وارثوں کے ہاتھوں میں آگئی تمام کاروائی مکمل کرنے کے بعد وہ جو نہی آفس سے نکلا ایک نو عمر لڑکی کو اپنی گاڑی پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر رک گیا نوائم کو اپنے روبرو پا کر وہ بے اختیار ٹھٹھکا تھا وہ دل کڑا کر کے اپنی محبت سے

دستبردار ہو بھی جاتا مگر قسمت کو شاید یہ نا انصافی پسند نہ آئی تھی تبھی برسوں پہلے کی محبت کو بن مانگے اس کی جھولی میں ڈال دیا وہ بے یقین تھا کیا حیدر شاہ اتنا خوش قسمت ہے اسے یقین ہی نہ آتا تھا وہ یقین کرتا بھی کیسے جس محبت سے اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں جس چہرے کو دل کے نہاں خانوں میں چھپا رکھا تھا وہ حقیقت بن کر سامنے آ گیا

یہ اس کی محبت کی پاکیزگی ہی تھی کہ خدا نے اسے بن مانگے نواز دیا تھا اسے بے اختیار ہی خود پر رشک آنے لگا اسے زندگی سے محبت ہونے لگی تھی وہ رخصتی کے بعد نوائم کو شاہ حویلی لے جانا چاہتا تھا وہ اب اپنی زندگی کو کسی محرومی کے سائے تلے نہیں آنے دینا چاہتا تھا وہ اب کھل کر جینا چاہتا تھا ہاں بے شک نوائم کا ساتھ اسے لیے خوش قسمتی کی علامت تھا

بتاؤ کون کہتا ہے، محبت بس کہانی ہے محبت تو صحیفہ ہے، محبت آسمانی ہے

محبت کو خدار اتم، کبھی بھی جھوٹ مت سمجھو محبت معجزہ ہے معجزوں کی ترجمانی ہے

محبت پھول کی خوشبو، محبت رنگ تلی کا محبت پر بتوں کی
جھیل کا شفاف پانی ہے

محبت اک اشار ہے، وفا کا استعار ہے محبت اک ستار ہے، فلک
کی بیکرانی ہے

زمین و الو، بتاؤ کس طرح سمجھیں محبت کو! محبت تو زمین پر
آسمانوں کی نشانی ہے

محبت روشنی ہے، رنگ ہے، خوشبو ہے، نغمہ ہے محبت اڑتا
پنچھی ہے، محبت بہتا پانی ہے

محبت ماؤں کا آنچل، محبت باپ کی شفقت محبت رب کی رحمت کا
جہاں میں نقش ثانی ہے

محبت حق کا کلمہ ہے، محبت چاشنی من کی محبت روح کا مرہم،
دلوں کی حکمرانی ہے

محبت تو ازل سے ہے، محبت تا ابد ہوگی محبت لازمانی ہے، محبت
لامکانی ہے

فنا ہو جائے گی دنیا، فنا ہو جائیں گے ہم تم، محبت باقی رہ جائے گی، یہ

تو جاودانی ہے

محبت کا احاطہ اور کن الفاظ سے ہو گا محبت تو محبت ہے، محبت
زندگانی ہے۔



"آپ یہاں" حیدر کو دروازے میں ایستادہ پا کر مہک کو جھٹکا لگا تھا وہ تو سوچ بھی نہ سکتی
تھی کہ کبھی حیدر اس تک خود چل کر آئے گا وہ راستہ دیتی ایک طرف ہوئی
"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں صرف چند باتیں کرنے آیا ہوں" آگے
بڑھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا مہک بھی اس کی تقلید میں چل پڑی

"میں تمہیں لینے آیا ہوں" اس نے گویا بم پھوڑا تھا وہ لاؤنج کے دروازے پر پہنچ کر وہ
رکا مہک کی نظر تو اس کے قدموں سے لپٹی تھی اور دل دل تو گویا دھڑکنے ہی بھول گیا تھا
"کوئی زبردستی نہیں ہے نہ ہی جلدی تم اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو اگر میرا
ساتھ قبول نہ بھی ہو تو بلا تردد بتا دینا میں انا کا پجاری نہیں ہوں میں تمہارے فیصلے کا
احترام کروں گا" بات ختم کر کے وہ مسکرایا تھا دلکش نکھری شفاف مسکراہٹ مہک کو
دل ڈوبتا محسوس ہوا یہ کس کٹھن الجھن میں ڈال گیا تھا وہ اسے بمشکل تو دل سنبھلا تھا

اور وہ پھر سے سامنے آن کھڑا ہوا تھا



"حور حور کیا ہوا رو کیوں رہی ہو" عادل نے حور کو جھنجھوڑا جو ہچکیوں سے روئے چلے جا رہی تھی

"ہٹیں پیچھے" حور نے سرعت سے ہاتھ جھٹکے ساتھ ہی رخ پھیر گی

"یار بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے" وہ حقیقتاً پریشان ہوا تھا حور فیضان کار و نا یقیناً کوئی معمولی تو نہ تھا

"بات مت کریں جائیں اسی چڑیل کے پاس جس سے رات دن گفتگو کرتے ہیں" وہ اسے پیچھے دھکیلتی چلا اٹھی تھی

"اوہ تو تمہیں خبر ہو گی" عادل نے بے اختیار سانس بھرا

"ہاں یا سر بھائی نے سب بتا دیا مجھے" اس نے مزید کہا ساتھ ہی تیز نظروں سے اسے گھورا

"علی کسی صورت اس چڑیل کے پاس نہیں جائے گا سمجھے آپ" اس نے انگلی اٹھا کر

وارن کیا یا سر کی زبانی اسے معلوم ہو چکا تھا کہ نمل علی کی کسٹمی کے لیے کیس کی دھمکی دے رہی ہے

"سمجھ گیا" وہ لب دانتوں تلے دبا کر مسکرایا تھا ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا

"بھی علی صرف اس ہستی کے پاس رہے گا جو عادل افضل کے دل میں بستی ہو اب

چاہے وہ کوئی چڑیل ہی کیوں نہ ہو" آخر میں عادل نے جان بوجھ کر چھیڑا تھا وہ جو

بڑے انہماک سے اسے دیکھ رہی تھی فوراً سے چہرے کے زاویے بگڑے اسے جنگلی بلی

کی طرح خود پر جھپٹتے دیکھ کر عادل نے بھاگنے کا سوچا مگر اگلے ہی لمحے حور فیضان کی

زندگی سے بھرپور ہنسی اسے اندر تک سرشار کر گئی تھی



"تمہیں سن نہیں رہا میں کیا بکو اس کر رہا ہوں" ہادی وہیں بیٹھے بیٹھے چلا یا اب وہ کافی حد

تک بہتر ہو چکا تھا مگر مریم کو زچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا وہ جو

بڑے انہماک سے وہ ٹیلی ویژن دیکھ رہی تھی اس کے یوں چلانے پر چونکنے کی ایکٹنگ

کرنے لگی

"مجھ سے کچھ کہا کیا"

"نہیں تمہارے ابا سے" وہ بری طرح چڑھا تھا

"مجھے تو اباجی کہیں نظر نہیں آرہے" وہ بھی مزید چڑانے لگی

"مائنگیں دباؤ میری" اس نے پھر سے حکم دیا

"سوری میرے ہاتھوں میں درد ہے"

"تمہاری ایسی کی تیسی" اسے صوفے سے اٹھتے دیکھ کر مریم نے لاپرواہی سے کندھے

جھٹکے
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حیدر بھائی نے کہا ہے کہ میں خد متیں کر کے آپ کو سر پر چڑھا رہی ہوں لہذا آج

سے آپ اپنا کام خود کریں گے" اس نے صاف اسے جتایا تھا وہ حیران ہوا

"یہ بھیا نے تم سے کہا"

"ہاں نا انہوں نے تو یہ بھی کہا کہ اگر آپ مجھ سے سختی سے بات کریں تو میں انہیں

لازمی بتاؤں پھر وہ جانیں اور آپ"

"ایسا نہیں ہو سکتا تم جھوٹ بول رہی ہو"

"اچھا تو چلیں پوچھ لیتے ہیں" وہ اسے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی باہر کی طرف بڑھی

"ارے ارے رکو کدھر جا رہی ہو" وہ بھی فوراً اس کے پیچھے لپکا



"یہ بات ماننے میں مجھے کوئی تامل نہیں کہ آپ بہت عظیم ہیں یہ آپکی اعلیٰ ظرفی ہی تھی کہ میری سب خطائیں نظر انداز کر کے مجھ تک چلے آئے لیکن میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی میں آپ کی زندگی میں آ بھی جاؤں تو آپ کے ارد گرد کے لوگ شاید مجھے قبول نہ کریں اور سب سے بڑی بات میں بھائی کو بھائی سے بدگمان نہیں کرنا چاہتی اسی لیے میں نے فیصلہ کیا کہ میں آپ کی دنیا سے دور چلی جاؤں یہ زندگی اک بوجھ ہے اپنے باپ کے گناہوں کا بوجھ جسے میں آذاد کر دینا چاہتی ہوں مجھے چلے جانا چاہئے تھا بہت پہلے لیکن دیر ہو گی مہک تو اسی دن مر گی تھی جس دن اس نے اپنے محبوب کی جان لینے کی کوشش کی تھی یہ تو بس ایک لاش تھی غرور کے زعم میں جیتی زندہ لاش اس زندہ لاش کو بھی آج جلا رہی ہوں میں آپ کی دنیا سے دور جا رہی ہوں جب تک آپ مجھ تک پہنچے گے میں یہ دنیا چھوڑ کر جا چکی ہوں گی

آپکی مہک مہر

کاغذ حیدر کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا وہ آنکھوں کو بھینگنے سے روک نہ پایا تھا ایسا
اس نے کب چاہا تھا وہ تو مخلص ہو کر اس کی طرف بڑھا تھا
"یہ تم نے کیا کر دیا" وہ سردونوں ہاتھوں میں گرا گیا



"بہت اچھا فیصلہ ہے بھائی جان مجھے تو مناسب لگ رہا" وقار صاحب نے فوراً ان کے
فیصلے کو سراہا تھا نوا تم اور حیدر کی رخصتی کے ساتھ ہی یا سر اور انامتہ کا نکاح طے پایا تھا
سب کے باہمی رضامندی سے البتہ عادل کے تیور بگڑے ہوئے تھے
"برخوردار آپ کو کیا ہوا" سکندر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ بے بس و مجبور
انسان کی طرح پورا پورا ان کے کندھے پر آ رہا مگر بس یہیں تک اکتفا نہ ہوا تھا وہ اب
اونچی اونچی آواز میں بین کرنے لگا تھا سب کے چہرے فق ہوئے
"ہوا کیا ہے کچھ بتاؤ بھی" سکندر کو تشویش ہوئی اسے تھکتے ہوئے پوچھنے لگے مگر ٹس
سے مس نہ ہوتا دیکھ کر افضل صاحب نے آگے بڑھ کر اسے الگ کیا
"کیا مسئلہ ہے سیدھی طرح بتاؤ"

"ایسے نہیں" وہ بازو چھڑاتا پھر سے سکندر کے ساتھ چپک گیا

"آرام سے محبت سے پوچھیں" سکندر نے بھائی کو مشورہ دینے کے ساتھ اسے پککارنا شروع کیا اور پھر آدھے گھنٹے کی منتوں کے بعد جو بات اس کے منہ سے برآمد ہوئی وہ سن کر سب سے زیادہ تپا افضل صاحب کو چڑھی

"میرا ایک بھی ولیمہ نہیں ہو اچا چو" وہ آنکھیں میچ کر کہتا پھر سے ڈرامے کرنے کے چکروں میں تھا مگر افضل صاحب کے دھمو کے نے ایسا نہ ہونے دیا

"سچ کہہ رہا ہوں میرا بھی تو سوچیں" سب کے چہروں پر دبی دبی مسکان تھی سکندر سے ہنسی روکنا محال ہوا

"ویسے کوئی حرج بھی نہیں" سکندر نے اس کی حمایت کی

"تم بھی اس کے ساتھ احمق بن جاؤ" افضل صاحب کسی طور ماننے کو تیار نہ تھے مگر عادل کا پلڑا بھاری ہوتا دیکھ کر انہیں ماننا پڑا اور یوں یہ طے پایا کہ عادل اور حور کا ولیمہ بھی یا سر اور انا متہ کے ساتھ ہی کیا جائے البتہ نوائم کی رخصتی ایک دن پہلے کر دی جائے گی



وہ جو بڑے انہماک سے غزل سنتا صوفی پر آڑھتا ترچھا پڑا تھا دستک کی آواز پر سیدھا ہوا
حیدر گلا کنھکا رتا اندر داخل ہو رہا تھا "تم کب سے یہ سننے لگے"

اسکا اشارہ غزل کی طرف تھا "جب سے آپکو سنتے پایا" وہ مسکرا کر کہتا اپنے ساتھ جگہ
دینے لگا

"کیسی طبعیت ہے" اسنے وہ بات کی جس کے لیے آیا تھا

"بہت بہتر ہوں" دیٹس گڈ "حیدر نے محبت سے اسکے بال بگاڑے" بھیا ایک بات تو
بتائیں "" ہاں پوچھو "آپ اب مجھ سے ناراض تو نہیں نا" میں تم سے کبھی ناراض نہیں

ہو سکتا "مجھے پتا تھا" وہ جوش سے کہتا ساتھ لپٹ گیا "اچھا میں ایک بات سوچ رہا تھا

"کونسی" آپ خفا تو نہیں ہوں گے "بات خاص تھی یہ اسکے انداز سے ظاہر تھا

"ارے بابا نہیں ہوتا بولو بھی "زویا آنٹی کی مجھے کال آئی تھی" اسنے محسوس کیا حیدر کی

رنگت بدلی تھی چہرے پر تکلیف دہ آثار پیدا ہوئے

"کیوں" بظاہر لا پرواہی ظاہر کرتے بھی وہ مکمل متوجہ تھا

"وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں آپکی واپسی کا سن کر بہت خوش تھیں" ہادی نے ڈرتے ڈرتے بات پوری کی چند لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے ہادی کی نظریں اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ میں الجھی تھیں اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے

"کیا آپ ان سے نہیں ملیں گے" خاموشی کا وقفہ طویل ہوا تو ہادی نے ہی بات پھر سے چھیڑی

"انکا آپ سے گہرا رشتہ ہے آپ کب تک ان سے نفرت کرتے رہیں گے کوئی معافی مانگے تو دے دینی چاہیئے نا" اسکا انداز قائل کرنے والا تھا

"بشرطیکہ کوئی معافی مانگے تب". بات جتنی صاف تھی اتنی ہی مشکل جو ہادی کی عقل میں تو کبھی نہ سما سکتی تھی

"ماں تو ماں ہوتی ہے ہادی چاہے جیسی بھی ہو یہ تو اک احساس ہوتی ہے جسکی نرم آغوش میں پناہ لیتا تھا کاٹھنٹا و جو د پھر سے ہمت پکڑنے لگتا ہے امید ہارتا شخص گویا نئے سرے سے جینے لگتا ہے میں جانتا ہوں میرے کہنے سے یہ رشتہ ختم نہیں ہوگا مگر میں انکی طرف لوٹ بھی نہیں سکتا یہ ابھی میرے بس میں نہیں" وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولے چلے جا رہا تھا پھر ہاتھ چہرے پر پھیر کر اٹھ گیا

"بھیا" ہادی نے اسکا بازو تھام لیا آنکھوں میں التجا تھی

"ان سے کہنا جب ذہن ماضی کی بندشوں سے آزاد ہو احیدر شاہ ان تک ضرور آئے گا
"

وہ دھیرے سے کہتے پلٹ گیا ہادی نے سر زور و شور سے جھٹکا "پتہ نہیں کیا بول کر گئے
ہیں کچھ پلے نہیں پڑا"



ستارہ سکندر کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی جب کچھ ٹوٹنے کی آواز پر ان کے
قدموں کو بریک لگا وہ لپک کر کمرے کی طرف آئیں جہاں سکندر کھانس کھانس کر بے
حال ہو رہا تھا "کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں" وہ ان کے کندھے پر دباؤ ڈال کر سیدھا کرتے
ہوئے پوچھنے لگیں "پانی" انہوں نے بمشکل سانس لیتے ہوئے کہا

"ابھی لائی" چند منٹ بعد ہی وہ پانی لیے حاضر تھیں پانی پی کر وہ سیدھے ہوئے تو چونک
پڑے "آج اتنا رحم کیوں" وہ سوال کیے بنا نہ رہ سکے "ویسے میں نے یہ سب جان بوجھ
کر نہیں کیا پہلے تو انا متہ یہیں ہوتی تھی مگر آج وہ بھی جانے کہاں ہے" وہ خواہ مخواہ ہی

شرمندہ ہوتے صفائی دینے لگے "کب تک انامتہ کے سہاروں پر جنیں گے"

"تو کس کے سہارے پر جیوں" ان کے لہجے میں ٹوٹے

"ہم ایک دوسرے کا سہارا ہیں" ستارہ ان کے قریب ہی بیڈ پر ٹک گئیں "بیٹیاں تو اپنے گھر کی ہو جائیں گی وہ کب تک ہمیں سنھالیں گی ہمیں ایک دوسرے کے لیے جینا ہوگا" ستارہ کے الفاظ نے سکندر کو ساکت کر دیا کچھ لمحے تو وہ بولنے کے قابل ہی نہ رہے "کیا تم نے مجھے معاف کر دیا" وہ بے یقین ہوئے "ہاں میں نے آپ کو معاف کر دیا دعا ہے خدا بھی آپ کو معاف کر دے" کہہ کر وہ اٹھ گئیں سکندر کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں "تم بہت عظیم ہو ستارہ بہت عظیم"



"کیسا فضول سا کلر ہے بالکل تمہارے رنگ جیسا" ہادی نے اسے بلیک ڈریس ہاتھ میں

لیے دیکھ کر چھیڑا مریم نے لب بھینچ کر خود کو کچھ سخت سست کہنے سے روکا

"کم از کم میں اتنی کالی بھی نہیں ہوں" وہ خود کو کہنے سے باز نہ رکھ پائی

"ہا ہا ہا ہو سکتا ہے بھی اب اتنی دور سے دیکھوں گا تو نظریں دھوکہ کھا بھی سکتی ہیں یہاں

ذرا قریب آکر بیٹھو تب پتہ چلے " اتنی بے باکی کی شاید اسے امید نہیں تھی تبھی
ہو نقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

"اب یوں کیا دیکھ رہی ہو مانا کہ بہت پیارا ہوں۔ لڑکیاں تو اب بھی مجھ پر مرتی ہیں
لیکن سوچو جب وہ تمہیں میرے ساتھ دیکھیں گی تو کیاری ایکشن ہو گا ان کا " وہ اسے
بولنے پر اکسار ہاتھ اور بلا آخر کامیاب ہو گیا

"ان کا جو بھی ری ایکشن ہو گا میری بلا سے آپ صرف خود کا سوچیں اگر میرا ساتھ اتنا
ہی ناپسندیدہ ہے تو راستہ الگ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں فیصلہ کریں اور بتادیں " وہ
تڑخ کر کہتی پلٹنے لگی تھی جب ہادی اٹھ کر سرعت سے اس کا راستہ روک گیا مریم نے
اچھنبے سے اسے دیکھا

"فیصلہ تو ہو چکا " وہ دھیرے سے مسکرایا ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھام لیا مریم کو گویا کرنٹ
لگا تھا

"بھیا کہتے ہیں عورت کی شکل و صورت سے زیادہ کردار کی مضبوطی میٹر کرتی ہے اور
مجھے تمہارے کردار پر یقین ہے " وہ آنکھوں میں چمک لیے اس کی بے یقین نگاہوں کا
مرکز بنا ہوا تھا مریم ہڑبڑا کر ہوش میں آئی

"چھوڑیں ہاتھ چھوڑیں میرا اب نجانے یہ ڈرامے کیوں کر رہے ہیں" وہ اس پر یقین کرنے کو تیار نہ تھی ہادی نے ہاتھ تو چھوڑ دیا مگر اگلے لمحے وہ مکمل اس کی گرفت میں تھی

"آرام سے سنا کرو سمجھا کرو پھر بولا کرو تمہیں معلوم بھی ہے کتنا جذباتی ہوں اسی لیے سب الٹ کر بیٹھتا ہوں مگر تمہارے معاملے میں مجھے اس جلد بازی پر کوئی افسوس نہیں" وہ چہرہ اس کے قریب کرتے بھاری گھمبیر لہجے میں سرگوشی کر رہا تھا پھر دھیرے سے گنگنایا

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Art | Books | Poetry | Interviews

تیرے خاموش ہونٹوں سے محبت گنگناتی ہے

تو میری ہے میں تیرا ہوں یہی آواز آتی ہے

"میں آپ پر یقین کیسے کروں پل میں تو لہ پل میں ماشہ۔ جب دل چاہے گا بے عزت کر دیں گے" بات کرتے کرتے اس کا لہجہ بھرا گیا ہادی نے گہرا سانس بھر کر اسے گرفت سے آزاد کر دیا "اچھا اب معافی کیسے ملے گی" نہیں ملے گی "

"اچھا میں نے کان پکڑ لیے یہ دیکھو" اس نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا یا مریم رخ

پھیرے بے نیاز بنی رہی " اب بھی نہیں

" نہیں جو کچھ ہو چکا وہ معافی کے قابل ہر گز نہیں ایک مجبور بے بس لڑکی کو بغیر کسی گناہ کے سزا دی جائے اس ظلم و زیادتی کا حساب دیے بغیر آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے " وہ کسی صورت رعایت دینے کو تیار نہ تھی

" دیکھو جو ہو چکا اسے بھلا دو میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہیں ہوگا تمہارے بھائی نے بدلہ لے تو لیا ہے سوچو اگر میں اس دن مر جاتا تو " اس نے جان بوجھ کر یہ بات کہی تھی

ری ایکشن حسب توقع تھا
NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
" اللہ نہ کرے کیسی باتیں کر رہے ہیں " مریم نے بے ساختہ کہا اپنے دل کی آواز سے تو وہ خود بھی نگاہیں چرا رہی تھیں مگر کب تک

" اس کا مطلب تمہارے دل میں کچھ گنجائش تو باقی ہے "

ہادی خوش فہم ہوا

" لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو معافی مل جائے گی "

" مجھے معافی لینے آتی ہے " ہادی نے شوخی سے کہتے اسے پھر سے گرفت میں لینا چاہا

مریم نے اس کے ہاتھ جھٹک ڈالے

"ویسے بھائی کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں ہونے دی" اس نے ذہن میں مچلتا

سوال کیا

"وہ اس لیے میری جان کہ شروعات تو اس کھیل کی میں نے کی تھیں ویسے بھی اس کی

لاڈلی بہن میرے قبضے میں تھی اتنا حق تو بنتا تھا اسکا" ہادی نے مریم کی ناک دبا کر بات

پوری کی

"بھیا تو کسی صورت نہ مان رہے تھے مگر جب میں انہیں بتایا کہ میں نے مریم زمان شاہ

کو کیسے مریم ہادی شاہ بنایا ہے تو وہ بے حد خفا ہوئے انہوں نے صاف کہا یا میں تمہیں اپنا

لوں یا چھوڑ دوں اس زبردستی کے بندھن میں کچھ نہیں اور آج اسی مقصد کے لیے میں

آپ کے سامنے ہوں مگر یہاں تو صلح کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے" وہ مایوسی سے کہتا

پلٹنے لگا "سنیں" سنائیں "وہ چہکا

"چائے لاؤں" بات ایسی تھی کہ ہادی کا منہ لٹک گیا

"کتنی ان رومنٹک لڑکی ہو تم" وہ مایوسی سے کہہ رہا مریم کی ہنسی چھوٹ گئی



"بھیایہ میں کیا سن رہی ہوں" حور نے بیگ صوفے پر پھینکا اور حیدر کے مقابل آگئی

انداز ایسا تھا جیسے بہت خاص بات ہو "کیا ہوا ہے" وہ متوجہ ہوا

"ہادی بتا رہا تھا کہ مہک نے خود کشی کر لی مجھے یقین ہے وہ مذاق کر رہا ہو گا ہے نا" وہ

ایک ہی سانس میں بولے جا رہی تھی حیدر نے سر جھکا لیا

"وہ سچ کہہ رہا ہے"

"نہیں" حور نے بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹا "ایسا کیسے ہو گیا اس دن تو وہ

ٹھیک تھی" وہ باقاعدہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی حیدر متعجب ہوا

"کس دن تم کب ملی اس سے"

"وہ نواب ولا آئی تھی نوائم کو دیکھنے جس خاموشی سے آئی تھی ویسے ہی چلی گی مجھے کیا

پتا تھا بھیا میں اسے آخری دفعہ دیکھ رہی ہوں" وہ ہچکیوں کے دوران بمشکل اٹک اٹک

کر کہہ رہی تھی

"آپ اسے منالاتے نا آخر تو بیوی تھی آپ کی کیوں مرنے دیا آپ نے اسے" حور کو

پچھتاوے گھیر رہے تھے اک عرصہ دوستی کا ساتھ گزرا تھا اتنی آسانی سے کیسے
فرا موش کر جاتی

"میں گیا تھا حور مگر وہ نہیں آئی اب سوچتا ہوں مجھے اسے فیصلے کا اختیار نہیں دینا چاہئے
تھا بلکہ محض حکم دینا چاہئے تھا" دکھ بے بسی کرب تو اس کے لہجے میں بھی تھا مگر وہ کچھ
کرنے قاصر تھا حور اس کے سینے سے لگی دل کھول کر روتی چلی گی

وہ دل کی باتیں زمانے بھر کو کیوں سناتا مجھے بتاتا

وہ اک دفعہ تو میری محبت کو آزما تا مجھے بتاتا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زبان خلقت سے جانے کیا کیا وہ مجھ کو باور کرا رہا ہے

کسی بہانے انا کی دیوار گرتا مجھے بتاتا

مجھے خبر تھی کہ چپکے چپکے اندھیرے اس کو نگل رہے ہیں

میں اسکی راہ میں دیے جالاتا مجھے بتاتا

پراسنے ستم کیا کہ شہر چھوڑ دیا خامشی سے مجھے بتاتا



اگلے دن وہ سو کر اٹھا تو مریم کو کمرے میں نہ پا کر آوازیں دینے لگا کچھ دیر انتظار کے بعد وہ بستر چھوڑ کر اٹھ گیا وہ اسے لاونج میں ہی فون سٹینڈ کے پاس مل گئی

"تم یہاں ہو کب سے بلارہا ہوں" ہادی نے مریم کو فون ہاتھ میں لیے کھڑے دیکھ کر پوچھا وہ ہنوز گم سم رہی

"ارے" اس نے زور سے کندھا ہلا کر متوجہ کیا

"ہادی وہ" سیل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا تھا ہادی کو کسی انہونی کا

احساس ہوا "کیا ہوا کس کا فون تھا"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نایاب کا عاقب بھائی عاقب بھائی نہیں رہے ثاقب بھائی نے ان کا قتل کر دیا" وہ

ہچکیوں سے بری طرح رونے لگی ہادی نے کھینچ کر اسے ساتھ لگا لیا شاک میں تو وہ بھی

تھا

"اچھا چپ کیا تمہیں وہاں جانا ہے میں تمہیں چھوڑ آؤں گا" ہادی نے اس کے آنسو

صاف کرتے نرمی سے کہا

"نہیں" مریم نے فوراً نفی میں سر ہلایا نایاب نے منع کیا ہے کتنی بد نصیب ہوں نا

آخری بار انہیں دیکھ بھی نہیں سکتی"....

"اچھا دھر بیٹھو" اسنے بازو سے پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھایا اور بی بی کو پانی لانے کا کہتا
مزید پوچھنے لگا

"ناایاب بتا رہی تھی کوئی جائیداد کا جھگڑا تھا اور کچھ نہیں بتایا" وہ اس وقت اتنی حواس
باختہ تھی کہ کسی طرف دھیان ہی نہ گیا جبکہ ہادی کے اعصاب کو گہرا جھٹکا لگا تھا اسے لگا
وقت ایک بار پیچھے گیا ہو جہاں ایک بھائی نے دولت کی خاطر دوسرے بھائی کو بے
رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عادل اسے پکڑیں" حور نے ٹی وی دیکھتے عادل کا کندھا ہلایا متوجہ ہونے پر اس نے
علی کو اس کی طرف بڑھایا

"کیوں دیکھ نہیں رہی میچ چل رہا ہے" عادل نے تیوری چڑھائی

"میں شاپنگ پر جا رہی ہوں آنٹی اور انامتہ کے ساتھ پلیزا سے سنبھال لیں" وہ ملتچی
ہوئی علی کے ساتھ شاپنگ کا پہلا تجربہ اتنا خوشگوار ہر گز نہ تھا کہ وہ دوبارہ رسک لیتی

"تو ساتھ لے جاؤ میں نا سہی میرا بیٹا ہی سہی" وہ تو گویا بھرا بیٹھا تھا پیچھے دو دن سے حور انامتہ اور نوائم کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی تھی اور عادل کو جھوٹے منہ بھی نہ پوچھا گیا تھا تب سے وہ اندر ہی اندر کڑھ رہا تھا

"کیا ہو گیا ہے عادل یہ بھیڑ میں گھبرا جاتا ہے پلیز پکڑ لیں" اسے ہنوز ہاتھ پر ہاتھ رکھے دیکھ کر حور نے علی کو زبردستی اس کی گود میں بٹھادیا اور خود کپڑے اٹھا کر واش روم میں گھس گئی علی کو شاید یہ زبردستی پسند نہ آئی تھی تبھی گلا پھاڑ کر رونے لگا عادل نے ہلایا جلا یا مگر وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اس نے آرام سے اسے بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی اسکے برابر چٹ لیٹ گیا اب بیٹے کا رونا جاری تھا اور باپ کی بڑ بڑاہٹ

"روئی جا بیٹا روئی جا رونا بھی اچھا ہوتا ہے صحت کے لیے آنکھوں کا فالٹو پانی بہہ جاتا ہے اور آنکھوں کی بینائی میں اضافہ ہوتا ہے گلابھی صاف ہو جاتا ہے میرا تو خیال ہے مجھے بھی رونا چاہئے شاید تمہاری اماں کو خیال آ ہی جائے

سب کیڑے مکوڑوں میں اتنے بڑے گینڈے کا وجود اسے دکھائی ہی نہیں دیتا جو سارا دن اس کے آگے پیچھے گھومتا ہے آہ میں خود کو گینڈا کہہ رہا ہوں تف ہے تم پر عادل افضل میں تو شہزادہ ہوں" باپ بیٹے کا یہ شغل جانے کب تک جاری رہتا حور نے پہلے

اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا سے کوئی حرکت نہ کرتے پا کر اس کی نبض چیک کی جو معمول کی رفتار سے چل رہی تھی "عادل" اب کے باقاعدہ جھنجھوڑا

"تم مجھے عادل کے ابا کیوں نہیں کہتی" وہ نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھتا کہہ رہا تھا

"ہائے" حور کی آنکھیں پھیلیں

"میرا خیال ہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بخار سر پر چڑھ گیا ہے میں ڈاکٹر کو بلواتی

ہوں" وہ جواب سننے بغیر علی کو اٹھاتی باہر نکل گئی

"یہ ہے تیری قسمت عادل افضل" وہ پھر سے آہیں بھرنے لگا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عشق کو بھی عشق ہو تو پھر میں دیکھوں

کیسے تڑپے کیسے روئے عشق اپنے عشق میں



"چاچو دیکھیں میں کس کو لایا ہوں" یاسر کی آواز پر سکندر کو پلٹنا پڑا نظروں کے سامنے

موجود شخص کو دیکھ کر انہیں غلطی کا گمان ہوا

لگا تھا جیسے آنکھیں دھوکہ کھا رہی ہیں

"یہ حیدر ہے چاچو فیضان انکل کا بیٹا" یاسر کی آواز نے ایک اور جھٹکا دیا تھا ہاں وہ فیضان ہی تو تھا ہو بہو وہی نقش وہی جسامت وہی قد و قامت سکندر کے لب کپکپا گئے ہاتھوں میں لغزش اتر آئی

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھے اور ایک جھٹکے سے سینے سے لگاتے آنکھیں نم ہونے سے روک نہ سکے تھے پھر جو روئے تو روتے ہی چلے گئے یاسر کے زبردستی الگ کرنے پر انہیں اپنی پوزیشن کا خیال آیا حیدر کی پریشان صورت پر نظر پڑتے ہی ہنس

دیے
"آؤ بیٹھو آج گھر پر کوئی نہیں ہے خوب محفل جمائیں گے" خوشی کے ٹمٹماتے دیے ان کے چہرے پر روشن تھے



بی جان کے اصرار پر بغیر اطلاع دیئے وہ حور کو لینے آیا تھا مگر ملاقات سکندر سے ہو گئی وہ نماز پڑھنے کو اٹھے تو گھر کی پیچھلی طرف چلا آیا رہاداری سے گزرتے اسے بے اختیار ہی نوائم کی یاد آئی دل ایک نظر دیکھنے کو مچل پڑا وہ ایک قدم آگے ہی بڑھا تھا کہ نسوانی چیخ پر ٹھٹھک گیا

"چپ کرو خبردار جو آواز نکالی ساری گولیاں سینے میں اتار دوں گا" مردانہ بھاری آواز

اور ایسے سخت الفاظ حیدر خود کو اس طرف بڑھنے سے روک نہ پایا

"چلو میرے ساتھ" وہ نوائم کو کھینچتے ہوئے پیچھلے دروازے کی جانب بڑھنے لگا حیدر کی

رگیں تن گئیں اپنی نظروں کے سامنے اپنی عزت پر کسی کی بری نگاہ پڑتے دیکھنا اس کی

مردانگی پر کاری ضرب تھی وہ مٹھیاں بھینچتا لپک کر راستے میں آیا یوں راستہ روکے

جانے پر پہلے تو فیصل چونکا پھر راستہ صاف کروانے کو پوسٹل کارخ حیدر شاہ کی طرف کر

لیا حیدر شاہ نڈر انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا

"تم جیسے بڑے کتے دیکھے ہیں" اس نے ایک نظر ڈری سہمی اس کی گرفت سے نکلنے کو

مچلتی نوائم پر ڈالی اور ہاتھ بڑھا کر فیصل کی گردن دبوچ لی وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھا

تبھی اپنا دفاع نہ کر سکا پوسٹل اس کے ہاتھ سے گر گیا حیدر کے آگے ٹھہرنا اس کے بس

کی بات نہ تھی چند لمحوں میں ہی اس کا حشر بگڑ چکا تھا وہ اسے زمین کی طرف دھکیلتا پوسٹل

کی جانب بڑھا

"حیدر شاہ کی عزت کے ساتھ دل پر بھی ہاتھ ڈالا ہے تو نے جس کی کم سے کم سزا موت

ہے" وہ رخ اس کی جانب کیے کھڑا تھا فیصل منتوں پر اتر آیا

"معاف کر دو مجھے ایک بار معاف کر دو آئندہ ایسا نہیں ہو گا تم ہی سمجھاؤ اسے پلیز رو کو

"اس نے نوائم کے آگے ہاتھ جوڑے نہ جانے نوائم کے دل میں کیا سمائی اس نے

لا شعوری طور پر اپنا ہاتھ حیدر کے بازو پر رکھ دیا حیدر نے حیرت سے چہرہ موڑا

"جانے دیں وہ رو رہا ہے" اس نے اتنی معصومیت سے کہا کہ حیدر شاہ چاہ کر بھی انکار نہ

کر سکا

"بخش دیا سے تمہارے لیے بخش دیا"



سن سانسوں کے سلطان پیا
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیرے ہاتھ میں میری جان پیا

میں تیرے بن ویران پیا

تو میرا کل جہان پیا

میری ہستی مان سمان بھی تو

میرا زہد ذکر و جدان بھی تو

میرا کعبہ تھل مکران بھی تو

میرے سپنوں کا سلطان بھی تو

کبھی تیر ہوئی۔ تلوار ہوئی

تیرے ہجر میں آبیار ہوئی

کب میں تیری سردار ہوئی

میں ضبط کی چیخ پکار ہوئی

میرالوں لوں تجھے بلائے وے

میری جان و چھوڑا کھائے وے

تیرا ہجر بڑا بے درد سجن

میری جان پے بن بن آوے وے

میری ساری سکھیاں روٹھ گئی

میری رورواکھیاں پھوٹ گئی

تجھے ڈھونڈ تھکی نگری نگری



اب ساری آسیں ٹوٹ گئی

کبھی میری عرضی مان پیا

میں چپ گم سم سنسان پیا

میں از لوں سے نادان پیا

تو میرا کل جہان پیا!!!

تری یاد میں کاٹوں رین پیا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Ghazals|Urdu|Punjabi|Sindhi|Balochi|Pashto|Sinhala|Tamil|Telugu|Kannada|Malayalam|Hindi|Bengali|Gujarati|Marathi|Odia|Punjabi|Sindhi|Balochi|Pashto|Sinhala|Tamil|Telugu|Kannada|Malayalam|Hindi|Bengali|Gujarati|Marathi|Odia

گئی نیند، گیا سکھ چین پیا

تری ایک جھلک تک لینے کو

مرے ترس گئے دو نین پیا

میں خواب نگر کے پار گئی

اک بار نہیں ہر بار گئی

میں رورو جیون ہار گئی

مجھے تیری جدائی مار گئی

ہر سمت خموشی طاری ہے

اور ہاجر بھی ہر سو جاری ہے

ہر رات ترے بن بھاری ہے

اب جنڈی تجھ پر واری ہے

مجھے درد ملے انمول پیا

میں ہستی بیٹھی رول پیا

کبھی میرے دکھ سکھ پھرول پیا

دہ تو میرا سانول ڈھول پیا



دو سال بعد

ندرت فیصل کے ساتھ واپس لوٹ گئی تھی اور ادینہ کسی آشنا کے ساتھ رات کی تاریکی

میں گھر سے بھاگ کر شکلیہ کا سارا طنطنہ خاک میں ملا گئی تھی اس حادثے کے بعد شکلیہ نے خود کو کمرے میں قید کر لیا

دوسری طرف شاہ ولا میں خوشیوں کا سماں تھا مہمانوں سے گھر بھر اڑتا حور کے ہاں بیٹی نے جنم لیا جبکہ مریم کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا دو دو بچوں کی آمد نے خوشیوں کو دو بالا کر دیا تھا صدقہ و خیرات کیے جا رہے تھے نئے نئے پکوان بن رہے تھے حور تو دو ماہ سے ادھر تھی افضل صاحب کو پوتی کی اتنی خوشی ہوئی کہ وہ بمعہ اہل و عیال دوڑے چلے آئے

سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جب کمرے سے تیز تیز چیخنے پر بے اختیار اوپری منزل کی طرف دوڑے کمرے میں پہنچ کر دیکھا تو نوائم گھٹنوں میں سر دیے عین کمرے کے وسط میں بیٹھی رو رہی تھی

"کیا ہوا ہے" ستارہ تیزی سے آگے بڑھی "نوائم میری بچی بولو تو سہی" اسے ہنوز چپ دیکھ کر ستارہ کا دل گھبرانے لگا باقی سب کی حالت بھی کم و بیش ان جیسی ہی تھی

"نوائم" حیدر کے نرمی سے پکارنے پر اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا

"کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو" وہ بے حد نرمی سے پوچھ رہا تھا

"آپ نے دیکھا حور آپنی کے پاس گڑیا ہے اور مریم باجی کے پاس بھی پرنس آیا ہے مجھے بھی پرنس چاہئے" وہ بات پر زور دیتی تیز تیز بولی تھی حیدر نے بے ساختہ ستارہ کو دیکھا ستارہ بھی مسکراتے ہوئے اٹھ گئیں

"آپ لوگ جائیں میں سنبھال لوں گا" اس نے سب کی نظروں سے بچنے کے لیے انہیں باہر کاراستہ دیکھا یا سب اپنی اپنی بولیاں بولتے کمرہ خالی کر گئے

"ادھر اوپر بیٹھو" حیدر نے اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب آپ مجھے مت ڈانٹنا کیونکہ مجھے پرنس لینا ہے" وہ ضدی لہجے میں کہہ رہی تھی

"اف یہ لڑکی" حیدر نے سر تھام لیا

"ورنہ میں مریم باجی کا چھپالوں گی" واہ رے معصومیت

"دیکھو ابھی تو کل تمہارا پیپر ہے لہذا کسی قسم کی سرگرمی میں انوالو نہیں ہونا بعد میں

دیکھیں گے اوکے" اس نے نرمی سے سمجھایا

"لیکن پرنس" وہ کہنے ہی والی تھی کہ حیدر کی گھوری پر چپ کر گئی

"میں ہوں نا تمہارا پرنس کیا میں پرنس سے زیادہ پیارا نہیں ہوں" حیدر نے اس کی

طرف جھک کر سرگوشی کی وہ بے طرح خوش ہوتی اس سے لپٹ

میں نے سورج چاند ستارے تیرے نام لکھے

جگ میں جتنے پھول ہیں سارے تیرے نام لکھے

دیواروں دروازوں پر بھی تیرا نام لکھا ہے

دریاؤں نہروں کے دھارے تیرے نام لکھے ہیں

سارے کانٹے اور انگارے اپنے پاس رکھے ہیں

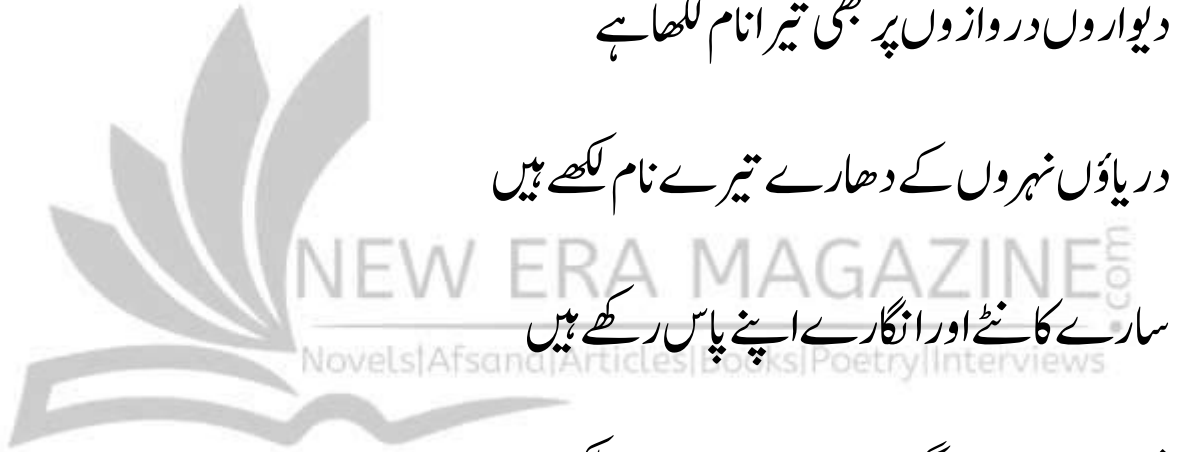
خوشیاں ساری رنگ نظارے تیرے نام لکھے ہیں

جیون میں جو کچھ بھی پایا سے بھول گی ہوں

یادیں ساری سنے سارے تیرے نام لکھے ہیں

پہروں تنہا بیٹھ کے میں نے تجھ سے باتیں کی ہیں

ساری غزلیں اور فن پارے تیرے نام لکھے ہیں



دل کے ساتھ ہی آنکھیں میں نے رستے میں رکھ دی ہیں

جیون کے سب سنگ سہارے تیرے نام لکھے ہیں



♥ ختم شدہ ♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین